مسائل الشریعہ
ترجمہ
وسائل الشیعہ
تالیف
محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ و تحشیہ
فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

(جلد ۱۷)

مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

ناشر

مکتبۃ السبطین ۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

نام کتاب	:	مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ
جلد	:	۱۷
تالیف	:	محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ وتحشیہ	:	فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی، سرگودھا، پاکستان
کمپوزنگ	:	غلام حیدر (میکسیما کمپوزنگ سینٹر، موبائل:03465927378)
طباعت	:	میکسیما پرنٹنگ پریس، راولپنڈی
ناشر	:	مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
طبع اول	:	ذی القعدہ ۱۴۳۳ھ ۔ ستمبر ۲۰۱۲ء
ہدیہ	:	۲۵۰ روپے
تعداد	:	۱۱۰۰

اسلامک بک سینٹر

مکان نمبر 362-C، گلی نمبر 12، G-6/2

اسلام آباد۔فون:051-2602155

معصوم پبلیکیشنز بلتستان

ملتھو کھا، علاقہ کھرمنگ، سکردو، بلتستان

موبائل:0346-5927378

ای میل:maximahaider@yahoo.com

مکتبۃ السبطین

۲۹۶/۹۔بی بلاک، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

فہرست مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ (جلد ۱۷)

صفحہ نمبر	خلاصہ	باب نمبر
۳۶	❁ اطعمہ مباحہ کے ابواب ❁ (اس سلسلہ میں کل ایک سوانتالیس (۱۳۹) ابواب ہیں)	
۳۶	ہر وہ چیز جو عادۃً کھائی جاتی ہو اور اس کی حرمت پر کوئی نص موجود نہ ہو تو اس کا کھانا حلال ہے۔ اور چند مباح اطعمہ کا تذکرہ۔	۱
۳۸	جو کی روٹی کو گندم وغیرہ کی روٹی پر ترجیح دینا مستحب ہے۔	۲
۳۹	چاول کی روٹی کھانے کا بیان۔	۳
۳۹	ستو کو اختیار کرنا مستحب ہے۔	۴
۴۰	اس خشک ستو کا کھانا جسے سات بار یا تین بار دھویا گیا ہو اور وہ بھی زیتون کے ساتھ اور نہار منہ کھانا مستحب ہے۔	۵
۴۱	آدمی کا ستو کو شکر (یا کھانڈ) کے ساتھ کھانا مکروہ ہے۔	۶
۴۱	جو کے ستو کا بیان۔	۷
۴۲	مسور کے ستو کا بیان۔	۸
۴۲	ہر قسم کے سالن اور طعام پر گوشت کو ترجیح دینا مستحب ہے۔	۹
۴۳	ان چند کھانوں کا تذکرہ جن کو منتخب کرنا چاہیئے اور ان کے چند آداب کا بیان۔	۱۰
۵۰	آدمی کا گوشت کو پسند کرنا اور زیادہ گوشت خور ہونا مکروہ نہیں ہے۔	۱۱
۵۱	چالیس دنوں یا چند دنوں تک گوشت نہ کھانا مکروہ ہے اگرچہ قرضہ بھی لینا پڑے اور جو چالیس دنوں تک گوشت نہ کھائے اس کے کان میں اذان دینا مستحب ہے۔	۱۲
۵۲	دنبہ کے گوشت کو دوسرے گوشتوں پر ترجیح دینا مستحب ہے۔	۱۳
۵۲	گائے کے گوشت کا چقندر کے ساتھ کھانا اور گائے کے گوشت کا شوربہ پینا۔	۱۴
۵۳	گائے کا دودھ، اس کی چربی اور اس کے گھی کا بیان۔	۱۵

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۱۶	مرغ کے گوشت کو دوسرے پرندوں کے گوشت پر ترجیح دینا مکروہ ہے اور چوزوں کو ترجیح دینا خصوصاً اس کبوتر کے چوزے کو جو انسانی غذا کھاتا ہے اور اونٹ کے بچے بخاتی (اونٹ) اور سفید بازوؤں اور پروں والے کبوتر کا گوشت مکروہ نہیں ہے۔	۵۳
۱۷	گوشت خوری پر مداومت کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔	۵۴
۱۸	قباج (چکور سے مشابہ ایک پرندہ)، قطا اور درّاج (تیتر) کا گوشت۔	۵۵
۱۹	اونٹ، گائے، بھیڑ بکری، جنگلی گائے، جنگلی گدھے کا گوشت حلال ہے اور اہلی گدھے کا گوشت مکروہ ہے۔	۵۵
۲۰	بھینس کا گوشت، دودھ اور اس کا گھی حلال ہے۔	۵۶
۲۱	اندھے، لنگڑے اور بیمار کے ساتھ کھانا کھانے کا بیان۔	۵۷
۲۲	اس خشک گوشت کے ٹکڑوں کا کھانا حرام نہیں ہے جسے آگ یا سورج نے متغیر نہ کر دیا ہو۔	۵۷
۲۳	خشک گوشت کے ٹکڑوں اور پنیر، بادام کے بغیر کھانا اور کھجور کا شگوفہ اور تلوں کے تیل کی تلچھٹ کا کھانا مکروہ ہے۔	۵۸
۲۴	ذبیحہ سے دست (پنڈلی کے باریک حصہ سے اوپر کا حصہ) اور شانہ (کندھا) کو دوسرے اعضاء پر ترجیح دینا مستحب ہے اور سرین کو منتخب کرنا مکروہ ہے۔	۵۹
۲۵	گوشت کا دودھ کے ہمراہ کھانا۔	۵۹
۲۶	بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کا کھانا حرام نہیں ہے اور ان کی تشریح۔	۶۰
۲۷	کشمش کا پکانا، اور مختلف قسم کے کھانے اور آش انار پکانا۔	۶۱
۲۸	ثرید کا کھانا۔	۶۱
۲۹	گائے کے گوشت، سکباج اور گوشت اور زیتون کا ثرید۔	۶۲
۳۰	کمزور آدمی کیلئے طاقت کے حصول کی خاطر کباب کا کھانا مستحب ہے۔	۶۳
۳۱	(جانوروں کے) سروں کا کھانا۔	۶۳
۳۲	ھریسہ کا کھانا مستحب ہے۔	۶۳
۳۳	مثلثہ کا کھانا۔	۶۴

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۳۴	حسو کا دودھ کے ساتھ کھانا۔	۶۴
۳۵	میٹھی چیز کو پسند کرنا اور اس کا کھانا مستحب ہے اور اسی طرح خبیص اور فالودہ بھی۔	۶۵
۳۶	مچھلی اور کھجور یا شہد کا کھانا اور اس کے بعد پانی پینا۔	۶۵
۳۷	تروتازہ مچھلی کا کھانا مکروہ ہے مگر پچھنے لگوانے کے بعد اور وہ بھی بطور کباب۔	۶۶
۳۸	ہمیشہ مچھلی کھانا اور بکثرت کھانا مکروہ ہے۔	۶۷
۳۹	انڈوں کا تذکرہ۔	۶۷
۴۰	ہر وہ جانور جس کا گوشت حلال ہے اس کا انڈا، دودھ اور پنیر حلال ہے اگر چہ وہ انڈا ایسی مرغی کا ہو جس سے مرغ جفت نہیں ہوا اور دودھ اور پنیر اس بکری کا ہو جس سے بکرا جفتی نہیں ہوا۔	۶۸
۴۱	نمک کا بیان۔	۶۹
۴۲	چند حلال وحرام اطعمہ واشربہ کا تذکرہ۔	۶۹
۴۳	سرکہ اور زیتون کے تیل کے کھانے کا بیان۔	۷۰
۴۴	سرکہ کا کھانا مستحب ہے۔ اور گھر اس سے خالی نہیں ہونا چاہئے۔	۷۱
۴۵	خمر کا سرکہ کھانے کا بیان۔	۷۲
۴۶	مربّی کے کھانے کا بیان۔	۷۲
۴۷	زیتون کا تیل کھانا اور اس کی مالش کرنا۔	۷۳
۴۸	زیتون کا کھانا۔	۷۴
۴۹	شہد کا کھانا اور اس سے شفا حاصل کرنا۔	۷۴
۵۰	شکّر کا کھانا اور اس کے ساتھ علاج کرنا مستحب ہے اور کڑوی دواء سے علاج کرنا مکروہ ہے۔	۷۵
۵۱	سوتے وقت شکر کا کھانا مستحب ہے۔	۷۶
۵۲	کھانے اور علاج معالجہ کیلئے سلیمانی شکر اور طبرزد اور سفید رنگ کو ترجیح دینا مستحب ہے۔	۷۷
۵۳	گھی کا کھانا اور بالخصوص گائے کا اور وہ بھی موسم گرما میں۔	۷۸
۵۴	ایک معمر آدمی کیلئے پچاس سال کے بعد رات کے وقت گھی کھانا مکروہ ہے۔	۷۸
۵۵	دودھ کا بیان۔	۷۹

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۵۶	سیاہ رنگ کی بکری اور سرخ رنگ کی گائے کا دودھ کیلئے منتخب کرنا اور دودھ کے ساتھ شہد یا کھجور کا کھانا مستحب ہے۔	۸۰
۵۷	کھانے پینے کے لئے گائے کا دودھ منتخب کرنا مستحب ہے۔	۸۰
۵۸	ماست اور نانخواہ کا کھانا۔	۸۱
۵۹	اونٹ گائے اور بھیڑ بکری کے پیشاب اور لعاب کا پینا اور ان کے پیشاب اور دودھ سے شفا حاصل کرنا جائز ہے۔	۸۱
۶۰	بیمار وغیرہ کیلئے گدھی کا دودھ پینا جائز ہے۔	۸۲
۶۱	پنیر وغیرہ کا کھانا جائز ہے جس میں حلال وحرام ہر دو ہوتے ہیں جب تک دو گواہوں کی گواہی سے ثابت نہ ہو جائے کہ وہ حرام قسم سے ہے۔	۸۲
۶۲	رات کے وقت پنیر کا کھانا مستحب ہے اور صبح کے وقت کھانا مکروہ ہے۔	۸۴
۶۳	پنیر کا بادام کے ہمراہ کھانا مستحب ہے اور ان میں سے ہر ایک کا تنہا کھانا مکروہ ہے۔	۸۴
۶۴	مہینہ کے آغاز میں پنیر کا کھانا مستحب ہے۔	۸۴
۶۵	موسم سرما میں بادام کا کھانا مستحب ہے اور شدتِ گرما میں مکروہ ہے۔	۸۵
۶۶	چاول کا کھانا اور چاول اور ساق یا زیتون کے تیل کے ساتھ اور ان کے بغیر علاج معالجہ کرنا۔	۸۵
۶۷	پکے ہوئے چنوں کا طعام سے پہلے اور اس کے بعد کھانا۔	۸۶
۶۸	عدس (مسور) کا کھانا۔	۸۷
۶۹	باقلا کا کھانا اگرچہ چھلکے سمیت ہی ہو۔	۸۷
۷۰	لوبیا اور ماش کا کھانا۔	۸۸
۷۱	جاورس کا حلوا کھانا اور دودھ کے ساتھ کھانا اور اس کے ستو سے زیرہ کے پانی کے ساتھ علاج کرنا۔	۸۸
۷۲	کھجور سے محبت کرنا اور اسے کھانا اور اسے دوسری چیزوں پر ترجیح دینا اور اسی سے (کھانے کا) آغاز واختتام کرنا۔	۸۸
۷۳	برنی کھجور کا کھانا اور اسے دوسرے اقسام پر ترجیح دینا مستحب ہے۔	۹۰
۷۴	عجوہ کھجور کا تذکرہ۔	۹۱

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۷۵	صرفان اور مشان نامی کھجور کا تذکرہ۔	۹۲
۷۶	تازہ کھجور کا کھانا اور اس کے بعد پانی پینا۔	۹۳
۷۷	نہار منہ عجوہ نامی کھجور کے سات دانے اور رات سوتے وقت سات دانے کھانا مستحب ہے۔	۹۳
۷۸	کھجور کا اکرام کرنا مستحب ہے۔	۹۴
۷۹	عام پھل فروٹ میں سے ملاسی انار، شیقانی سیب، بہی اور رازقی انگور اور مشان کھجور اور گنے کو ترجیح دینا مستحب ہے۔	۹۴
۸۰	پھل فروٹ کا کھانے سے پہلے دھونا مستحب ہے اور ان کا چھلکا اتارنا مکروہ ہے۔	۹۵
۸۱	گزرنے والے کے لئے پھل کا کھانا جائز ہے بشرطیکہ قصداً وہاں سے نہ گزرے اور پھل کو خراب بھی نہ کرے اور ہمراہ بھی نہ لے جائے۔	۹۵
۸۲	انگور کا تذکرہ۔	۹۵
۸۳	غم زدہ آدمی کیلئے انگور بالخصوص سیاہ رنگ کے کھانا مستحب ہیں اور انگور کو کرم کہنا مکروہ ہے۔	۹۶
۸۴	کشمش کا تذکرہ۔	۹۷
۸۵	انار کا بیان۔	۹۷
۸۶	میٹھے اور کھٹے انار کا تذکرہ۔	۹۸
۸۷	انار کو اس کے اندرونی باریک چھلکے سمیت کھانا چاہئے۔	۹۹
۸۸	سورانی انار کا کھانا اور انار کے درخت کا جلانا (اور اس کا دھواں لینا)۔	۱۰۰
۸۹	سیب (اور اس کا) سونگھنا۔	۱۰۰
۹۰	سیب سے علاج معالجہ کرنا۔	۱۰۱
۹۱	کھٹا سیب، دھنیا کا پودا، پنیر کھانا اور چوہے کا جوٹھا پینا مکروہ ہے۔	۱۰۲
۹۲	سیب کا ستو بنانا اور اس سے علاج کرنا۔	۱۰۲
۹۳	سفرجل (بہی) کا تذکرہ۔	۱۰۳
۹۴	نہار منہ بہی کھانا مستحب ہے۔	۱۰۴
۹۵	انجیر کا تذکرہ۔	۱۰۵

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۹۶	کمثری (امرود) کا تذکرہ۔	۱۰۵
۹۷	آلو بخارا کا تذکرہ۔	۱۰۵
۹۸	اگر لیموں سے پیٹ بھر جائے تو خشک روٹی کا کھانا۔	۱۰۶
۹۹	کھانا کھانے کے بعد لیموں کھانے اور سبز لیموں اور سرخ سیب پر نگاہ کرنے کا بیان۔	۱۰۶
۱۰۰	موز (کیلا) کا بیان۔	۱۰۷
۱۰۱	غبیراء کا بیان۔	۱۰۷
۱۰۲	خربوزہ کا تذکرہ اور نہار منہ اس کے کھانے کی کراہت۔	۱۰۷
۱۰۳	کڑوے خربوزہ کا کھانا مکروہ ہے۔	۱۰۸
۱۰۴	دسترخوان پر سبزی، ترکاری وغیرہ (سلاد) کا ہونا اور اس کا کھانا مستحب ہے اور دسترخوان کا اس سے خالی ہونا مکروہ ہے۔	۱۰۹
۱۰۵	کاسنی کا تذکرہ۔	۱۰۹
۱۰۶	سونے سے پہلے اور جمعہ کے دن زوال سے پہلے کاسنی کے سات پتے کھانا اور اس کا ہمیشہ کھانا اور اس سے علاج کرنا مستحب ہے۔	۱۱۰
۱۰۷	کاسنی کھاتے وقت اس کا جھاڑنا مکروہ ہے۔	۱۱۱
۱۰۸	تخم شربتی یا ریحان کوہی اور جنگلی تلسی کا تذکرہ۔	۱۱۲
۱۰۹	تخم شربتی یا ریحان کوہی سے کھانے کی ابتدا و اختتام کرنا۔	۱۱۲
۱۱۰	کرّاث کے ساتھ علاج کرنے اور اس کے ہمیشہ کھانے کا تذکرہ۔	۱۱۳
۱۱۱	کراث کا کھانے سے پہلے اسے دھونا مستحب ہے۔	۱۱۴
۱۱۲	کراث کا بیان۔	۱۱۴
۱۱۳	کرفس (جوائن) کا تذکرہ۔	۱۱۵
۱۱۴	فرفخ (ضرفہ کے ساگ) کا تذکرہ۔	۱۱۵
۱۱۵	خس نامی سبزی اور سداب کا تذکرہ۔	۱۱۶
۱۱۶	جرجیر کا تذکرہ۔	۱۱۶

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۱۱۷	سلق (چقندر) کا تذکرہ۔	۱۱۷
۱۱۸	کماہ (کھمبی)، حذاء اور کرنب (بند گوبھی) کا تذکرہ۔	۱۱۸
۱۱۹	قرع (کدو) کا ذبح کرنا واجب نہیں ہے اور نہ ہی مستحب ہے۔	۱۱۹
۱۲۰	قرع (کدو) کا تذکرہ۔	۱۱۹
۱۲۱	فجل (مولی) کا تذکرہ۔	۱۲۰
۱۲۲	جزر (گاجر) کا تذکرہ۔	۱۲۰
۱۲۳	شلجم اور اس کے ہمیشہ کھانے کا تذکرہ۔	۱۲۱
۱۲۴	قثاء (کھیرے) کا تذکرہ۔	۱۲۱
۱۲۵	باذنجان (بینگن) کا بیان۔	۱۲۲
۱۲۶	بصل (پیاز) کا تذکرہ۔	۱۲۲
۱۲۷	جو کسی نئے شہر میں داخل ہو اس کے لئے وہاں کے پیاز کھانا مستحب ہیں۔	۱۲۳
۱۲۸	کچا یا پکا پیاز، لہسن اور گیندنا کا کھانا مکروہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ جس شخص کے منہ سے ان کی بدبو آئے اس کے لئے مسجد میں داخل ہونا مکروہ ہے۔	۱۲۳
۱۲۹	مشک اور عنبر وغیرہ خوشبویات کا کھانے میں ڈالنا جائز ہے۔	۱۲۴
۱۳۰	صعتر (پہاڑی پودینہ) کا تذکرہ۔	۱۲۴
۱۳۱	کسی کے منہ سے نکلا ہوا لقمہ کھانا جائز ہے اور اس برتن سے پانی پینا جائز ہے جس سے کسی نے پیا ہو اور اپنی انگلیوں کا چاٹنا اور زوجہ اور بیٹی کی زبان کا چوسنا جائز ہے۔	۱۲۵
۱۳۲	حلبہ (میتھی) اور انجیر سے علاج معالجہ کرنے کا بیان۔	۱۲۶
۱۳۳	رطوبت کا اطریفل سے علاج و معالجہ کرنا۔	۱۲۶
۱۳۴	جو چیز حرام نہ ہو اس سے علاج معالجہ جائز ہے۔ مگر حرام سے جائز نہیں ہے اسی طرح زخم کو چیرنا، آگ سے داغ دینا، اور زہر ملی دواؤں کا کھلانا اگرچہ موت کا اندیشہ بھی ہو تو جائز ہے اور اسی طرح رگ کو قطع کرنا، ناک میں دوا کا چڑھانا، پچھنا لگوانا، نورہ لگانا اور حقنہ کرنا بھی جائز ہے۔	۱۲۷
۱۳۵	عناب کے ساتھ علاج و معالجہ کرنا اور اس کا کھانا۔	۱۲۸

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۱۳۶	ان چند چیزوں کا بیان جن سے علاج معالجہ کرنا جائز ہے اور کرنا بھی چاہیئے۔	۱۲۹
۱۳۷	بیمار کیلئے پرہیز کرنے کا بیان۔	۱۳۰
۱۳۸	زکام، رمل، آشوب چشم اور کھانسی کا حتیٰ الامکان علاج نہ کیا جائے تو مستحب (بہتر) ہے۔	۱۳۱
۱۳۹	اس چیز کا بیان جس سے کمزوریٔ بصارت کا علاج کرنا چاہیئے۔	۱۳۲
	❁ اشربۂ مباحہ (جائز مشروبات) کے ابواب ❁ (اس سلسلہ میں کل پینتیس (۳۵) ابواب ہیں)	۱۳۳
۱	پینے کے لئے پانی منتخب کرنا مستحب ہے۔	۱۳۳
۲	پانی پینے سے لذت حاصل کرنا مستحب ہے۔	۱۳۴
۳	پانی کا چوس کر پینا مستحب ہے اور جانور کی طرح منہ لگا کر پینا مکروہ ہے۔	۱۳۴
۴	کھانا کھانے کے بعد پانی پینا اور جب ضرورت ہو (پیاس لگے) تو پھر پینا واجب ہے۔	۱۳۴
۵	کھجور کھانے کے بعد پانی پینا۔	۱۳۵
۶	بکثرت پانی پینا مکروہ ہے بالخصوص چکناہٹ کے بعد۔	۱۳۵
۷	دن کے وقت کھڑے ہو کر پانی پینا مستحب ہے جبکہ رات کے وقت ایسا کرنا مکروہ ہے۔	۱۳۶
۸	بہر حال (دن ہو یا رات) کھڑے ہوئے پانی پینا جائز ہے۔	۱۳۷
۹	ایک ہی سانس میں پانی پینا مکروہ ہے اور تین سانسوں میں پینا مستحب ہے اگر پانی کوئی مملوک پکڑوائے اور اگر کوئی آزاد آدمی پیش کرے تو پھر ایک ہی سانس سے پینا چاہیئے۔	۱۳۸
۱۰	پانی پینے سے پہلے اللہ کا نام لینا اور اس کے بعد اس کی حمد وثنا کرنا اور منقولہ دعا کا پڑھنا اور ہر سانس میں اسی طرح کرنا مستحب ہے۔	۱۳۹
۱۱	جہاں پانی پایا جائے یا جہاں نہ پایا جائے بہر حال اہل ایمان کو پانی پلانا مستحب ہے۔	۱۴۰
۱۲	مستحب ہے کہ شامی پیالوں میں پانی پیا جائے اور مصری ٹھیکریوں میں کھانا مکروہ ہے۔	۱۴۱
۱۳	پیتل، پکی مٹی اور سونے وچاندی کے برتنوں میں پانی پینے کا حکم؟	۱۴۲
۱۴	برتن کے شگاف والی جگہ سے، اس کے دستہ سے، اس کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پانی پینا مکروہ ہے بلکہ اس کے ہونٹ والی جگہ سے پینا مستحب ہے اور اس کے دستہ والی جگہ سے وضو کرنا مکروہ ہے۔	۱۴۲

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۱۵	منہ ڈبو کر پانی پینا مکروہ ہے اور ہاتھوں سے پینا مستحب ہے۔	۱۴۳
۱۶	آبِ زمزم کا پینا اور اس سے ہر بیماری کی شفا طلب کرنا مستحب ہے اور حضر موت (یمن میں واقع) وادئ برہوت سے پانی پینا مکروہ ہے۔	۱۴۴
۱۷	میزابِ کعبہ (یعنی خانہ کعبہ کے پرنالے) کا پانی پینا اور اس سے شفا حاصل کرنا مستحب ہے۔	۱۴۵
۱۸	باعث برکت سمجھ کر مؤمن کا جوٹھا پانی پینا مستحب ہے۔	۱۴۵
۱۹	مشکیزہ کے دہانے سے منہ لگا کر پانی پینا مکروہ ہے نیز پیالہ میں پھونک مارنا بھی مکروہ ہے۔	۱۴۶
۲۰	مستحب ہے کہ قیام گاہ والا پہلے اور ساقی آخر میں پانی پئے۔	۱۴۶
۲۱	مستحب ہے کہ بغرضِ حصولِ شفاء بارش کے اس پانی پر جسے زمین پر پہنچنے سے پہلے حاصل کیا جائے اس پر سورۂ حمد اور قل ھو اللہ اور معوذتین ستر ستر بار پڑھی جائیں (اور پھر وہ پانی پیا جائے)۔	۱۴۶
۲۲	بارش کا پانی پینا مستحب ہے مگر اولے کھانا مکروہ ہیں۔	۱۴۷
۲۳	آبِ فرات کا پانی پینا اور اس سے شفاء حاصل کرنا اور اولاد کو اس کی گھٹی ڈالنا مستحب ہے۔	۱۴۷
۲۴	گندھک کا پانی اور کڑوا پانی پینا مکروہ ہے۔	۱۴۸
۲۵	بائیں ہاتھ سے برتن پکڑنا اور پینا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے۔	۱۴۹
۲۶	نیل مصر، عقیق کا پانی، اور سیحان وجیحان کا پانی پینے کا بیان اور دجلہ اور بلخ کے پانی کو ترجیح دینا مکروہ ہے۔	۱۴۹
۲۷	پانی پیتے وقت حضرت امام حسین علیہ السلام کو یاد کرنا اور ان کے قاتل پر لعنت کرنا مستحب ہے۔	۱۵۰
۲۸	حلال جانوروں کا دودھ پینا اور ان کے پیشاب ولعاب کا پاک ہونا۔	۱۵۱
۲۹	اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع وفروتنی کرتے ہوئے لذیذ مشروبات کا ترک کرنا مستحب ہے۔	۱۵۱
۳۰	وہ پانی جس میں کچھ کھجوریں یا کشمش ڈالی جائے وہ جب تک جوش میں نہ آئے تب تک حلال ہے۔	۱۵۲
۳۱	پینے کیلئے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا انتخاب کرنا اور کسی میٹھی چیز جیسے شکر اور فالودہ کا اس میں اضافہ کرنا مستحب ہے۔	۱۵۲
۳۲	انگور کے جوس کا جوش مارنے سے پہلے یا جوش کے بعد دو ثلث کم ہونے کے بعد پینا جائز ہے۔	۱۵۳

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۳۳	شراب جب سرکہ بن جائے تو حلال ہو جاتا ہے۔	۱۵۳
۳۴	ستو کا بیان۔	۱۵۳
۳۵	آنسو کا حکم؟	۱۵۴
	اشربہ محرمہ یعنی حرام مشروبات کے ابواب	۱۵۵
	(اس سلسلہ میں کل اکتالیس (۴۱) ابواب ہیں)	
۱	حرام شراب کے اقسام۔	۱۵۵
۲	انگور و کھجور وغیرہ کا جوس جب جوش میں آئے اور اس کے دوثلث ختم نہ ہوں تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور جب اس کے دوثلث ختم ہو جائیں تو پھر باقیماندہ ثلث مباح ہو جاتا ہے۔	۱۵۶
۳	(انگور وغیرہ) کا جوس جب تک جوش میں نہ آئے یا نشہ آور نہ ہو تب تک اس کا پینا جائز ہے۔	۱۵۸
۴	گوشت کے کچے انگوروں یا ان کے جوس میں پکانے کا حکم؟	۱۵۹
۵	کشمش وغیرہ کے پانی کا حکم؟ اور اس کے پکانے کی کیفیت؟ (شراب الصالحین)	۱۵۹
۶	مسلمانوں کے گھروں میں مجہول الحال مشروب کے پینے کا حکم؟	۱۶۱
۷	اس عصیر (جوس) کا پینا حرام ہے جب آگ پر چڑھا ہوا ہو اور اس شخص سے لیا جائے جو اس کے دوثلث ختم ہونے سے پہلے اس کے پینے کو جائز جانتا ہو یا کسی نشہ آور چیز کے پینے کو مباح جانتا ہو۔ اور اگر وہ بتائے کہ اس کے دو حصے ختم ہو گئے ہیں تو اس کے قول پر اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر وہ (عصیر) اس شخص سے لیا جائے جو اس کے دوثلث ختم ہونے سے پہلے پینے کو جائز نہیں جانتا اور پھر وہ اس کے دوثلث کے چلے جانے کی اطلاع بھی دے تو پھر اس کا پینا جائز ہے۔	۱۶۱
۸	اگر جوس پر دوبار پانی ڈالا جائے پھر اسے آگ پر چڑھایا جائے تو اس مجموعہ میں سے دوثلث جل جائیں تو باقی حلال ہو جائے گا اور اگر اسکے بعد ایک سال تک بھی پڑا رہے تو بھی اسکا پینا جائز رہیگا	۱۶۲
۹	شراب (خانہ خراب) کا پینا حرام ہے۔	۱۶۳
۱۰	چھوٹے بچے، غلام اور کافر کو بھی شراب پلانا جائز نہیں ہے اور یہی حکم ہر حرام چیز کا ہے اور جانوروں کو شراب پلانا اور حرام کھلانا مکروہ ہے۔	۱۶۶

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۱۱	جو شخص شرابی ہو اس کو رشتہ دینا، اس کی سفارش قبول کرنا، اس کی بات کی تصدیق کرنا، اس کو امین بنانا، بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرنا اور اگر مر جائے تو اس کے جنازہ کی تشییع کرنا نیز اس کے ساتھ ہمنشینی کرنا مکروہ ہے۔	۱۶۷
۱۲	شراب اور دوسرے مسکرات کا پینا گناہان کبیرہ میں سے ہے۔	۱۶۸
۱۳	شراب یا کسی قسم کے مُسکر (نشہ آور) یا نبیذ کو حلال جاننے سے کفر وارتداد ثابت ہو جاتا ہے۔	۱۷۰
۱۴	شراب خواری اور مسکرات کے استعمال سے توبہ کرنا واجب ہے اور ان برائیوں کے ترک کرنے میں اخلاص واجب نہیں ہے۔	۱۷۱
۱۵	ہر نشہ آور چیز حرام ہے خواہ قلیل ہو اور خواہ کثیر۔	۱۷۲
۱۶	شراب اور مسکر کے پینے پر اصرار و تکرار کرنا حرام ہے۔	۱۷۵
۱۷	جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔	۱۷۶
۱۸	شراب اور نبیذ اور ہر مسکر حرام ہے اس میں پانی ملانے سے وہ حلال نہیں ہوتا اگرچہ پانی بہت ہی ہو	۱۷۷
۱۹	جو بھی چیز خمر (شراب) والا کام کرے وہ حرام ہے۔	۱۷۸
۲۰	شراب ہو یا نبیذ یا کوئی اور نشہ آور چیز یا ان کے علاوہ کوئی اور حرام چیز اس سے کھلا کر یا پلا کر علاج معالجہ کرنا جائز نہیں ہے۔	۱۷۸
۲۱	عام حالات میں سخت ضرورت کے بغیر شراب، مسکر اور نبیذ کو بطور سرمہ استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔	۱۸۱
۲۲	مسکرات کے پینے میں تقیہ کرنے اور ان کے مباح ہونے کا فتویٰ دینے کا حکم؟؟	۱۸۱
۲۳	حشی کا بیان۔	۱۸۲
۲۴	نبیذ کے حرام ہونے کا تذکرہ۔	۱۸۲
۲۵	ان برتنوں کا حکم جن میں شراب بنائی جائے؟	۱۸۴
۲۶	ہر وہ سیال چیز حرام ہے جس پر مسکر کے قطرے گریں سوائے آبِ کثیر کے اور ہر خشک جو مسکر سے ملے وہ بھی حرام ہے جب تک اسے دھویا نہ جائے اور خون اور نجس چیز حرام ہے۔	۱۸۴

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۲۷	(جو کی شراب) جب جوش کھائے تو وہ حرام ہے اور اس سے اجتناب کرنا واجب ہے۔ اور جب اس پر نظر پڑے تو حضرت امام حسین علیہ السلام کو یاد کرنا اور آن پر صلوات بھیجنا اور ان کے قاتل پر لعنت کرنا مستحب ہے۔	۱۸۵
۲۸	فقاع اور ہر مُسکر (نشہ آور چیز) کی فروخت حرام ہے۔	۱۸۷
۲۹	سکنجبین، جلاّب، توت کا شیرہ، انار کا شیرہ، سیب کا شیرہ، بہی کا شیرہ حرام نہیں ہے اور ان کے پانی کا حکم؟	۱۸۷
۳۰	شراب کے برتنوں کا دھونے کے بعد استعمال کرنا جائز ہے۔	۱۸۸
۳۱	سرکہ حرام نہیں ہے اور یہ کہ جب شراب سرکہ بن جائے تو حلال ہو جاتی ہے۔	۱۸۹
۳۲	اس نصوح کا حکم جس میں ضیاح ہو؟	۱۹۰
۳۳	جس دستر خوان پر شراب پی جائے اور اگر شرابخواری کے بعد کوئی اور چیز لائی جائے تو اس کا کھانا حرام نہیں ہے۔ اور شراب کی محفل میں بحالت اختیاری بیٹھنا حرام ہے۔	۱۹۰
۳۴	شراب کا نچوڑنا، اس کا پینا، اس کا اٹھانا، اس کی حفاظت کرنا، اس کا بیچنا، خریدنا، اس کی قیمت کا کھانا اور اس کے بنانے اور پینے پر اعانت کرنا حرام ہے۔	۱۹۱
۳۵	شراب اور ہر مسکر نجس ہے اور شرابخوار کا تھوک نجس نہیں ہے۔	۱۹۲
۳۶	پیاس کے وقت شراب پینے کا حکم؟	۱۹۳
۳۷	نضوح کو کنگھی میں اور سر پر ڈالنا جائز ہے بعد اس کے کہ اس کو آگ پر چڑھایا جائے اور اس کے دو حصے ختم ہو جائیں اور ایک ثلث باقی رہ جائے۔	۱۹۳
۳۸	انگور کا اس کے جوس کے عوض بیچنا جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ جوس کا نقد اور ادھار پر بیچنا جائز ہے۔	۱۹۴
۳۹	جب تک فقاع جوش نہ مارے تب تک حرام نہیں ہے اور اس صورت کا حکم جب اس کا جوش مارنا معلوم نہ ہو۔	۱۹۴
۴۰	مری اور کامخ حرام نہیں ہے اور بادام کے شیرہ کا حکم؟	۱۹۵
۴۱	قہوہ کا حکم؟	۱۹۶

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
	❖ کتاب الغصب ❖	۱۹۷
	(اس سلسلہ میں کل نو (۹) ابواب ہیں)	
۱	غصب حرام ہے اور غصب شدہ مال کا اس کے مالک کی طرف واپس لوٹانا واجب ہے۔	۱۹۷
۲	جو شخص غصبی زمین پر کچھ زراعت کرے یا کچھ درخت لگائے تو زراعت اور درخت تو اسی شخص کے ہوں گے مگر مالک زمین کو زمین کی اجرۃ المثل ادا کی جائے گی۔	۱۹۸
۳	جو شخص کسی کی زمین غصب کر کے اس پر کوئی عمارت کھڑی کرے وہ اپنا ملبہ اٹھائے گا۔ اور زمین اس کے مالک کے حوالے کی جائے گی۔	۱۹۹
۴	ظلم و جور سے یتیم کا مال کھانا حرام ہے۔	۱۹۹
۵	غصبی مال میں جبکہ اس کے مالک کا علم ہو تصرف کرنا جائز نہیں ہے حتیٰ کہ حج وعمرہ اور جہاد اور صدقہ میں بھی۔	۲۰۰
۶	جو شخص کسی کنیز کو غصب کرے اور پھر اس سے بچہ جنوائے تو اس پر کنیز کا واپس کرنا واجب ہے اور بچہ کنیز کے مالک کا مال سمجھا جائے گا مگر یہ کہ قیمت لے کر غاصب کو دینے پر راضی ہو جائے۔	۲۰۰
۷	جو شخص کوئی جانور غصب کرے پس اگر وہ تلف ہو جائے تو غاصب اس کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر اس میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو وہ قیمت کی کمی کا ضامن ہوگا اور اگر اس سے کام لیا تو اجرۃ المثل کا ضامن ہوگا اور اگر اس پر کچھ مال خرچ کیا تو اس کا مطالبہ مالک سے نہیں کر سکے گا۔ اور اگر اس کی قیمت میں مالک اور غاصب میں اختلاف پیدا ہو گیا تو مالک کا قول مقدم ہوگا مگر قسم یا بینہ (گواہوں) کے ساتھ۔	۲۰۱
۸	غصبی مال میں اس شخص کے سوا جسے مالک اجازت دے ہر شخص کیلئے تصرف کرنا حرام ہے۔	۲۰۲
۹	مالک کو یہ حق حاصل ہے کہ اسے اس کا مال جس کے ہاں بھی ملے وہ اسے حاصل کر لے اگرچہ اس شخص نے وہ مال غاصب سے خریدا ہو۔ اور غاصب سے رجوع کرنے کا حکم؟	۲۰۲
	❖ کتاب الشفعہ ❖	۲۰۳
	(اس سلسلہ میں کل بارہ (۱۲) باب ہیں)	
۱	شفعہ شریک کے سوا اور کسی کے لئے ثابت نہیں ہے۔	۲۰۳

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۲	شفعہ اس پڑوسی کے لئے نہیں ہے جو شریک (جائیداد) نہیں ہے۔	۲۰۴
۳	شفعہ جو شریک کیلئے ثابت ہے وہ تقسیم سے پہلے ہوتا ہے اس کے بعد شفعہ نہیں ہوسکتا۔	۲۰۴
۴	مشترکہ جائیداد کی تقسیم کے بعد بھی اس صورت میں شفعہ جائز ہے جبکہ راستہ مشترک ہو اور وہ بھی جائیداد کے ساتھ بیچ دیا جائے۔	۲۰۵
۵	شفعہ، زمینوں، گھروں، مکانوں اور دوسری فانی چیزوں پر (مگر غیر منقولہ) میں سوائے چند مستثنیٰ صورتوں کے جائز ہے۔	۲۰۵
۶	یہودی ونصرانی مسلمان کے خلاف شفعہ نہیں کرسکتا۔ ہاں البتہ جو غائب ہو اور جو یتیم ہو ان کے لئے شفعہ ثابت ہے اور جب یتیم کی مصلحت ہو تو اس کا ولی کرسکتا ہے۔	۲۰۶
۷	شفعہ صرف دو شریکوں کے لئے ثابت ہے زیادہ میں نہیں۔ پس اگر دو سے زائد ہوں تو پھر کسی کے لئے شفعہ نہیں ہے۔ اور یہ کہ شفعہ حیوان اور غلام میں بھی ہے۔	۲۰۷
۸	کشتی، نہر، راستہ، چکی اور کبوتر میں شفعہ نہیں ہے۔	۲۰۷
۹	شفعہ کے ذریعہ سے فروخت شدہ چیز اگر قبضہ سے پہلے کچھ تلف ہو جائے تو اس کا حکم؟	۲۰۸
۱۰	اگر شفعہ والے مال کی قیمت شہر میں ہو تو تین دن تک اس کا انتظار کیا جائے گا اور اگر کسی دوسرے شہر میں ہو تو وہاں آنے جانے اور مزید تین دن تک انتظار کیا جائے گا۔ اور اگر اس سے زائد درکار ہو تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔	۲۰۸
۱۱	جب کسی مکان کو غلام اور کچھ مال ومتاع اور جوہر کے عوض خریدا جائے تو اس میں شفعہ نہیں ہے اور اس صورت کا حکم کہ جب اس مکان کو کسی عورت کا حق مہر قرار دیا جائے؟	۲۰۹
۱۲	آیا شفعہ میں وراثت جاری ہوتی ہے یا نہ؟	۲۰۹
	کتاب احیاء الموات **یعنی مردہ زمین کو زندہ کرنے کے ابواب** **(اس سلسلہ میں کل بیس (۲۰) باب ہیں)**	۲۱۰
۱	جو شخص مردہ (اور لاوارث) زمین کو (آباد کرکے) زندہ کرے وہ اسی کی ہے البتہ اس کے محاصل میں سے مقررہ شرائط کے ساتھ زکوٰۃ واجب ہے۔	۲۱۰

صفحہ نمبر	خلاصہ	باب نمبر
۲۱۱	جو شخص کوئی درخت لگائے وہ اسی کا ہے، اور جو پانی (زمین سے نکالے) وہ اسی کا ہے۔	۲
۲۱۱	جو شخص مردہ زمین کو زندہ کرے اور پھر اسے اپنے حال پر چھوڑ دے یہاں تک کہ پھر خراب ہو جائے تو اس طرح اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی اور وہ اس کی ہوگی جو اسے ازسرِ نو زندہ کرے گا۔ اور اگر وہ (مردہ) زمین کسی اور کی ہو تو اسے زندہ کرنے والا اصلی مالک کا حق ادا کرے گا۔	۳
۲۱۲	جب کوئی کافر ذمی صلح والی زمین میں سے مردہ زمین کو زندہ کرے تو وہ اسی کی ہے اور مسلمان کے لئے جائز ہے کہ اس سے خریدے اور کافر ذمی کی زمین کا حکم جبکہ وہ اسلام لائے؟	۴
۲۱۳	سب عامۃ المسلمین پانی، آگ اور چارہ میں برابر کے شریک ہیں جب تک کسی خاص آدمی کی ملکیت ثابت نہ ہو۔	۵
۲۱۳	جو پانی کسی نالی وغیرہ میں مملوکہ ہو اس کا درہم اور غلہ کے عوض بیچنا جائز ہے۔	۶
۲۱۴	زائد از ضرورت پانی اور گھاس کا فروخت کرنا مکروہ ہے اور مستحب ہے کہ ضرورتمند آدمی کو یہ چیزیں مفت فراہم کی جائیں۔	۷
۲۱۵	جب مشترک پانی والے (اس کی کمی وبیشی میں) باہم نزاع کریں تو زراعت کیلئے تسمہ تک اور کھجور کے لئے ٹخنوں تک پانی روکا جائے گا بعد ازاں جو اس سے متصل ہوگا اسے دیا جائے گا۔	۸
۲۱۵	جو چراگاہ کسی شخص کی ملکیت میں اُگے اس کا فروخت کرنا جائز ہے اور یہی حکم کاٹے ہوئے گھاس وغیرہ کا ہے۔	۹
۲۱۶	کھجور کا حریم وہ مقدار ہے جہاں تک اس کی شاخ پھیل کر پہنچ جائے۔	۱۰
۲۱۶	کنویں، چشمے، راستے، اونٹ کے بیٹھنے، پانی کھینچنے والے اونٹ، نہر، مسجد اور مؤمن کا حریم (جس کی حفاظت ضروری ہے) کس قدر ہے؟	۱۱
۲۱۷	کسی مسلمان کو ضرر پہنچانا جائز نہیں ہے اور اگر کسی کی صرف ایک کھجور ہو اور وہ بھی کسی اور کے گھر کی چاردیواری میں جس میں اس کے اہل وعیال موجود ہوں اور وہ اجازت بھی طلب نہ کرے اور اسے فروخت بھی نہ کرے تو پھر اس کا اکھیڑ کر پھینک دینا جائز ہے۔	۱۲
۲۱۸	جب کوئی چشمہ والا اپنے چشمہ کو موجودہ جگہ سے نیچے بنانا چاہے جبکہ وہ کسی دوسرے چشمہ کو ضرر پہنچائے تو اس کا حکم کیا ہے؟	۱۳

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۱۴	ایک نالے کے پہلو میں دوسرا نالہ کھودنا جائز نہیں ہے جبکہ وہ پہلے نالے کو ضرر پہنچائے۔	۲۱۹
۱۵	کسی نہر والے کے لئے جائز نہیں ہے کہ اسے (بند کر کے) کسی اور جگہ سے نہر جاری کرے اور (پہلی نہر پر) جو چکی لگی ہوئی ہے اسے معطل کرے۔	۲۱۹
۱۶	جب کوئی نالی کھودے پھر اسے پتہ چلے کہ وہ تو پہلی نالی کو نقصان پہنچاتی ہے تو وہ بند کر دی جائے گی۔اور اگر پہلی نالی دوسری کو نقصان پہنچائے تو اس کا مالک ضامن نہیں ہوگا۔	۲۲۰
۱۷	اس شخص کا حکم جو زمین کو تین سال تک معطل رکھے اور جو شخص دس سال تک اپنے حق کا مطالبہ نہ کرے؟	۲۲۰
۱۸	جو زمین جنگ وجدال کے بغیر فتح ہو جائے وہ سب مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہوتی ہے۔	۲۲۱
۱۹	مکانوں اور گھر سے اذن طلب کرنے کا حکم؟	۲۲۱
۲۰	راستہ کی طرف مکان کا چھجا وغیرہ رکھنے کا حکم؟ اور اسی طرح پرنالہ اور طہارت خانہ بنانے کا حکم؟	۲۲۲
	﴿ کتاب اللقطۃ ﴾ (گری پڑی چیز اٹھانا) (اس سلسلہ میں کل تئیس (۲۳) باب ہیں)	۲۲۳
۱	مستحب ہے کہ لقطہ نہ اٹھایا جائے اور اس کا اٹھانا مکروہ ہے بالخصوص حرم کے لقطہ کا۔	۲۲۳
۲	لقطہ (گم شدہ چیز) جبکہ ایک درہم سے زیادہ مالیت کی ہو تو ایک سال تک مالک تلاش کرنا واجب ہے۔ پھر (اگر نہ مل سکے) تو آدمی کو اختیار ہے کہ اسے صدقہ کر دے، یا مالک کے لئے بحفاظت رکھ دے اور اگر چاہے تو اس میں تصرف کرے اور اس کے دوسرے چند احکام؟	۲۲۴
۳	کسی شخص کو اپنے گھر میں کوئی چیز ملے تو وہ لقطہ تصور کی جائے گی بشرطیکہ اس گھر میں اور لوگوں کا آنا جانا ہو ورنہ اس کی اپنی سمجھی جائے گی اور یہی حکم صندوق کا ہے۔	۲۲۶
۴	اس لقطہ کا اعلان کرانا واجب نہیں جو ایک درہم (ساڑھے تین ماشہ چاندی) سے کم ہو۔	۲۲۶
۵	اس صورت کا حکم کہ جب کچھ مال کسی گھر یا اس جیسی جگہ پر پایا جائے خواہ حرم میں ہو یا کسی اور جگہ میں؟	۲۲۷
۶	جہاں لوگ بکثرت جمع ہوتے ہوں وہاں لقطہ کا اعلان کرانا واجب ہے اور جب کوئی شخص ایسی علامت بتائے جو عموماً مالک کے سوا دوسروں پر مخفی ہوتی ہے تو پھر اس کے طلبگار کو دینا جائز ہے اور جو کچھ مالک اس مال کے اٹھانے والے کو دے اس کا لینا جائز ہے۔	۲۲۷

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۷	اعلان کرانے (اور مالک کے نہ ملنے کی صورت میں) لقطہ کا صدقہ کرنا جائز ہے اسی طرح اٹھانے والا اور مالک اس مقام سے علیحدہ ہو جائیں اب نہ مالک کا پتہ ہو اور نہ اس کے شہر کا۔	۲۲۸
۸	جو شخص لقطہ (کی قیمت) سے مالک کی بیٹی خریدے تو وہ آزاد نہیں ہوگی بلکہ اس پر مالک کا اصل مال لوٹانا واجب ہوگا۔	۲۲۹
۹	جو شخص کوئی جانور خریدے اور اس کے پیٹ سے کچھ مال نکلے تو اس پر واجب ہے کہ بیچنے والے کو حقیقت حال سے آگاہ کرے۔ پس اگر وہ اقرار نہ کرے تو وہ مال خریدار کا ہے۔	۲۳۰
۱۰	جو شخص مچھلی کے پیٹ میں کچھ مال پائے وہ اسی کا ہے اور اس پر لازم نہیں ہے کہ فروخت کنندہ کو بتائے۔	۲۳۰
۱۱	اس صورت حال کا حکم کہ جب کوئی کشتی اور جو کچھ اس میں تھا غرق ہو جائے اور عام لوگ کچھ مال و متاع کو کنارے سے اور بعض کو غوطہ زنی کر کے اپنے قبضہ میں لے لیں؟	۲۳۲
۱۲	لاٹھیوں، ٹیڑھی سرے کی لکڑیوں (جو بورے کے گوشوں میں لگائی جاتی ہیں)، میخ، رسّی اور اونٹ کا گھٹنہ باندھنے کی رسّی اور اس قسم کی چیزوں کا کراہت کے ساتھ اٹھانا جائز ہے۔	۲۳۲
۱۳	بکری، گھوڑا (گدھا وغیرہ) اونٹ اور جس کا مالک کی جانب سے مباح ہونا معلوم ہو ان کے قبضہ میں لینے کا حکم؟	۲۳۳
۱۴	جو شخص لقطہ کا اعلان نہ کرے اور پھر وہ چیز اس کے پاس پائی جائے تو (مالک کے مل جانے کی صورت میں) اس کا واپس لوٹانا واجب ہے اور تلف ہو جانے کی صورت میں اس کا مثل ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔	۲۳۴
۱۵	اس پرندہ کے شکار کا حکم جس کے پر برابر ہو چکے ہوں اور دوسرے پرندہ کا......اور اس صورت کا حکم کہ جب اس کی ملکیت کا وہ شخص دعویٰ کرے جو متہم بالکذب نہیں ہے۔ اور اس صورت کا حکم کہ جو شخص کوئی پرندہ دیکھے اور اس کے پیچھے لگے مگر اسے کوئی دوسرا شخص پکڑ لے؟	۲۳۴
۱۶	لقطہ کے معاملہ میں فقیر و امیر کا ایک ہی حکم ہے۔	۲۳۵
۱۷	حرم کے لقطہ کا حکم؟	۲۳۶
۱۸	جو مال و متاع چوروں سے پکڑا جاتا ہے اگر اس کا مالک معلوم ہو تو اسے اس پر لوٹانا واجب ہے ورنہ اس کا حکم لقطہ والا ہوگا۔	۲۳۶

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۱۹	جو شخص گم شدہ جانور پر انعام حاصل کرنے کی نیت کرے اور وہ تلف ہو جائے تو یہ ضامن ہوگا ورنہ ضامن نہ ہوگا۔	۲۳۷
۲۰	غلام کیلئے کوئی چیز اٹھانا جائز نہیں ہے اور اس صورت کا حکم جب اٹھانے والا مر جائے؟	۲۳۷
۲۱	بھگوڑے غلام کے انعام کا حکم؟ اور اس صورت کا حکم کہ جب کوئی بھگوڑے غلام کو پکڑے اور پھر وہ بھاگ جائے؟	۲۳۸
۲۲	لقیط (گرا پڑا بچہ) آزاد متصور ہوگا اور اس پر خرچ کرنے کا حکم؟	۲۳۸
۲۳	گوشت، روٹی، پنیر اور انڈوں کے اٹھانے کا حکم؟	۲۳۹
	کتاب الفرائض والمواریث	۲۴۰
	موانع ارث کے ابواب از قسم کفر، قتل اور غلامی کے ابواب	
	(اس سلسلہ میں کل چوبیس (۲۴) باب ہیں)	
۱	کافر اگرچہ ذمی ہو وہ مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا مگر مسلمان، مسلمان اور کافر دونوں کا وارث بن سکتا ہے۔	۲۴۱
۲	اس صورت حال کا حکم کہ جب ایک نصرانی مر جائے اور اس کی چھوٹی یا بڑی (نصرانی) اولاد موجود ہو اور اس کا ایک بھتیجا اور ایک بھانجا مسلمان موجود ہوں؟	۲۴۲
۳	جب کوئی کافر (اپنے مورث کی وراثت کی تقسیم سے پہلے) مسلمان ہو جائے تو وہ دوسرے وارثوں کے ساتھ شریک ہوگا اگر مساوی درجہ میں ہوا اور اگر ان سے اولیٰ ہوا تو پھر صرف وہی وارث ہوگا۔ اور اگر وراثت تقسیم ہو جانے کے بعد اسلام لائے تو پھر وہ وارث متصور نہیں ہوگا۔ اور اگر مرنے والے کا وارث امام علیہ السلام ہو اور کافر (وارث) اسلام لے آئے تو پھر وہی وارث ہوگا اور وارث کے ایک ہونے کا حکم؟ اور اگر کسی مسلمان کے وارث کافروں کے سوا کوئی نہ ہوں تو پھر اس کا وارث امام ہوگا۔	۲۴۳
۴	جب کوئی مسلمان وارث موجود نہ ہو تو پھر کافر کافر کا وارث ہوتا ہے۔	۲۴۴
۵	جب کوئی شخص مر جائے اور اس کا ایک وارث مسلمان ہو اور ایک وارث کافر تو اس کی وراثت صرف مسلمان کو ملے گی اگرچہ مرنے والا کافر ہی ہو۔	۲۴۵

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۶	مرتد ملی اور مرتد فطری کی میراث اور اس کی توبہ اور قتل اور اس کی زوجہ کے عدت گزارنے کے احکام؟ اور مسلمانوں کے باہمی اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کے وارث ہونے کا حکم؟	۲۴۵
۷	جو شخص ظلم و جور سے کسی شخص کو قتل کرے تو قاتل مقتول کا شرعاً وارث نہیں بنتا۔	۲۴۷
۸	جو شخص عمداً کسی کو قتل کرے اسے (مقتول کی) دیت میں سے کچھ نہیں ملتا۔	۲۴۷
۹	جو شخص کسی کو خطاءً قتل کرے وہ (مقتول کی) وراثت سے محروم نہیں ہوتا۔	۲۴۸
۱۰	دیت کا وہی وارث ہوتا ہے جو دوسرے مال کا وارث ہوتا ہے سوائے مادری بہن بھائیوں کے۔	۲۴۹
۱۱	شوہر (اپنی بیوی کی) دیت سے اور بیوی (اپنے شوہر کی) دیت سے وراثت حاصل کریں گے	۲۵۰
۱۲	قاتل سے قرابتداری آدمی کو وراثت سے محروم نہیں کرتی۔	۲۵۱
۱۳	جب کوئی برحق کسی کو قتل کرے تو پھر وہ مقتول کا وارث بنے گا۔	۲۵۱
۱۴	(مقتول کی) دیت کا حکم مرنے والے کے مال کی مانند ہے کہ اس سے اس کے قرضے ادا کئے جائیں گے، اس کی وصیتیں نافذ کی جائینگی اور اس میں وراثت بھی چلے گی اگرچہ وہ عمداً قتل کیا گیا ہو اور اسکی دیت قبول کر لی جائے۔	۲۵۲
۱۵	جو بدوی ہے اور مہاجر نہیں ہے وہ میراث سے محروم نہیں کیا جاتا اور ایک مؤمن اور ایک مسلمان میں باہمی وراثت چلتی ہے۔	۲۵۲
۱۶	غلام نہ خود کسی کا وارث بنتا ہے اور نہ کوئی اس کا کوئی وارث بنتا ہے اور یہی حکم آزاد کردہ غلام کا ہے!	۲۵۳
۱۷	جو شخص ایک وارث آزاد اور دوسرا غلام چھوڑ کر مرے تو اس کا وارث آزاد متصور ہوگا اگرچہ بعید ہی ہو اور غلام محروم ہوگا اگرچہ قریب ہی ہو اور آزاد وارث جب غلام سے رشتہ داری رکھتا ہو تو وہ وراثت سے ممنوع نہیں ہوگا۔	۲۵۴
۱۸	جو شخص اپنے کسی مورث کی وراثت کی تقسیم سے پہلے آزاد ہو جائے تو وہ وارث قرار پائے گا اور اگر تقسیم کے بعد آزاد ہوا تو پھر وارث قرار نہیں پائے گا۔	۲۵۴
۱۹	جس غلام کا بعض حصہ آزاد ہو چکا ہو اور بعض حصہ ہنوز غلام ہو وہ آزادی کی اسی نسبت سے وارث بنے گا اور وارث بنائے گا اور بمقدار غلامی محروم رہے گا۔	۲۵۵

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۲۰	جب کوئی آزاد آدمی مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو یا صرف غلام رشتہ دار ہیں یا بیوی ہے تو اس کے مالک کو مجبور کیا جائے گا کہ عادلانہ قیمت پر غلام کو فروخت کرے اور پھر اسے خرید کر آزاد کیا جائے تا کہ وہ وارث قرار پائے۔	۲۵۶
۲۱	جو شخص کسی غلام کو اس شرط پر آزاد کرے کہ اس کے رشتہ داروں والی پوری میراث یا اس کا کچھ حصہ اس کا ہوگا یا غلام خود اللہ سے عہد کرے کہ اس کی وراثت اس کے آزاد کرنے والے کی ہوگی تو یہ شرط لازم ہے۔	۲۵۷
۲۲	جو شخص غلام مکاتب کے ساتھ وراثت کی شرط مقرر کرے تو یہ شرط باطل ہوگی۔	۲۵۸
۲۳	مکاتب مطلق اور مشروط کی وراثت کا حکم جبکہ مرجائیں؟ اور ان کی اولاد کا حکم؟	۲۵۸
۲۴	جب کوئی غلام مرجائے تو اس کا مال اس کے مالک کا ہوتا ہے۔ اور یہی حکم اس غلام کا ہے جس کا بعض حصہ آزاد ہو چکا ہے (کہ اس کی غلامی والے حصہ کا وارث اس کا مالک ہوگا)۔	۲۵۹
	موجباتِ ارث کے ابواب **(اس سلسلہ میں کل آٹھ (۸) باب ہیں)**	۲۶۱
۱	میراث نسب اور سبب سے ثابت ہوتی ہے۔ سوائے بعض مستثنیٰ صورتوں کے۔ عام قانون یہ ہے کہ جو اقرب ہے وہ ابعد کو روکتا ہے اور رضاعی بھائیوں وغیرہ کا حکم؟ اور میراث اور بچہ کی پرورش کے چند احکام کا بیان؟	۲۶۱
۲	جو کسی غیر کی وجہ سے (میت سے) قرابت رکھتا ہو تو اس کو اسی کا حصہ ملے گا جس کی وجہ سے وہ قرابت رکھتا ہے بشرطیکہ کوئی اس سے زیادہ قریبی موجود نہ ہو۔ اور جس کا فرض مقرر ہے وہی باقی مال کا زیادہ مستحق ہوگا بشرطیکہ اس کے مساوی کوئی اور رشتہ دار موجود نہ ہو۔	۲۶۳
۳	حاکم پر واجب ہے کہ (وراثت کے سلسلہ میں) لوگوں کو فرائضِ صحیحہ (صحیح حصص) پر مجبور کرے۔	۲۶۳
۴	قابل وثوق اہل ایمان کیلئے جائز ہے کہ وہ میراث کے مستحق لوگوں میں وراثت تقسیم کریں اگرچہ وہ وصی نہ ہوں۔ اور اگرچہ وارث یتیم بچے ہوں۔	۲۶۴
۵	اس صورت کا حکم؟ کہ جب تقسیم وراثت کے وقت وہ (عام) قرابتدار، یتیم اور مسکین حاضر ہوں (جن کا شرعاً کوئی حصہ نہیں ہے)۔	۲۶۴

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۶	عول باطل ہے اور جب عامہ کسی مؤمن کے حق میں اس کا فیصلہ کریں تو مقام تقیہ میں اس کا لینا جائز ہے۔	۲۶۵
۷	عول کے واقع ہونے کی کیفیت؟ اور کن پر نقص واقع ہوگا اور فرائض کے بعض احکام کا بیان۔	۲۶۷
۸	تعصیب باطل ہے۔ اور مال کی جو مقدار مقررہ حصص سے بچ جائے وہ انہی لوگوں کو لوٹائی جائے گی۔ اور اگر کوئی وارث ایسا ہو جس کا حصہ مقرر نہیں ہے تو یہ (بچی ہوئی مقدار) اسے دی جائے گی اور میراث میں یہ قانون ہے جو مرد یا عورت زیادہ قریبی ہو یہ اسی کو ملتی ہے اور اگر عامہ (اہل سنت) اس کے حق میں تعصیب کے مطابق فیصلہ کریں تو تقیۃً اس کے لئے اس مال کا لینا جائز ہے۔	۲۶۹
	والدین اور اولاد کی میراث کے ابواب (اس سلسلہ میں کل بیس (۲۰) باب ہیں)	۲۷۲
۱	والدین اور اولاد کے ہمراہ سوائے میاں بیوی کے اور کوئی وارث شریک نہیں ہوتا۔	۲۷۲
۲	جب ذکور واناث (لڑکے لڑکیاں) اکٹھے ہو جائیں تو پھر لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ملتا ہے۔ اور یہی حکم بھائیوں (بہنوں) اور دادا دادی اور چچاؤں اور ان کی اولاد کا ہے سوائے بعض مستثنیٰ صورتوں کے۔	۲۷۳
۳	وہ مخصوص چیزیں (حبوہ) جن سے بلا شرکت غیرے مرنے والے کے صرف بڑے بیٹے کو نوازا جاتا ہے اور حبوہ کے احکام؟	۲۷۴
۴	جب ایک ہی بیٹی وارث ہو تو وہ سارے مال کی وارث ہوگی (نصف کی بالفرض اور نصف کی بالرد) اور دو بیٹیوں یا چند بیٹیوں کا بھی یہی حکم ہے؟ اور ایسا ہی اس وقت ہوگا جب ایک لڑکا یا ایک سے زائد وارث ہوں؟	۲۷۵
۵	اولاد کی موجودگی میں زوجین اور والدین کے سوا اور کوئی وارث نہیں ہوتا نہ بھائی، نہ چچے اور نہ عصبہ (باپ کی جانب سے رشتہ دار)۔	۲۷۷
۶	اولاد اور بھائیوں وغیرہ میں جو مادہ ہیں (جیسے بیٹی اور بہن) تو ان کا حصہ مرد سے زیادہ نہیں ہوگا جبکہ ان کی جگہ نر موجود ہو۔	۲۷۹

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۷	اولاد کی اولاد اپنے ماں باپ کی قائمقام ہوتی ہے اور وہ اپنے ماں باپ کا حصہ پاتی ہے اور ہر اقرب ابعد کو روکتا ہے اور وہ والدین کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔	۲۷۹
۸	جب اولاد کی اولاد (پوتے پوتیاں، دھوتے دھوتیاں) موجود ہوں تو پھر بھائی وغیرہ وراثت حاصل نہیں کرتے۔	۲۸۱
۹	جب (میت کے) ماں باپ دونوں موجود ہوں تو ماں کو ایک ثلث ملے گا بشرطیکہ (میت کی) اولاد اور بھائیوں میں سے کوئی مانع نہ ہو۔ (ورنہ ایک سدس ہوگا) اور باقی مال باپ کو ملے گا۔	۲۸۱
۱۰	اگر مرنے والے کے بھائی موجود ہوں بشرطیکہ سگے ہوں یا صرف پدری ہوں (تو اگرچہ وہ خود تو وارث نہیں ہوتے مگر) ماں کو ایک ثلث لینے سے مانع ہوتے ہیں لہٰذا اب وہ ایک سدس لے گی لیکن صرف مادری بھائی مانع نہیں ہوتے۔	۲۸۲
۱۱	وہ بہن بھائی جو ماں کو ایک سدس سے زیادہ میراث حاصل کرنے سے مانع ہوتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ بھائی ہوں تو دو سے یا ایک بھائی اور دو بہنوں سے یا چار بہنوں سے کم نہ ہوں۔	۲۸۳
۱۲	(میت کے) بھائی ماں کو اس وقت ایک ثلث حاصل کرنے سے مانع ہیں جب باپ موجود ہو۔	۲۸۴
۱۳	وہ بھائی جو ماں کو ایک ثلث حاصل کرنے سے مانع ہوتے ہیں ان سے مراد وہ بھائی ہیں جو پیدا ہو چکے ہوں نہ وہ جو ہنوز حمل کی صورت میں ہوں۔	۲۸۴
۱۴	(میت کے بھائی) جب غلام ہوں تو وہ ماں کو مانع نہیں ہوتے۔	۲۸۵
۱۵	اگر (میت کا) کافر بھائی موجود ہو تو وہ ماں کو (ایک ثلث) حاصل کرنے سے مانع نہیں ہوتا۔	۲۸۵
۱۶	جب (میت کے) ماں باپ کے ہمراہ شوہر یا بیوی بھی موجود ہوں تو ان کو ان کا پورا حصہ ملے گا اور اگر کوئی مانع نہ ہو تو ماں کو ایک ثلث ورنہ سدس ملے گا اور باقی ترکہ باپ کا ہوگا۔	۲۸۵
۱۷	(میت کے) ماں باپ کی میراث اس کی اولاد کے ہمراہ اور ان (والدین) میں سے ایک کی میراث ان (اولاد) میں سے ایک کے ہمراہ؟	۲۸۶
۱۸	والدین کی میراث اولاد اور میاں بیوی میں سے ایک کے ہمراہ؟	۲۸۸
۱۹	(میت کے) بھائی (بہن) اور اجداد (وجدات) یعنی دادا دادی اور نانا نانی والدین کی موجودگی میں یا ان میں سے ایک کی موجودگی میں کسی چیز کے وارث نہیں ہوتے۔	۲۸۹

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۲۰	(میت کے) باپ کیلئے مستحب ہے کہ مرحوم کے دادا دادی (اپنے ماں باپ) کو ایک سدس پیش کرے جس طرح (میت کی) ماں کیلئے مستحب ہے کہ وہ مرحوم کے نانا نانی (اپنے ماں باپ) کو ایک سدس پیش کرے۔	۲۹۰
	بھائیوں (بہنوں) اور اجداد وجدات کی میراث کے ابواب **(اس سلسلہ میں کل تیرہ (۱۳) باب ہیں)**	۲۹۳
۱	یہ لوگ اولاد کی موجودگی میں بلکہ پوتوں اور نواسوں یا والدین یا ان میں سے کسی ایک کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتے۔	۲۹۳
۲	جب (میت کا) صرف ایک بھائی وارث ہو تو سارا ترکہ اسی کا ہوگا اور اگر اس کے ساتھ دوسرا بھائی بھی شامل ہو جائے تو سارا ترکہ ان دونوں بھائیوں کا ہوگا۔ اور اگر کئی سگے یا صرف پدری بھائی بہن جمع ہو جائیں گے تو سب وارث ہوں گے اس طرح کہ ایک بھائی کو دو بہنوں کے برابر حصہ ملے گا اور اگر وارث صرف ایک سگی یا پدری بہن ہو تو سارا ترکہ اسی کو ملے گا مگر اس طرح کہ نصف بالفرض اور نصف بالرد اور اگر ایک سے زائد ہوں تو دو ثلث بالفرض اور باقی بالرد ان کو ملے گا۔	۲۹۴
۳	جب مرنے والے کی بیوی یا مرنے والی کا شوہر موجود ہو اور اس کے بہن بھائی بھی ہوں تو جو کمی واقع ہوگی وہ اس کی سگی یا پدری بہنوں پر واقع ہوگی۔ نہ کہ مادری بھائیوں پر۔	۲۹۵
۴	جب کسی مؤمن کیلئے برادرانِ اسلامی (کے قاضی) عول یا تعصیب کا فیصلہ کریں تو تقیہ کے مقام میں اس کے لئے اس کا لینا جائز ہے۔	۲۹۷
۵	بھائیوں (اور بہنوں) کی اولاد اپنے (ماں) باپ کے قائمقام متصور ہوگی اور اپنے قریبی یا دور والے اجداد کے ساتھ شریک ہو کر اپنا حصہ لے گی اور ان میں جو اقرب ہوگا وہ ابعد کو مانع ہوگا	۲۹۸
۶	دادا بھائیوں کے ساتھ بھائی کی مانند ہے اور دادی (بہنوں کے ساتھ) بہن کی طرح ہے لہٰذا سب اکٹھے ہوں گے تو برابر حصہ لیں گے اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب یہ متعدد ہوں۔ اور اگر پدری و مادری یعنی سگے ہوئے یا صرف پدری سوتیلے ہونے میں مختلف ہوں تو پھر مرد کو عورت کے دو برابر حصہ ملے گا۔	۲۹۹

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۷	جوترکہ بالرّد دیا جاتا ہے وہ سگی بہنوں یا پدری بہنوں اور ان کی اولاد کے ساتھ مختص ہے جبکہ وہ مادری بھائیوں یا ان کی اولاد کے ہمراہ جمع ہوں۔ اور مادری بھائیوں کی اولاد کے مقررہ حصہ سے جو کچھ بچ جائے تو وہ پدری بھائیوں کی اولاد کے لئے ہے۔	۳۰۱
۸	مادری بھائیوں کی وراثت ایک ثلث ہے اور یہی حکم اس وقت ہے کہ جب کہ وہ بھائی دو ہوں۔ اور مرد وعورت کا حصہ مساوی ہے۔ اور اگر ان کے ساتھ اور کوئی رشتہ دار نہ ہو تو باقی ترکہ ان کو رد کیا جائے گا۔ اور اگر صرف ایک ہو تو بہر صورت اسے ایک سدس (بالفرض) دیا جائے گا اور باقی بالرّد دیا جائے گا اور اس صورت کا حکم جب ان کے ہمراہ دادا (یا نانا) بھی ہو؟	۳۰۲
۹	جب اجداد تنہا یا اجتماعی صورت میں موجود ہوں تو ان کی وراثت کا بیان اور یہ کہ ان میں سے جو اقرب ہوگا وہ ابعد کو منع کرے گا۔ اور وہ (اجداد) والدین کے ہمراہ وراثت حاصل نہیں کرتے مگر مستحب ہے کہ ان کو (ایک سدس) بطور طعمہ دیا جائے۔	۳۰۳
۱۰	بھائیوں اور بہنوں کی وراثت جبکہ متفرق ہوں۔ اور اس صورت کا حکم کہ جب ان کے ہمراہ شوہر یا بیوی بھی ہو؟	۳۰۴
۱۱	جب (میت کے) بھائیوں اور اجداد کے ہمراہ میاں بیوی بھی اکٹھے ہوں تو ان کو ان کا اعلیٰ حصہ ملے گا۔	۳۰۴
۱۲	جب (میت کے) بھائی اور اجداد موجود ہوں تو پھر میت کے چچاؤں اور ماموؤں اور ان کی اولاد کو کچھ نہیں ملتا۔	۳۰۵
۱۳	جو بھائی (مرنے والے سے) ماں باپ دونوں کی طرف سے قرابت رکھتا ہو (یعنی سگا بھائی ہو) تو وہ اس بھائی کو روکتا ہے جو صرف باپ کی طرف سے قرابت رکھتا ہو (یعنی سوتیلا ہو) اور یہی حکم ان کی اولاد کا ہے؟	۳۰۶
	(تیسرا طبقہ) چچاؤں اور ماموؤں کی میراث کے ابواب **(اس سلسلہ میں کل پانچ (۵) باب ہیں)**	۳۰۷
۱	یہ حضرات اس وقت وارث بنتے ہیں جب (میت کے) والدین اور اولاد اور بھائی اور اجداد موجود نہ ہوں۔	۳۰۷

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۲	جب چچے اور ماموں اکٹھے ہو جائیں تو دو ثلث چچاؤں کیلئے ہوں گے اگر چہ ایک ہی ہو اور وہ آپس میں (آئینی) کمی وبیشی کے ساتھ وارث ہوں گے اور ماموؤں کو ایک ثلث ملے گا اگر چہ ایک ہی ہو پھر وہ برابر کی سطح پر وارث ہوں گے۔	۳۰۸
۳	چچے اور ماموں اور ان کی (عدم موجودگی میں ان کی) اولاد وارث ہوتی ہے اور یہ ان کے آزاد کرنے والے آقاؤں کو وراثت حاصل کرنے سے حاجب ومانع ہوتے ہیں اور نہ ہی وہ کسی قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں وارث ہوتے ہیں۔	۳۰۹
۴	جو سگے چچا ہوں وہ سوتیلے چچاؤں کو اور جو سگے ماموں ہوں گے وہ سوتیلے ماموؤں کو حاجب ومانع ہوں گے اور یہی حکم ان کی اولاد کا ہے۔	۳۰۹
۵	چچاؤں اور خالاؤں اور ان کی اولاد میں سے اور دوسرے وارثوں میں سے جو میت کا زیادہ قریبی ہوگا وہ دور والوں کو مانع ہوگا سوائے سگے چچا کے بیٹے جو سوتیلے (پدری) چچا کے ساتھ جمع ہو کہ یہاں وراثت چچا کے بیٹے کو ملے گی۔ اور چچاؤں اور خالاؤں کی اولاد ان کی عدم موجودگی میں ان کی قائمقام ہوتی ہے۔	۳۱۰

زن وشوہر کی میراث کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل اٹھارہ (۱۸) باب ہیں)

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
	زن وشوہر کی میراث کے ابواب	۳۱۲
۱	جب میت کی اولاد (اور اولاد کی اولاد تا آخر نیچے کی طرف) نہ ہو تو شوہر کو نصف جائیداد ملتی ہے اور جب ہو تو پھر ایک چوتھائی ملتی ہے۔	۳۱۲
۲	جب (کسی مرنے والے کی) زوجائیں چار ہوں یا ان سے کچھ کم تو پھر سب ربع یا ثمن میں برابر سرا سر شریک ہوں گی۔	۳۱۳
۳	جب (مرنے والی کا) شوہر تنہا وارث ہو تو سارا ترکہ اسی کا ہوگا۔	۳۱۳
۴	جب تنہا بیوی وارث ہو تو اس کی وراثت کا بیان۔	۳۱۴
۵	جب بیوی شوہر کی رشتہ دار بھی ہو تو اسے زوجیت والے حصہ کے علاوہ باقی مال قرابت کی وجہ سے دیا جائے گا۔	۳۱۵

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۶	جب بیوی کی اولاد نہ ہو۔ تو وہ زمین، مکانات، اسلحہ اور جانوروں میں سے وراثت حاصل نہیں کرتی۔ ہاں البتہ زمین کے علاوہ وہ باقی چیزوں کی قیمت میں سے حصہ پاتی ہے جن میں دروازے، سرکنڈے، لکڑیاں، مکان کا ملبہ، درخت اور کھجور وغیرہ داخل ہیں۔ مگر بیٹیاں ہر چیز سے وراثت حاصل کرتی ہیں۔	۳۱۶
۷	شوہر اپنی زوجہ کے ہر قسم کے سب ترکہ سے وراثت حاصل کرتا ہے اور اسی طرح دوسرے تمام (خونی) رشتہ دار اور اسی طرح ذات الولد بیوہ بھی۔	۳۱۸
۸	جب زن وشوہر یا دوسرے وارثوں میں گھر کے ساز وسامان میں اختلاف ہو جائے؟	۳۱۸
۹	اگر کسی شخص کی چار بیویاں ہوں اور وہ کسی ایک کو طلاق دے دے اور اس کی جگہ ایک اور عورت سے شادی کر لے اور مطلقہ مشتبہ ہو جائے کہ (وہ کون ہے؟) (اور پھر خاوند مر جائے) تو آخری کو چوتھائی کا چوتھا حصہ یا آٹھویں حصہ کا آٹھواں حصہ ملے گا اور باقی ترکہ باقی چار برابر برابر تقسیم کریں گی۔	۳۲۰
۱۰	جس شخص کے پاس تین زوجائیں موجود ہوں۔ اور بعد ازاں دو اور عورتوں سے عقد وازدواج کرے تو ان میں سے پہلی کا عقد صحیح ہوگا اور وہ وراثت بھی پائے گی مگر دوسری کا عقد باطل ہوگا اور اسے وراثت بھی نہیں ملے گی۔	۳۲۱
۱۱	ان چھوٹے میاں بیوی کی وراثت کا بیان جن کا عقد اُن کے ولی یا کچھ اور لوگ کر دیں؟	۳۲۱
۱۲	جب زن وشوہر میں سے کوئی ایک مباشرت سے پہلے مر جائے تو اس سے وراثت ثابت ہو جاتی ہے۔	۳۲۳
۱۳	عدتِ رجعی میں زن وشوہر کے درمیان وراثت ثابت ہوتی ہے بشرطیکہ مرض (الموت) میں نہ دی ہو۔	۳۲۴
۱۴	جو شخص بیماری کی حالت میں (بیوی کو) نقصان پہنچانے کی نیت سے بائن یا رجعی طلاق دے تو وہ اس وقت تک اس کی وارث قرار پائے گی جب تک وہ تندرست نہ ہو جائے یا یہ دوسری جگہ شادی نہ کر لے۔ یا ایک سال نہ گزر جائے اور وہ اس کا وارث نہیں بن سکے گا مگر عدت کے دوران۔	۳۲۵
۱۵	طلاق خلع والی، مبارات والی اور اپنے حکم سے طلاق لینے والی (اپنے سابقہ شوہر کی) وراثت حاصل نہیں کرتیں اگرچہ ان کی طلاق بیماری کی حالت میں بھی واقع ہوئی ہو۔	۳۲۶

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۱۶	زن وشوہر میں اس وقت باہمی وراثت ثابت نہیں ہوتی جب ان میں سے کوئی وارث کافر ہو یا قاتل ہو یا غلام! حتیٰ کہ وہ مدبّرہ زوجہ ہو جس کا مدبّر ہونا شوہر کی وفات پر موقوف ہے۔	۳۲۷
۱۷	وراثت صرف عقد دائمی میں ہوتی ہے۔ عقد متعہ میں نہیں ہوتی اور اس میں وراثت کی شرط مقرر کرنے کا حکم؟	۳۲۷
۱۸	جب کوئی بیمار آدمی نکاح کرے اور مباشرت بھی کرے تو نکاح صحیح ہے اور اس سے میراث ثابت ہو جائے گی اور اگر مباشرت نہ کرے تو نکاح باطل متصور ہوگا اور باہمی وراثت بھی نہیں ہوگی۔	۳۲۸
	ولاءِ عتق (یعنی غلام آزاد کرنے کی ولایت) کی میراث کے ابواب **(اس سلسلہ میں کل چار (۴) باب ہیں)**	۳۲۹
۱	کسی غلام کو آزاد کرنے والا کسی ایک بھی رشتہ دار کی موجودگی میں وارث نہیں بنتا البتہ جب کوئی رشتہ دار نہ ہو تو وہ وارث بنے گا۔ اور اگر وہ مر جائے تو یہ حق اس کی اولادِ ذکور وانات کی طرف منتقل ہو جائے گا اگر آزاد کرنے والا مرد ہو۔	۳۲۹
۲	جب مرنے والے (غلام) کا غلام وارث موجود ہو تب بھی اس کا آقا اس کی وراثت نہیں پاتا۔ بلکہ میت کے ترکہ سے غلام (وارث) کو خرید کر آزاد کیا جائے گا اور وہ باقی ترکہ کا وارث قرار پائے گا۔	۳۳۱
۳	ولا (سرپرستی) اس شخص کو حاصل ہے جو آزاد کرتا ہے اور وراثت بھی اسے ہی ملتی ہے جبکہ کوئی نسبی رشتہ دار موجود نہ ہو۔ عام اس سے کہ آزاد کرنے والا مرد ہو یا عورت۔ اور ولا کے چند دیگر احکام۔	۳۳۱
۴	جب مکاتب (غلام) اپنی مقررہ قیمت ادا کر چکے اور مر جائے اور اس کا کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو تو اس کی میراث امام کے لئے ہے آقا کے لئے نہیں ہے۔	۳۳۲
	ضمانت جریرہ اور امامت کی ولایت کے ابواب **(اس سلسلہ میں کل سات (۷) باب ہیں)**	۳۳۳
۱	جب مرنے والے کا کوئی نسبی رشتہ دار اور آزاد کرنے والا آقا نہ ہو تو پھر ضامن الجریرہ اس کا وارث ہوتا ہے اور ضامن صرف وہ ہو سکتا ہے جو سائبہ ہو اور ضامن و مضمون میں آزاد ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے۔	۳۳۳

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۲	ایک مسلمان کے لئے کافر ذمی کا ضامن جریرہ بننا جائز ہے اس طرح وہ ذمی کا وارث قرار پائے گا مگر ذمی اس کا وارث نہیں بن سکے گا۔	۳۳۴
۳	جب کوئی ایسا (لاوارث) شخص مر جائے جس کا کوئی رشتہ دار، یا زن وشوہر میں سے کوئی نہ ہو، نہ آزاد کرنے والا اور نہ کوئی ضامن جریرہ الغرض جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا وارث امام ہوگا۔	۳۳۵
۴	اگر لاوارث شخص کا مال (وراثت) غیبت یا تقیہ کی وجہ سے امام علیہ السلام تک پہنچانا مشکل ہو جائے تو اس کا حکم کیا ہے؟	۳۳۷
۵	اس شخص کی وراثت کا حکم؟ جو صرف ایک رضاعی بھائی چھوڑ کر مر جائے۔	۳۳۸
۶	زن وشوہر ضامن الجریرۃ کے ساتھ وارث ہوتے ہیں اور بڑا حصہ پاتے ہیں اور امام کے ساتھ ان کے وراثت پانے کا حکم؟	۳۳۸
۷	جب کوئی مسلمان مر جائے اور اس کا وارث کافر کے سوا کوئی نہ ہو تو اس کی میراث کا مال بیت المال کا ہے اور یہی حکم اس کی دیت کا ہے۔	۳۳۹
	ولد الملاعنہ اور اس قسم کے لوگوں (جیسے ولد الحرام) کی میراث **(اس سلسلہ میں کل بارہ (۱۲) باب ہیں)**	۳۴۰
۱	ولد الملاعنہ کا باپ یا اس کی طرف سے کوئی رشتہ دار (جیسے چچا وغیرہ) وارث نہیں ہوتا بلکہ اسکی وارث صرف اس کی ماں ہوتی ہے یا ماں کی طرف سے رشتہ دار جیسے ماموں اور بھائی وغیرہ اور اس کی اپنی اولاد وغیرہ۔	۳۴۰
۲	اگر ملاعنہ کے بعد باپ لڑکے کا اقرار کرے (کہ یہ لڑکا اسی کا ہے) تو اس صورت میں لڑکا تو اس کا وارث ہوگا مگر وہ لڑکے کا وارث نہیں بن سکے گا۔	۳۴۱
۳	جب ولد الملاعنہ مر جائے تو اس کے سارے ترکہ کی وارث اس کی ماں ہوگی۔	۳۴۲
۴	ولد الملاعنہ اپنے ماموؤں کا وارث بنتا ہے اور وہ اس کے وارث بنتے ہیں۔	۳۴۲
۵	کسی وارث کا نسب عورتوں کے کہنے سے ثابت نہیں ہوتا جبکہ مرد یا ان کے وارث اس کا انکار کریں۔	۳۴۴
۶	جو شخص کسی بچے کے اپنا بیٹا ہونے کا اقرار کرے تو وہ لازم ہوگا اور وہ بچہ اس کا وارث بنے گا اور اس اقرار کے بعد اس کا انکار مسموع نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی اقرار کرے کہ (میت کے ذمہ کوئی قرضہ ہے یا اس کا کوئی اور بھی وارث ہے تو اس کا حکم؟؟	۳۴۴

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۷	اس شخص کا حکم؟ جو اپنے بیٹے کی جنایت اور اس کی وراثت سے برأت کا اظہار کرے یا اس کو وارثوں سے خارج کرنے کی وصیت کر جائے۔	۳۴۵
۸	جو ولد الزنا ہے۔ زانی اور زانیہ اس کے وارث نہیں ہوں گے اور نہ ہی ان کی جانب سے کوئی رشتہ دار وارث بنے گا۔ اور نہ ہی یہ ان کا وارث بنے گا بلکہ اس کی وراثت اس کی اولاد وغیرہ کے لئے ہے اور ان کی عدم موجودگی میں امام کے لئے ہوگی اور جو شخص اپنی کنیز کے بچہ کے اپنا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کا جھوٹ معلوم نہ ہو تو اس کی بات قبول کی جائے گی اور وہ اس کو لازم ہوگا۔	۳۴۶
۹	حمیل کا حکم؟ اور جب دو شخص آپس میں رشتہ داری کا دعویٰ کریں تو ان کا قول قبول کیا جائے گا اور باہمی وراثت ثابت ہو جائے گی۔ جبکہ سچائی کا احتمال ہو۔ اور ان کو بیّنہ (دو گواہ) پیش کرنے کی تکلیف نہیں دی جائے گی۔	۳۴۷
۱۰	جب (ملکیت میں) شرکاء ایک کنیز کے ساتھ ایک ہی طہر میں مباشرت کریں (اور بچہ پیدا ہو) تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے گی اور جس کے نام قرعہ نکلے گا بچہ اس سے ملحق کیا جائے گا۔	۳۴۸
۱۱	جب کسی بچہ کا باپ مشہور موجود ہو اور کوئی اس بچے کا دعویٰ کرے تو وہ مدعی اس کا وارث نہیں بنے گا۔	۳۴۹
۱۲	جس شخص کا باپ جاہلیت کے دور میں قید کیا جائے اور پھر اسے آزاد کر دیا جائے اور اس کا قبیلہ معلوم ہو تو اس کا نسب ختم نہیں ہوگا بلکہ یہ ان کا اور وہ اس کے وارث ہوں گے۔	۳۴۹
	خنثیٰ اور اس جیسے لوگوں کی وراثت کے ابواب **(اس سلسلہ میں کل سات (۷) باب ہیں)**	۳۵۰
۱	خنثیٰ (مشکل) اس شرمگاہ کے لحاظ سے وارث بنے گا جس سے وہ پیشاب کرتا ہے (کہ وہ مرد کی مانند ہے یا عورت کی مانند؟) اور اگر دونوں سے کرتا ہے تو اس کی بنا پر وارث قرار پائے گا جس سے پہلے پیشاب خارج ہوتا ہے۔ اور اس میں دونوں برابر ہوں تو کس عضو سے زیادہ تیزی سے نکلتا ہے اس کے مطابق عمل ہوگا اور اس میں بھی برابر ہوں تو پھر یہ دیکھا جائے گا کہ کس آلہ سے آخر میں پیشاب قطع ہوتا ہے اس کے مطابق کاروائی کی جائے گی۔ نیز اس سلسلہ میں احتلام، حیض اور سینہ کے ابھار سے بھی اس کی جنس کو معلوم کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے؟	۳۵۰

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۲	اس خنثیٰ مشکل کا حکم جو مذکورہ بالا علامات سے نہ پہچانا جاسکے کہ وہ کیا ہے؟؟	۳۵۱
۳	خنثیٰ مشکل کی کیفیت معلوم کرنے کے لئے اسے پیشاب کرتے وقت کون دیکھے؟ اور اس کی دونوں شرم گاہوں کو کون دیکھے؟ تا کہ حقیقت حال واضح ہو سکے؟	۳۵۳
۴	جب کوئی بچہ ایسا پیدا ہو کہ نہ اس کا مردوں والا آلہ ہو اور نہ عورتوں والا۔ تو اس کی وراثت کے سلسلہ میں قرعہ اندازی کی جائے گی اور اس کی کیفیت کا بیان؟ اور یہ کہ یہ امامؑ سے مخصوص نہیں ہے (دوسرے لوگ بھی ایسا کر سکتے ہیں)۔	۳۵۴
۵	اس شخص کی وراثت کا بیان جس کے دو سر ہوں یا ایک کوکھ پر دو دھڑ ہوں۔	۳۵۵
۶	مفقود الخبر آدمی اور مجہول المالک مال کی وراثت کا بیان۔	۳۵۶
۷	حمل خود بھی وارث ہوتا ہے اور اس کے بھی وارث ہوتے ہیں بشرطیکہ زندہ پیدا ہو۔ اور اس کی زندگی اس کے چیخنے چلانے یا کوئی اختیاری حرکت کرنے سے معلوم ہوتی ہے اور اس کے بغیر وارث نہیں ہوتا اور دیت کی وراثت کا حکم؟	۳۵۷
	❖ پانی میں ڈوب کر اور دیوار یا چھت کے نیچے دب کر مرنے والوں کی میراث کے ابواب ❖ (اس سلسلہ میں کل چھ (۶) باب ہیں)	۳۵۹
۱	جب مرنے والے ایک دوسرے سے رشتہ داری رکھتے ہوں تو وہ ایک دوسرے کے وارث قرار پائیں گے جبکہ تقدم و تاخر میں اشتباہ ہو اور ان سے زیادہ کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو پھر ان سب کی میراث ان کے وارثوں کی طرف منتقل ہوگی۔	۳۵۹
۲	جب دو غرق ہونے والوں یا چھت کے نیچے آ کر مرنے والوں میں سے صرف ایک شخص کا مال ہو۔ دوسرے کا نہ ہو تو وہ مال دوسرے کی طرف منتقل ہو جائے گا اور پھر اس کے وارثوں کو ملے گا۔ مال والے وارث کو نہیں ملے گا۔	۳۶۰
۳	غرق ہونے والا اور چھت کے نیچے دب کر مرنے والا ایک دوسرے کے اصلی مال کے وارث ہوں گے۔ نہ اس کے جو ایک دوسرے سے پائیں گے۔	۳۶۰

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
۴	جب ایک آزاد اور غلام بچ جائیں اور اس طرح مشتبہ ہو جائیں کہ پتہ نہ چلے کہ آزاد کون ہے اور غلام کون؟ تو قرعہ اندازی سے فیصلہ کرکے کہ آزاد وارث قرار پائے گا اور قیافہ شناسوں کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔	۳۶۱
۵	اگر دو شخص غرق ہونے یا چھت گرنے کے علاوہ ویسے مر جائیں اور اکھٹے مریں یا پہلے مرنے والا مشتبہ ہو جائے تو کوئی بھی کسی کا وارث قرار نہیں پائے گا۔ مگر یہ کہ کسی قرینہ سے سابق کا پتہ چل جائے اور سفر کی حالت میں کسی مرنے والے کی موت کو چھپانا مکروہ ہے۔	۳۶۲
۶	جن میاں بیوی پر مکان گرا ہو اور دونوں مر گئے ہوں تو عورت کو وراثت میں مرد پر مقدم سمجھا جائے گا۔	۳۶۳
	مجوسیوں کی میراث کے ابواب **(اس سلسلہ میں کل تین (۳) باب ہیں)**	۳۶۴
۱	اسلامی نقطۂ نگاہ ان کا سببی اور نسبی رشتہ صحیح ہو یا غلط وہ بہر حال ایک کے وارث بنتے ہیں۔	۳۶۴
۲	مجوسیوں پر بھی زنا کی تہمت لگانا جائز نہیں ہے۔	۳۶۵
۳	جو شخص کسی چیز (دین و مذہب) کا عقیدہ رکھے اسے اس کا حکم لازم ہوگا۔ اور اسی کے مطابق اس کے برخلاف فیصلہ کرنا جائز ہے۔	۳۶۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اطعمۂ مباحہ کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل ایک سو انتالیس (۱۳۹) ابواب ہیں)

باب ۱

ہر وہ چیز جو عادۃً کھائی جاتی ہو اور اس کی حرمت پر کوئی نص موجود نہ ہو تو اس کا کھانا حلال ہے۔ اور چند مباح اطعمہ کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عذافر سے اور وہ اپنے والد (عذافر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا نے شراب، مردار، خنزیر کے گوشت اور خون کو کیوں حرام قرار دیا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو یہ چیزیں اپنے بندوں پر حرام اور ان کے علاوہ دوسری چیزیں حلال قرار دی ہیں تو یہ حلال چیزوں میں کسی ذاتی رغبت کی وجہ سے اور حرام چیزوں میں ذاتی نفرت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ چونکہ وہ ساری مخلوق کا خالق ہے لہٰذا وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کس چیز سے ان کے جسموں کا قوام ہے اور کون سی چیز ان کی اصلاح کرتی ہے پس اسے حلال قرار دے دیا اور جو چیز ان کے لئے ضرر رساں تھی اسے حرام قرار دے دیا اور انہیں اس سے منع کر دیا اور پھر اضطرار کے وقت ان کی بقا کے لئے حلال قرار دے دیا الحدیث۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب، العیاشی، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حرام نہیں ہے مگر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن) میں حرام قرار دیا ہے۔ پھر فرمایا: اس آیت کو پڑھو: ﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ...... ﴾ "(اے رسولؐ) کہہ دیجئے کہ میری طرف جو وحی کی گئی ہے میں اس میں کسی کھانے والے پر حرام نہیں پاتا مگر مردار یا خون یا خنزیر کا گوشت کہ یہ نجس ہیں یا وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو جو کہ فسق ہے"۔ (ایضاً)

۳۔ جناب صفارؒ باسناد خود محمد بن منصور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے عبد صالح (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے اس ارشاد خداوندی ﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ (کہ میرے پروردگار نے تمام ظاہری اور باطنی فواحش کو حرام قرار دیا ہے) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی! پس وہ تمام چیزیں جن کو قرآن مجید میں حرام قرار دیا گیا ہے وہ ظاہر قرآن ہے اور اس کا باطن ائمۂ جور ہیں اور وہ تمام چیزیں ہیں جن کو قرآن مجید میں حلال قرار دیا گیا ہے وہ اس کا ظاہر ہے اور اس کا باطن ائمۂ حق ہیں۔ (بصائر الدرجات)

۴۔ جناب سید مرتضیٰؒ اپنے رسالہ محکم ومتشابہہ میں تفسیر نعمانی سے اور وہ باسناد خود حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے (ایک طویل حدیث کے اندر) فرمایا اور وہ آیات جن کی تاویل ان کی تنزیل میں ہے (جن کا مطلب بالکل واضح ہے) ان سے مراد وہ محکم آیات ہیں جو کسی ایسی چیز کی حرمت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جن کا عرب جاہلیت کے دور میں کھانا متعارف تھا ان کی تاویل ان کی تنزیل میں ہے وہ اس سے زیادہ کسی تفسیر وتشریح کی محتاج نہیں ہیں جیسے یہ ارشاد قدرت ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ﴾ (کہ تم پر تمہاری مائیں، بیٹیاں اور بہنیں حرام ہیں تا آخر آیت) یا جیسے یہ ارشاد پروردگار ﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ ...... الآية﴾ (کہ اللہ نے تم پر مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے)۔ یا جیسے فرماتا ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا﴾ (اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے)...... یا جیسے یہ ارشاد قدرت ﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا...... تا آخر آیت﴾ (کہ آؤ کہ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے پروردگار نے تم پر کیا حرام کیا ہے؟ کسی چیز کو اس کا شریک قرار نہ دو اس قسم کی آیتیں قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں جن میں خدا نے بعض چیزوں کو حرام قرار دیا ہے کہ ان کا سننے والا ان کے بارے میں (کسی وضاحت کیلئے) سوال کا محتاج نہیں ہوتا۔ یا جیسے حلّت کے بارے میں یہ ارشاد قدرت ہے: ﴿اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ﴾ (کہ سمندر کا شکار اور اس کا طعام تمہارے لئے اور قافلہ والوں کے لئے بطور متاع حلال ہے)...... یا جیسے یہ ارشاد رب العزت کہ ﴿وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا﴾ (کہ جب محل ہو جاؤ (احرام کھول دو) تو پھر شکار کرو)۔ یا جیسے یہ آیت ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ﴾ (لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال کیا گیا ہے؟ فرمایئے! تمہارے لئے پاک و پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور تمہارے سدھائے کتوں کا شکار جن

کو تم وہ کچھ سکھاؤ جو کچھ اللہ نے تمہیں سکھایا ہے)۔ یا جیسے یہ ارشاد قدرت: ﴿وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾ (کہ تمہارا طعام ان کے لئے حلال ہے)...... یا جیسے یہ ارشاد رب العزت: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ...... الآية﴾ (اے ایمان والو! اپنے عقد و عہد کی وفا کرو۔ تمہارے چوپائے تمہارے لئے حلال قرار دے دیئے گئے ہیں سوائے ان کے جو بیان کئے جائیں گے بشرطیکہ جب تم حالت احرام میں ہو تو شکار کو حلال نہ سمجھو) یا جیسے: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ﴾ (کہ ماہ رمضان کی رات میں عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال قرار دیا گیا ہے)۔ یا جیسے یہ ارشادِ قدرت: ﴿لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ﴾ (کہ جو پاک و پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال قرار دی ہیں ان کو حرام قرار نہ دو)۔ (وغیر وغیرہ) اور اس قسم کی آیتیں بہت زیادہ ہیں۔ اور اس حدیث کو جناب محدث قمی نے بھی اپنی تفسیر (قمی) میں روایت کیا ہے۔

(المحکم والمتشابہ، تفسیر نعمانی و قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ وہ حدیثیں جو اطعمۂ محرّمہ کی حد بندی کے بارے میں وارد ہوئی ہیں وہ بہت ہیں اور متفرق ہیں اور اسی طرح وہ آیات اور نصوص جو حرام چیزوں کی حصر و حد بندی کے بارے میں وارد ہوئی ہیں ان میں جو حصر پائی جاتی ہے وہ اضافی ہے یعنی ان بعض افراد کے بالمقابل ہے (جن کو عرب جاہلیت کے دور میں حرام جانتے تھے۔ مگر دراصل وہ حرام نہیں تھیں)...... لہٰذا ان عمومات کی حلت پر جو دلالت ہے وہ ان خصوصی نصوص کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو (اس حصر میں بیان کردہ چیزوں کے علاوہ بعض اور چیزوں کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں) لہٰذا جب بھی کسی چیز کی حرمت پر کوئی مستند نص پائی جائے گی تو اسے حرام تصور کیا جائے گا اور اسے اس عموم سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا۔ نیز اس سے پہلے بھی مختلف ابواب میں ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو بعض اطعمۂ مباحہ پر دلالت کرتی ہیں جیسے باب الحج، الصید، ذبائح اور اطعمۂ محرّمہ اور آدابِ دسترخوان وغیرہ ابواب میں۔ واللہ العالم۔

باب ۲

جو کی روٹی کو گندم وغیرہ کی روٹی پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کو گندم پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ہمیں عام لوگوں پر حاصل ہے۔ کوئی نبیؐ ایسا نہیں گزرا مگر یہ کہ اس نے جو کھانے والے کے لئے برکت کی دعا کی ہے۔ اور یہ جو کسی پیٹ میں داخل نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس سے ہر بیماری کو

نکال دیتا ہے۔ اور یہ انبیاءؑ کی قوت (لایموت) ہے اور نیکوکار لوگوں کا طعام ہے اللہ تعالیٰ نے (اس کے سوا) انکار کر دیا ہے مگر یہ کہ وہ انبیاءؑ کی قوت (لایموت) جو کوہی قرار دے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں قبل ازیں آدابِ مائدہ کے ابواب میں گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ (باب ۷ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳
چاول کی روٹی کھانے کا بیان۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مرضِ سل کے مریض کے پیٹ میں کوئی ایسی چیز داخل نہیں ہوئی جو چاول کی روٹی سے زیادہ فائدہ بخش ہو۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود یحییٰ بن ابو رافع مرفوعاً حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایسی کوئی (غذا) نہیں ہے جو صبح سے شام تک آدمی کے پیٹ میں رہے مگر چاول کی روٹی۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود علی بن حسان سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو اسہال کا مرض ہو اسے چاول کی روٹی کھلاؤ کہ ایسے بیمار کے پیٹ میں ایسی کوئی چیز داخل نہیں ہوتی جو اس سے زیادہ فائدہ بخش ہو۔ یہ روٹی معدہ کو رنگ دیتی ہے اور بیماری کو اس طرح (بدن سے) کھینچتی ہے جس طرح کھینچنے کا حق ہے۔ (ایضاً)

باب ۴
ستو کو اختیار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان جعفری سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ستو بہترین رزق ہے۔ اگر تم بھوکے ہو تو یہ اسے روکتا ہے اور اگر تم شکم سیر ہو تو یہ طعام کو ہضم کرتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود بکر بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ستو گوشت پیدا کرتا ہے اور ہڈی کو مضبوط کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن جندب سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ستو کا تذکرہ کیا گیا۔ فرمایا: یہ وحی کے تحت بنایا گیا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود خالد بن نجیح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ستو رسولوںؑ کا (یا فرمایا) نبیوںؑ کا طعام ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود یحییٰ بن مسادر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ستو صفراء اور بلغم کو معدہ سے کھینچ دیتا ہے اور مختلف قسم کی ستر بلاؤں کو دور کرتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ باسناد خود خیثمہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص چالیس دن تک صبح کے وقت ستو کھائے تو اس کے دونوں کاندھے قوت سے لبریز ہو جائیں گے۔ (ایضاً)

۷۔ جناب برقیؒ باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ستو ہر اس (بیماری) کیلئے مفید ہے جس کے لئے پیا جائے۔ (المحاسن)

۸۔ نیز باسناد خود خیثمہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے بچوں کو ان کی صغرسنی میں ستو پلاؤ کیونکہ یہ گوشت کو اگاتا ہے اور ہڈی کو مضبوط کرتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

اس خشک ستو کا کھانا جسے سات بار یا تین بار دھویا گیا ہو اور وہ بھی زیتون کے ساتھ اور نہار منہ کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود قتیبہ اعشیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین مٹھی بھر خشک ستو جو نہار منہ کھایا جائے وہ صفراء اور بلغم کو معدہ سے اس طرح صاف کر دیتا ہے کہ کچھ بھی باقی نہیں چھوڑتا۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود نضر بن قرواش سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ستو کو جب سات بار دھویا جائے اور ایک برتن سے دوسرے برتن میں الٹا پلٹا جائے تو وہ بخار کو دور کرتا ہے۔ اور دونوں پنڈلیوں اور قدموں میں طاقت پیدا کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن مسکان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ستو کا زیتون کے ساتھ کھانا گوشت اگاتا ہے، ہڈی کو مضبوط کرتا ہے، چمڑے کو نرم کرتا ہے اور قوتِ باہ میں اضافہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب برقیؒ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس کو بخار ہو اس کے پیٹ کو اس ستو سے بھر دو جسے تین بار دھویا گیا ہو۔ اور پھر پلایا جائے۔ (المحاسن)

۵۔ ایک اور حدیث میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے، فرمایا: ستو بہترین طعام ہے۔[۱] (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶

آدمی کا ستو کو شکر (یا کھانڈ) کے ساتھ کھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن ابو عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے خراسان سے مدینہ خط لکھا جس میں یہ فرمایا تھا کہ ابو جعفرؑ (امام محمد تقی علیہ السلام) کو شکر ملا کر ستو نہ کھلانا کیونکہ یہ مردوں کے لئے ردّی ہے۔ سیّاری نے عبید اللہ کی زبانی اس کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ وہ شکر کے ساتھ مل کر اپنی سردی کی شدت کی وجہ سے قوتِ باہ کو کمزور کرتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ جناب برقیؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں بادام کا ستو پیش کیا گیا جس میں طبرزد کی شکر ملی ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا یہ میرے بعد سرکش لوگوں کا طعام ہوگا۔ (المحاسن)

باب ۷

جو کے ستو کا بیان۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سیف تمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب مکہ (مکرمہ) میں ذات الجنب میں مبتلا ہو گئے۔ اور میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو موصوف کی بیماری کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا: اسے جو کا ستو پلاؤ وہ ٹھیک ہو جائے گا ان شاء اللہ اور

---

[۱] بعض روایات میں وارد ہے کہ اگر ستو میں گھی شامل کیا جائے تو پھر وہ اپنا اثر نہیں دکھاتا۔ (الفروع)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

یہ مریض کے پیٹ میں غذا (کی غذا) ہے (اور دوا کی دوا)۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے اسے دو دن یا کہا دو بار پلایا اور وہ ٹھیک ہوگیا۔ (الفروع)

مؤلّف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸
مسور کے ستو کا بیان۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن موسیٰ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسور کا ستو پیاس کو بجھاتا ہے اور معدہ کو طاقتور کرتا ہے اور اس میں ستر بیماریوں کی شفاء ہے اور یہ صفراء کو قطع کرتا ہے اور پیٹ کو ٹھنڈا کرتا ہے (راوی کا بیان ہے) کہ جب آپؑ سفر کرتے تھے تو اسے اپنے سے علیحدہ نہیں کرتے تھے اور آپ کے حشم و خدم میں سے جب کسی شخص کا خون جوش مارتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ اسے مسور کا ستو پلاؤ۔ کیونکہ وہ خون کے جوش کو ساکن کرتا ہے اور گرمی کو بجھاتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود علی بن مہز یار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہماری ایک کنیز کو اس طرح (شدت کے ساتھ) حیض آنا شروع ہوا جو قطع ہی نہیں ہوتا تھا (یہاں تک کہ وہ قریب بمرگ ہوگئی) تو حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے حکم دیا کہ اسے مسور کا ستو پلایا جائے۔ چنانچہ جب اسے یہ ستو پلایا گیا تو اس کا خون بند ہوگیا اور وہ تندرست ہوگئی۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹
ہر قسم کے سالن اور طعام پر گوشت کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ دنیا و آخرت میں تمام سالنوں کا سردار کون سا سالن ہے؟ فرمایا: گوشت! کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے کہ (جنت میں) جس پرندے کا گوشت چاہیں گے حاضر پائیں گے۔'' (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ علوی سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا وآخرت میں تمام کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود علی بن ریان سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت کے تمام سالنوں کا سردار گوشت ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۱۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

ان چند کھانوں کا تذکرہ جن کو منتخب کرنا چاہیئے اور ان کے چند آداب کا بیان۔

(اس باب میں کل ستاون حدیثیں ہیں جن میں سے سولہ مکررات کو چھوڑ کر باقی اکتالیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن بکر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ گوشت (کا کھانا) گوشت کو اُگاتا ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء واجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بہترین سالن سرکہ ہے اور وہ گھرانہ کبھی فقیر و نادار نہیں ہوتا جس کے پاس سرکہ ہو۔ (عیون الاخبار)

۳۔ نیز باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دنیا وآخرت میں تمام مشروبات کا سردار پانی ہے اور میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: دنیا وآخرت میں سب کھانوں کا سردار گوشت ہے اور اس کے بعد چاول ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: انار کھاؤ کیونکہ جب بھی اس کا کوئی دانہ معدہ میں داخل ہوتا ہے تو دل کو روشن کر دیتا ہے اور چالیس دنوں تک شیطان کو بھگا دیتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: زیتون کو لازم پکڑو کہ یہ صفرا کو دور کرتا ہے، بلغم کو دفع کرتا ہے اور پٹھوں کو مضبوط کرتا ہے، کمزوری کو دور کرتا ہے، اخلاق کو عمدہ بناتا ہے، سانس کو خوشبودار بناتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: انگور کو دانہ دانہ کر کے کھاؤ کہ اس طرح کھانا زیادہ خوشگوار ہے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: اگر کسی چیز میں شفا ہے تو وہ حجام (پچھنے لگانے والے) کے پچھنے میں ہے یا شہد کے گھونٹ میں ہے۔ (ایضاً)

۹۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جب تمہیں کوئی شخص شہد کا گھونٹ پیش کرے تو اسے رد نہ کرو۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جب کچھ پکاؤ تو کدو زیادہ پکاؤ کیونکہ یہ غمناک آدمی کے دل کو تقویت دیتا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ نیز حضرت امام علی علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: کدو کو لازم پکڑو کہ یہ دماغ کو بڑھاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک خاص قسم کا حلوہ ہے جو قوتِ باہ وغیرہ میں اضافہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: خدا کے نزدیک پُرشکمی سے زیادہ کوئی چیز ناپسندیدہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ حضرت امام علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ ﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ کے بارے میں فرمایا کہ اس سے تازہ کھجور اور ٹھنڈا پانی مراد ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ نیز فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو حافظہ میں تیزی لاتی ہیں اور بلغم کو دور کرتی ہیں: (۱) قرآن مجید کی تلاوت کرنا، (۲) شہد کا کھانا، (۳) لبان (کندر) کا چبانا۔ (ایضاً)

۱۶۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جو بقاء چاہتا ہے مگر دنیا میں بقاء نہیں ہے تو صبح کا کھانا جلدی کھائے۔ (ایضاً)

۱۷۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے اس شخص سے فرمایا جو کہ ڈکار لے رہا تھا کہ اپنے ڈکار کو روک کیونکہ جو شخص دنیا میں زیادہ شکم سیر ہوگا وہ قیامت کے دن زیادہ بھوکا ہوگا۔ (ایضاً)

۱۸۔ نیز آپؐ کے بارے میں مروی ہے کہ جب آپ کھانا کھاتے تھے تو فرماتے تھے: ﴿اللّٰھم بارک لنا فیہ و ارزقنا خیراً منہ﴾ اور جب دودھ پیتے تھے تو فرماتے تھے: ﴿اللّٰھم بارک لنا فیہ وارزقنا منہ﴾۔ (ایضاً)

۱۹۔ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روٹی کا ٹکڑا لائیں جو آپؐ نے تناول فرمایا اور فرمایا: (بیٹی) یہ پہلا کھانا ہے جو تیسرے دن تیرے باپ کے منہ میں داخل ہوا

ہے۔ (ایضاً)

۲۰۔ نیز آپؐ سے مروی ہے فرمایا: جو شراب خراب ہو کر سرکہ بن جائے وہ کھاؤ (پیو) کیونکہ وہ پیٹ کے کیڑوں کو مارتا ہے۔ (ایضاً)

۲۱۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: گوشت کو لازم پکڑو کیونکہ جو شخص چالیس دن تک گوشت نہ کھائے اس کا خلق خراب ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۲۲۔ مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گردے نہیں کھاتے تھے کیونکہ وہ پیشاب کے قریب ہوتے ہیں مگر آپ انہیں حرام بھی قرار نہیں دیتے تھے۔ (ایضاً)

۲۳۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جو شخص نہار منہ سرخ کشمش کے ۲۱ دانے کھا لیا کرے وہ اپنے جسم میں کوئی ایسی چیز (بیماری) نہیں دیکھے گا جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔ (ایضاً)

۲۴۔ فرمایا: ایک بار جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ برنی (کھجور) کو لازم پکڑو کیونکہ یہ تمہاری تمام کھجوروں سے بہتر ہے۔ (ایضا)

۲۵۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: مسور کی دال کو لازم پکڑو کیونکہ یہ بابرکت اور مقدس ہے، دل کو نرم کرتی ہے، آنسو کو زیادہ کرتی ہے اور ستر نبیوںؑ نے جن میں سے آخری نبی جناب عیسیٰ علیہ السلام ہیں اس کے لئے برکت کی دعا کی ہے۔ (ایضاً)

۲۶۔ مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام علی علیہ السلام کو دعوت طعام دی آپؑ نے فرمایا: تین شرطوں کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔ اس نے پوچھا: وہ شرطیں کیا ہیں؟ فرمایا: باہر سے میرے لئے کچھ نہ لانا، (۲) جو کچھ گھر میں ہے اس میں بخل نہ کرنا، (۳) اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ (زیادہ خرچ کر کے) زیادتی نہ کرنا۔ چنانچہ اس شخص نے یہ شرطیں قبول کر لیں اور آپؑ نے اس کی دعوت قبول کر لی۔ (ایضاً)

۲۷۔ نیز مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زیتون کا تیل کھاؤ بھی اور بدن پر لگاؤ بھی کیونکہ جو شخص زیتون کا تیل کھاتا ہے اور بدن پر لگاتا ہے تو چالیس دن تک شیطان اس کے قریب نہیں جاتا۔ (ایضاً)

۲۸۔ نیز مروی ہے فرمایا: نمک کو لازم پکڑو کیونکہ یہ ستر قسم کی بیماریوں سے باعث شفا ہے جن میں ادنیٰ بیماری جذام، برص اور جنون ہے۔ (ایضاً)

۲۹۔ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خربوزہ اور کھجور پیش کئے گئے تو آپؐ نے دونوں سے کھایا اور فرمایا: یہ دونوں بہت پاکیزہ ہیں۔ (ایضاً)

۳۰۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا کہ انار کو اس کے اندرونی باریک چھلکے سمیت کھاؤ کیونکہ یہ معدہ کو رنگ دیتا ہے (قوی کرتا ہے)۔ (ایضاً)

۳۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں مروی ہے کہ آپ انار میں کسی کو شامل نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہر انار میں جنت کے دانوں میں سے ایک دانہ ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۳۲۔ نیز آپ سے مروی ہے فرمایا: نہار منہ کھجور کھایا کرو کیونکہ یہ پیٹ کے کیڑوں کو مارتی ہے۔ (ایضاً)

۳۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب خصال میں باسناد خود حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا کہ کھانا کھانے سے پہلے اور اس کے بعد دونوں ہاتھوں کا دھونا رزق میں زیادتی اور چکنائی کے ازالہ اور آنکھوں کی بینائی میں اضافہ کا باعث ہے، سیب کا کھانا معدہ کی دوا ہے، کُندر کا چبانا دانتوں کو مضبوط کرتا ہے، بلغم کو دور کرتا ہے اور منہ کی بدبو کو دور کرتا ہے۔ ناشپاتی کا کھانا کمزور دل کو طاقتور بناتا ہے، معدہ کو اچھا کرتا ہے، دل کو طاقتور بناتا ہے، بزدل کو دلیر بناتا ہے اور بچہ (کو شکم مادر میں) خوبصورت بناتا ہے، اور اکیس عدد سرخ کشمش ہر روز نہار منہ کھانا مرض الموت کے سوا باقی سب بیماریوں کو دفع کرتا ہے (فرمایا) مومن کو چاہئے کہ قبلہ رو ہو کر نہ تھوکے، اور اگر بھول کر ایسا کرے تو خدا سے طلب مغفرت کرے، اور آدمی کو چاہئے سجدہ والی جگہ میں پھونک نہ مارے اور نہ کھانے اور پینے کی چیزوں پر پھونک مارے اور نہ ہی تعویذ میں پھونک مارے (فرمایا) دسترخوان سے جو ریزے گریں وہ کھاؤ کیونکہ وہ خدا کے حکم سے ہر بیماری سے باعث شفاء ہین جو ان سے شفا حاصل کرنا چاہے جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے اور ان انگلیوں کو چاٹے جن سے کھایا ہے تو اس سے خدا فرماتا ہے کہ ﴿بارک اللہ فیک﴾ (خدا تجھے برکت عطا فرمائے)۔ اور گرم کھانے کو باقی رکھو حتیٰ کہ ٹھنڈا ہو جائے اور اس کا کھانا ممکن ہو جائے کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گرم کھانا پیش کیا گیا تو فرمایا: اسے باقی رکھو یہاں تک کہ ٹھنڈا ہو جائے اور اس کا کھانا ممکن ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں آگ نہیں کھلانا چاہتا اور برکت ٹھنڈے میں ہے...... فرمایا: کھانا کھاتے وقت اللہ کو یاد کرو۔ اور سرکشی نہ کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اور اس کے رزق میں سے ایک رزق ہے جس پر رازق کا شکر ادا کرنا اور اس کی حمد و ثنا کرنا لازم ہے اور نعمتوں کے الگ ہونے سے پہلے ان کی صحبت کو اچھا بناؤ کیونکہ کفران کرنے سے وہ زائل بھی ہو جاتی ہیں اور صاحب نعمت نے ان سے جو سلوک کیا تھا اس کی گواہی بھی دیتی ہیں۔ فرمایا: جو شخص خدا کی تھوڑی روزی پر راضی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے عمل پر بھی راضی ہو جاتا ہے۔ جس قدر نیکی اور بھلائی کر سکتے ہو کرو کیونکہ ایسا کرنا برا گرنے (بری موت مرنے) سے بچاتا ہے وہ افضل ترین چیز جو آدمی اپنے

اہل وعیال کے لئے گھر میں رکھ سکتا ہے وہ بکری ہے بس جس کے گھر میں ایک بکری ہو اس کے لئے فرشتے ہر روز ایک بار برکت کی دعا کرتے ہیں اور جس کے گھر میں دو بکریاں ہوں تو اس کے لئے فرشتے ہر روز دو بار برکت کی دعا کرتے ہیں اور یہی کیفیت تین بکریوں کی ہے (کہ اس کے لئے تین بار برکت کی دعا کرتے ہیں) یعنی کہتے ہیں: ﴿بورک فیکم﴾ نیز فرمایا: جب کوئی مسلمان کمزور ہو جائے تو گوشت کھائے اور دودھ پئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں میں قوت و طاقت رکھی ہے۔ فرمایا: قولِ زور (مجلس غنا و سرود) میں حاضر نہ ہو۔ اور نہ اس دسترخوان پر بیٹھو جہاں شراب پی جاتی ہو۔ کیونکہ آدمی کو کیا خبر! کہ اسے کب پکڑ لیا جائے؟ جب تم کھانا کھانے کے لئے بیٹھو تو غلاموں کی طرح بیٹھو۔ اور تم میں سے کوئی ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر نہ بیٹھے اور نہ ہی چار زانو ہو کر (آلتی پالتی مار کر) بیٹھے۔ کیونکہ اس طرح بیٹھنے اور بیٹھنے والے کو خدا ناپسند کرتا ہے انبیاء کا رات کا کھانا نمازِ عشاء کے بعد ہوتا ہے اور رات کا کھانا ہرگز ترک نہ کرو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے بدن خراب ہوتا ہے۔ بخار کی شدت کو بنفشہ اور ٹھنڈے پانی کے استعمال سے توڑو۔ کیونکہ بخار کی گرمی جہنم کی گرمی میں سے ہے...... فرمایا: مسلمان کو چاہئے کہ جب تک بیماری صحت پر غالب نہ آجائے تب تک علاج نہ کرے۔ دعا حتمی قضا کو بھی ٹال دیتی ہے۔ پس اسے اپنا ہتھیار بناؤ۔ اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ دینے سے کرو۔ فرمایا: تم کھانا کھاتے وقت غلام کی طرح بیٹھو۔ اور زمین پر بیٹھ کر کھاؤ۔ اور کھڑے ہو کر پانی نہ پیو۔ شہد کا چاٹنا ہر بیماری سے باعث شفاء ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ شہد کی مکھی کے پیٹ سے وہ (شہد) نکلتا ہے جس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے اور اس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ نیز شہد کھانے کے ساتھ ساتھ قرآن کی تلاوت کرنا۔ اور کُندر کا چبانا بلغم کو دور کرتا ہے۔ اور کھانے کی ابتداء نمک سے کرو۔ اگر لوگوں کو علم ہوتا کہ نمک میں کیا (فائدہ) ہے تو اسے تریاق مجرّب پر بھی ترجیح دیتے۔ جو شخص کھانے کی ابتداء نمک سے کرتا ہے تو اس سے ستر قسم کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں اور وہ کچھ دور ہو جاتا ہے جسے خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا...... فرمایا: جس کو بخار ہو اس پر گرمیوں کے موسم میں ٹھنڈا پانی ڈالو کیونکہ یہ اس کی گرمی کی شدت کو توڑ دیتا ہے۔ نیز فرمایا: (عموماً) ہر شخص میں تین باتوں میں سے کوئی بری بات ہوتی ہے: (۱) تکبر، (۲) شگونِ بد لینا، (۳) اور خواہش پس جب تم میں سے کوئی آدمی شگونِ بد لے تو اس کی پروا نہ کرے اور اللہ کو یاد کرے۔ اور جب تکبر کا اندیشہ ہو تو اپنے غلام کے ہمراہ بیٹھ کر کھانا کھائے اور بکری کو خود دھوئے اور جب خواہش (نفس) کا اندیشہ ہو تو اللہ سے سوال کرے اور اس کی بارگاہ میں گڑگڑائے (کہ وہ اسے اس سے بچائے) فرمایا: کدّو کھاؤ کیونکہ یہ دماغ کو بڑھاتا ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کدو پسند تھا۔ اور کھانے سے پہلے اور اس کے بعد لیموں کھاؤ کیونکہ آل محمدؐ اسی طرح کرتے ہیں۔ امرود دل کو جلا دیتا ہے اور پیٹ کے دردوں

کو تسکین دیتا ہے۔ جس قدر ہو سکے مچھلیاں کم کھاؤ۔ کیونکہ وہ بدن کو پگھلاتی ہیں اور بلغم کو بڑھاتی ہیں اور سانس کو گاڑھا کرتی ہیں۔ دودھ کو گھونٹ گھونٹ کر کے پیو کہ وہ موت کے سوا ہر بیماری سے باعث شفا ہے۔ بہترین سالن سرکہ ہے جو کہ صفراء کو توڑتا ہے اور دل کو زندہ کرتا ہے اور کاسنی کو کھاؤ کیونکہ ہر صبح اس پر جنت کے قطروں میں سے کوئی قطرہ ہوتا ہے۔ فرمایا: آسمان (بارش) کا پانی پیو کیونکہ یہ بدن کو پاک کرتا ہے اور بیماریوں کو دور کرتا ہے ارشادِ قدرت ہے کہ خدا آسمان سے بارش برساتا ہے تاکہ تمہیں پاک کرے۔ اور شیطان کی نجاست (جنابت) کو دور کرے۔ اور تمہارے دلوں کو مضبوط کرے اور ثابت قدم فرمائے موت کے سوا کوئی ایسی بیماری نہیں جس کی شفاء ھرمل میں نہ ہو۔ گائے کا گوشت بیماری ہے اور اس کا دودھ شفاء ہے، حاملہ عورت جو کچھ کھاتی ہے یا جس چیز سے علاج معالجہ کرتی ہے اس کے لئے تازہ کھجور سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے چنانچہ خداوند عالم جناب مریمؑ کو حکم دیتا ہے کہ کھجور کی شاخ کو اپنی طرف حرکت دو۔ وہ آپؑ پر تر و تازہ کھجوریں گرائے گی۔ پس اسے کھائیں (اور پانی) پئیں اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔ فرمایا: اپنی اولاد کو کھجور کی گھٹی ڈالو۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن و حسین علیہما السلام کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا۔ حقنہ چار (دواؤں) میں سے ایک دوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جن چیزوں سے علاج معالجہ کرتے ہو ان سب سے افضل حقنہ ہے۔ وہ پیٹ کو بڑا کرتا ہے اور پیٹ کی بیماری کو دور کرتا ہے اور بدن کو تقویت دیتا ہے۔ بنفشہ کو ناک میں چڑھاؤ اور پچھنے لگوانے کو لازم پکڑو۔ (کتاب الخصال)

۳۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الغیبۃ میں باسناد خود حمزہ بن نصیر خادمِ امام علی نقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد (نصیر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب السید (سردار) یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اس سے سب گھر والے خوش ہوئے اور جب قدرے نشوونما پانے لگے تو میرے لئے حکم صادر ہوا کہ میں ہر روز گوشت کے ہمراہ گودے والی ہڈی بھی خریدوں۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ سب چھوٹے مولاؑ کے لئے تھا۔ (کتاب الغیبۃ)

۳۵۔ جناب حسن بن شیخ طوسیؒ باسناد خود اپنی کتاب الامالی میں حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کشمش دل کو مضبوط کرتی ہے، بیماری کو دور کرتی ہے، حرارت کو ختم کرتی ہے اور سانس کو خوشبودار بناتی ہے۔ (الامالی)

۳۶۔ نیز اسی سلسلۂ سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیا کدو بہت پسند تھا۔ اور پیالے میں سے چن چن کر کھاتے تھے۔ (ایضاً)

۳۷۔ نیز اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: مولی بلغم کو قطع کرتی ہے، کھانے کو ہضم کرتی ہے اور اس کے پتے پیشاب آور ہیں۔ (ایضاً)

۳۸۔ نیز اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: چار چیزیں جنت سے نازل ہوئی ہیں: رازقی انگور، کھجور رمانی، انار املیسی اور سیب شغشغانی یعنی سامی اور ایک اور روایت میں اس کی جگہ سفر جل (بہی) وارد ہے۔ (ایضاً)

۳۹۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: دو چیزیں ایسی ہیں کہ جس پیٹ میں داخل ہو جائیں تو اس کی اصلاح کرتی ہیں: (۱) انار اور (۲) نیم گرم پانی اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جس پیٹ میں داخل ہو جائیں تو اسے خراب کر کے رہتی ہیں: (۱) پنیر، (۲) اور خشک گوشت۔ (ایضاً)

۴۰۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: اس وقت تک طشت کو نہ اٹھاؤ جب تک (ہاتھ دھونے والوں کے ہاتھوں کا پانی) اچھی طرح نہ نچڑ جائے (پھر فرمایا) مکمل طور پر ہاتھ دھویا کرو یہ تمہارے بکھرے ہوئے کاموں کو جمع کرے گا۔ (ایضاً)

۴۱۔ جناب شیخ حسن بن فضل طبرسی اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ آپؐ کئی کھانے کی چیزوں کو دوسری بعض چیزوں کے ہمراہ ملا کر کھاتے تھے (مثلاً) کھیرے کو کھجور کے ساتھ اور سب میوؤں میں سے آپ کو خربوزہ اور انگور زیادہ پسند تھے۔ اور آپؐ دو قسم کے خربوزوں یعنی کم میٹھا اور زیادہ میٹھا کو ملا کر کھاتے تھے۔ اور کبھی خربوزہ کو شکر کے ساتھ کھاتے تھے اور بعض اوقات خربوزہ کو تازہ کھجور کے ہمراہ کھاتے تھے۔ اور جب روزہ سے ہوتے تھے تو کھجور سے روزہ افطار کرتے تھے۔ اور انگور کو بعض اوقات دانہ دانہ کر کے کھاتے تھے۔ اور آپؐ پنیر کھاتے تھے اور کھجور کھاتے تھے اور اس پر پانی پیتے تھے۔ اور اکثر اوقات آپؐ کا طعام کھجور اور پانی ہوتا تھا۔ اور آپؐ دودھ پیتے تھے، کھجور اور حلوا کھاتے تھے۔ اور آپؐ کی پسندیدہ غذا گوشت تھا اور آپ گھیا کدو کو پسند کرتے تھے اور آپ کو کدو بہت پسند تھا اور آپؐ پیالہ سے چن چن کر کھاتے تھے اور آپؐ مرغی اور وحشی جانور اور پرندہ کا گوشت بھی کھاتے تھے اور روٹی اور گھی، سرکہ، کاسنی اور تخم شربتی اور کرنب نامی سبزی بھی کھاتے تھے۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ صاحب مکارم الاخلاق وغیرہ نے باب الاطعمہ کی گزشتہ اور آئندہ بیان کی جانے والی اکثر حدیثوں کا اور اکثر و بیشتر اکل وشرب والی چیزوں کا تذکرہ کیا ہے اور پھر بہت سے عادی کھانوں کے بارے میں بہت سے نصوص خاصہ و عامہ بھی ذکر کئے ہیں اختصار کے پیش نظر میں نے ان سب کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

باب ۱۱

آدمی کا گوشت کو پسند کرنا اور زیادہ گوشت خور ہونا مکروہ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابو العلاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لحیم (وشحیم) تھے اور گوشت کو پسند کرتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود حسن بن ہارون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس دن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وفات ہوئی اس دن آپؑ نے تیس درہم گوشت کے لئے رکھے تھے۔ (پھر فرمایا) کہ آپ لحیم (وشحیم) تھے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود مسمع بن ابو سیار سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے علاقہ کے لوگ روایت کرتے ہیں کہ خدا اس گھر کو برا جانتا ہے جس میں گوشت کھایا جائے؟ امامؑ نے فرمایا: انہوں نے (روایت نقل کرنے میں تو) سچ کہا ہے مگر (اس کا معنی سمجھنے میں) غلطی کی ہے اس سے مراد وہ گھر ہے جس میں لوگوں کا (گلہ کرکے) گوشت کھایا جائے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ابو القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہم گروہِ قریش گوشت خور قوم ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ جناب برقی باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گوشت عربوں کی نمکین غذا ہے۔ (المحاسن)

۶۔ نیز باسناد خود سکونی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ فرزند رسولؐ! عامہ کے علماء کی ایک جماعت روایت کرتی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشت خوروں کو برا جانتے تھے اور اس گھر کو برا جانتے تھے جس میں ہر روز گوشت کھایا جائے۔ امامؑ نے فرمایا: ان لوگوں نے کھلی ہوئی غلطی کی ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس گھر کو برا جانتے تھے جس کے رہنے والے لوگوں کی غیبت کرکے لوگوں کا گوشت کھاتے تھے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے خدا ان پر رحم نہ کرے کہ وہ خدا کے حلال کو حرام قرار دے رہے ہیں۔ (ایضاً)

۷۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: گوشت گوشت اگاتا ہے اور جو شخص کئی دنوں تک گوشت

نہ کھائے اس کی عقل خراب ہو جاتی ہے۔ (طب الائمہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

چالیس دنوں یا چند دنوں تک گوشت نہ کھانا مکروہ ہے اگر چہ قرضہ بھی لینا پڑے اور جو چالیس دنوں تک گوشت نہ کھائے اس کے کان میں اذان دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گوشت گوشت کو اگاتا ہے اور جو شخص پورے چالیس دن تک گوشت نہ کھائے اس کا اخلاق بگڑ جاتا ہے اور جس کا اخلاق بگڑ جائے اس کے کان میں اذان کہو۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود حسین بن خالدؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص تین دن تک گوشت نہ کھائے تو اس کا اخلاق بگڑ جاتا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: یہ غلط کہتے ہیں البتہ جو شخص چالیس دن تک گوشت نہ کھائے اس کا اخلاق اور بدن بگڑ جاتا ہے کیونکہ نطفہ چالیس دنوں میں منتقل ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص پر چالیس دن گزر جائیں اور وہ گوشت نہ کھائے تو وہ اللہ کے نام پر قرض لے کر (اور گوشت خرید کر) کھائے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب برقیؒ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: گوشت سے گوشت اگتا ہے۔ اور جو شخص چالیس دن تک گوشت نہ کھائے تو اس کا اخلاق بگڑ جاتا ہے لہٰذا گوشت کھاؤ کہ وہ سماعت و بصارت کی قوت کو بڑھاتا ہے۔ (المحاسن)

۵۔ نیز بیان کرتے ہیں کہ مروی ہے کہ جس گھر کے لوگ چالیس دنوں تک گوشت نہ کھائیں ان کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود حضرت امام علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دنیا و آخرت میں سب کھانوں کا سردار گوشت ہے اور تمام مشروبات کا سردار پانی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

دنبہ کے گوشت کو دوسرے گوشتوں پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن سعد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے گھر والے دنبہ کا گوشت نہیں کھاتے! فرمایا: کیوں؟ عرض کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ گوشت سوداء، درد سر اور دوسرے دردوں کو برانگیختہ کرتا ہے! فرمایا: سعد! عرض کیا: لبیک! فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں دنبہ سے بہتر کوئی چیز ہوتی تو اسی کو جناب اسماعیلؑ کا فدیہ قرار دیتا۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز بعض اصحاب سے یعنی محمد بن اسماعیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے سامنے دو گوشتوں کا تذکرہ کیا گیا اور میں نے کہا کہ بکری کے گوشت سے زیادہ عمدہ کوئی گوشت نہیں ہے! فرمایا: اگر خدا نے دنبہ سے بہتر کوئی چیز پیدا کی ہوتی تو اسی کو جناب اسماعیلؑ کا فدیہ قرار دیتا۔ (ایضاً)

باب ۱۴

گائے کے گوشت کا چقندر کے ساتھ کھانا اور گائے کے گوشت کا شوربہ پینا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی اسرائیل نے جناب موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں سفید داغوں کی شکایت کی۔ اور جناب موسیٰ علیہ السلام نے ان کی یہ شکایت خدا تک پہنچائی۔ تو خدائے تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی کہ ان لوگوں کو حکم دیں کہ وہ گائے کا گوشت چقندر کے ساتھ کھائیں۔ (الفروع)

۲۔ نیز ابوالصباح کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گائے کے گوشت کا شوربہ سفید دھبوں کو دور کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود یحییٰ بن مساور سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ستو اور گائے کے گوشت کا شوربہ سفید داغوں کے لئے مفید ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

گائے کا دودھ، اس کی چربی اور اس کے گھی کا بیان۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ابوریاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گائے کا دودھ دواء ہے، اس کا مکھن شفاء ہے اور اس کا گوشت (بیماری) ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن سدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص چربی کا ایک لقمہ کھائے اسی قدر اس کے اندر بیماری پیدا ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اس چربی سے کون سی چربی مراد ہے؟ فرمایا: گائے کی چربی۔ پھر فرمایا: اے زرارہ! تم سے پہلے یہ سوال کسی نے مجھ سے نہیں کیا۔ (ایضاً)

۴۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ گائے کا گوشت بیماری ہے۔ (المحاسن)

باب ۱۶

مرغ کے گوشت کو دوسرے پرندوں کے گوشت پر ترجیح دینا مکروہ ہے اور چوزوں کو ترجیح دینا خصوصاً اس کبوتر کے چوزے کو جو انسانی غذا کھاتا ہے اور اونٹ کے بچے بخاتی (اونٹ) اور سفید بازوؤں اور پروں والے کبوتر کا گوشت مکروہ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن عثمان مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بطخ پرندوں کی بھینس ہے اور مرغی جانوروں کی خنزیر ہے اور تیتر پرندوں کا وحشی ہے۔ اور تم کہاں ہو ان دو چوزوں سے جن کو بنی ربیعہ کی ایک عورت نے اپنی بچی کھچی غذا سے پالا پوسا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود سیاری سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ایک بار عمر کے ہاں دو قسم کے گوشتوں کا تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے کہا ان دونوں گوشتوں سے زیادہ عمدہ مرغی کا گوشت ہے! اس پر حضرت امیرؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں! یہ تو پرندوں کا خنزیر ہے۔ البتہ ان دو گوشتوں سے عمدہ گوشت اس چوزے کا ہے جو اڑنے کیلئے تیار ہو۔ اور برقی کی روایت میں یوں وارد ہے کہ فرمایا: ان دو میں سے عمدہ گوشت کبوتر کے چوزے کا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ جناب شیخ فضل بن حسن طبرسیؒ نے مجمع البیان میں بیان کیا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرغی اور فالودہ کھا لیتے تھے اور ان کی پسندیدہ غذا حلوا اور شہد تھا۔ (مجمع البیان)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ سرکہ اور زیتون کے (سالن) کھانے نے مجھے کچھ تکلیف پہنچائی تو حمیدہ خاتون نے میرے لئے ایک بھونی ہوئی مرغی تیار کی اور جب میں نے وہ کھائی تو میری طبیعت بحال ہوگئی۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اطعمہ محرمہ کے ابواب میں اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

گوشت خوری پر مداومت کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ البرقیؒ باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجدؑ نے صرف ستر درہم چھوڑے تھے جنہیں گوشت (خریدنے) کیلئے رکھا ہوا تھا۔ کیونکہ آپؑ گوشت خوری سے صبر نہیں کر سکتے تھے۔ (المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے پورے پندرہ دن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ دن کا کھانا گوشت کے ساتھ کھایا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن غرامی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام گوشت خوری پر مداومت کرنے کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کا شوق بھی شراب کے شوق کی طرح ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود عمار ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گوشت خریدنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہر تین دن میں ایک بار۔ میں نے عرض کیا کہ ہمارے ہاں مہمان آتے ہیں اور ان کو گوشت سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں ہے تو؟ فرمایا: بس تین دن میں ایک بار! عرض کیا کہ ہم گوشت سے زیادہ حاضر کوئی چیز نہیں پاتے اور اگر ان (مہمانوں) کو گوشت کے سوا کچھ اور سالن کھلایا جائے تو وہ اسے کچھ بھی خیال نہیں کرتے تو؟ فرمایا: بس ہر تین دن میں ایک بار۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود ادریس بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ وہاں گوشت کا تذکرہ کیا گیا؟ فرمایا: ایک دن گوشت کے ساتھ (کھانا) کھاؤ۔ اور ایک

دن دودھ کے ساتھ اور ایک دن کسی اور چیز (سبزی وغیرہ) کے ساتھ۔ (ایضاً)

باب ۱۸

قباج (چکور سے مشابہہ ایک پرندہ)، قطا اور درّاج (تیتر) کا گوشت۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن الحسن سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بخار والے آدمی کو قباج کا گوشت کھلاؤ کیونکہ وہ پنڈلیوں کو قوی کرتا ہے اور بخار کو دور کرتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسنادِ خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھایا چنانچہ انکے پاس قطا (نامی پرندہ) لایا گیا۔ فرمایا: یہ پرندہ بابرکت ہے۔ اور میرے والد ماجدؑ کو پسند تھا۔ اور فرماتے تھے کہ یرقان زدہ آدمی کو قطا بھون کر کھلایا جائے کہ یہ فائدہ بخش ہے۔ (الفروع)

۳۔ نیز باسنادِ خود سیاری سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ اس کا غیظ و غضب کم ہو تو تیتر کا گوشت کھائے۔ (ایضاً)

باب ۱۹

اونٹ، گائے، بھیڑ بکری، جنگلی گائے، جنگلی گدھے کا گوشت حلال ہے اور اہلی گدھے کا گوشت مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود نصر بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں جنگلی گدھے کے گوشت کے بارے میں سوال کیا تھا۔ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ اس کا کھانا جائز ہے اگرچہ ترک کرنا افضل ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسنادِ خود سعد بن سعد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے لامص کے بارے میں سوال کیا؟ امامؑ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ میں نے اس کی کیفیت بیان کی! فرمایا: آیا اس سے مراد جنگلی گدھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! فرمایا: تم اس کا گوشت سرکہ، وائی اور ابزار کے ساتھ کھاتے نہیں ہو؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن سنان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں کہ جنابؑ نے موصوف کے مسائل کے جواب میں لکھا کہ خداوند عالم نے گائے، اونٹ اور بھیڑ بکریوں کا گوشت اس لئے حلال قرار دیا ہے کہ یہ بکثرت موجود ہے اور ہر جگہ موجود ہے۔ علاوہ بریں جنگلی گائے وغیرہ اس لئے بھی حلال ہے کہ ان کی غذا نہ مکروہ ہے اور نہ حرام اور نہ ان کا کسی حیوان یا انسان کو ضرر وزیاں پہنچتا ہے اور نہ ان کی خلقت میں کوئی نقص ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہلی خچر اور گدھے کا گوشت اس لئے مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ لوگوں کو سواری اور بار برداری کیلئے ان کے استعمال کی ضرورت ہے اور خطرہ ہے کہ ان کے کھانے سے وہ کم نہ ہو جائیں ورنہ یہ کراہت بھی اس لئے نہیں ہے کہ ان کی خلقت گندی ہے یا ان کی غذا غلیظ ہے۔ (علل الشرائع)

۴۔ جناب علی بن جعفرؑ اپنی کتاب میں اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ہرن یا جنگلی گدھے یا کسی پرندے کو گرایا اس کے بعد اسے کسی اور شخص نے تیر مارا۔ اب کس صورت میں اسے کھایا جائے گا؟ فرمایا: جب تک متغیر نہ ہو جائے (تب تک کھایا جا سکتا ہے) بشرطیکہ تیر مارتے وقت خدا کا نام لیا گیا ہو۔ (البحار)

۵۔ نیز موصوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے گدھے یا ہرن کو تلوار کے وار سے مار گرایا آیا اس کا گوشت کھایا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر اس کا تذکیہ کر سکے۔ اور اگر اس کے حاضر ہونے سے پہلے مر جائے تو بھی اسے کھائے گا۔ (بشرطیکہ گراتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہو)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (اطعمۂ محرمہ میں) بیان کی جا چکی ہیں۔

باب ۲۰

بھینس کا گوشت، دودھ اور اس کا گھی حلال ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن جُندب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے بھینس کے گوشت اور اس کے دودھ کے بارے میں پوچھا؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن جُندب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بھینسوں کے گوشت کھانے، ان کا دودھ پینے اور ان کا گھی کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں باسناد خود ایوب بن نوح بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے

حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے بھینس کے بارے میں پوچھا۔ اور آپؑ کو بتایا کہ اہل عراق یہ کہتے ہیں کہ یہ مسخ شدہ مخلوق ہے؟ امامؑ نے (اس بات کی تردید کرتے ہوئے) فرمایا: کہ تم نے خدا کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ فرماتا ہے کہ اس نے اونٹ سے دو اور گائے (بھینس) سے دو حلال کئے ہیں۔[1] (تفسیر عیاشی)

باب ۲۱

اندھے، لنگڑے اور بیمار کے ساتھ کھانا کھانے کا بیان۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب مفسر علی بن ابراہیم ابوالجارود سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ﴾ (اندھے پر کوئی حرج نہیں ہے، لنگڑے پر کوئی حرج نہیں ہے اور بیمار پر کوئی حرج نہیں ہے) کی تفسیر میں فرمایا کہ اسلام میں پہلے اہل مدینہ اندھے، لنگڑے اور بیمار کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے اور چونکہ اہل مدینہ میں تکبر پایا جاتا تھا اس لئے وہ کہتے تھے کہ اندھا کھانے کو دیکھ نہیں سکتا۔ اور لنگڑا کھانے پر حاوی نہیں ہو سکتا اور بیمار آدمی تندرست آدمی کی طرح کھا نہیں سکتا۔ لہٰذا ان کے لئے کھانا علیحدہ کرتے تھے اور بیچارے اندھے، لنگڑے اور بیمار کہتے تھے کہ شاید ہم ان لوگوں کو اذیت پہنچاتے ہیں۔ پس جب نبی خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور لوگوں نے آپؐ سے اس بارے میں سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا﴾۔ (تفسیر قمی)

باب ۲۲

اس خشک گوشت کے ٹکڑوں کا کھانا حرام نہیں ہے جسے آگ یا سورج نے متغیر نہ کر دیا ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو العوام کے بھائی طلحہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مغیرہ (غالی) کے اصحاب مجھے اس خشک گوشت کے ٹکڑے کھانے سے منع کرتے ہیں جسے آگ نے نہ چھوا ہو؟ فرمایا: اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ راوی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ گوشت کے

---

[1] تہذیب الاحکام میں جو روایت بھینس کے گھی کی بیع وشرا کے ممنوع ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ ناقابل قبول ہے کیونکہ وہ واقفیہ کے باطل مذہب کے مطابق ہے اور مذہب امامیہ کے مسلمات کے خلاف ہے یہی وجہ ہے کہ خود شیخ نے بھی اسے رد کر دیا ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ٹکڑے کئے جاتے ہیں پھران پر نمک چھڑکا جاتا ہے اور پھر اسے سایہ میں خشک کیا جاتا ہے تو؟ فرمایا: اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ نمک نے اسے متغیر کردیا ہے۔ (ایضاً)

باب ۲۳

خشک گوشت کے ٹکڑوں اور پنیر، بادام کے بغیر کھانا اور کھجور کا شگوفہ اور تلوں کے تیل کی تلچھٹ کا کھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کبھی کوئی ایسا کھانا نہیں کھایا جو خشک گوشت سے زیادہ دیر پیٹ میں رہے (اور ہضم نہ ہو)۔ اور بیماری کو زیادہ برانگیختہ کرے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو ایسی عمدہ چیزیں ہیں جو کسی بھی خراب چیز میں داخل ہوں تو اس کی اصلاح کر دیتی ہیں اور وہ ہیں: (۱) انار۔ (۲) اور نیم گرم پانی۔ اور دو ایسی چیزیں ہیں جو کسی بھی پیٹ میں داخل ہوں تو اسے خراب کر دیتی ہیں اور وہ ہیں: (۱) پنیر، (۲) اور خشک گوشت۔ (ایضاً)

۳۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جو بدن کو کمزور کرتی ہیں بلکہ بعض اوقات قتل کرتی ہیں (۱) بدبودار خشک گوشت کا کھانا، (۲) شکم پُری کی حالت میں حمام میں جانا، (۳) اور بوڑھی عورتوں سے مباشرت کرنا اور ایک اور روایت میں ہے کہ شکم پُری کی حالت میں مجامعت کرنا۔

(الفروع، المحاسن)

۴۔ نیز مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو کھائی تو نہیں جاتیں مگر موٹا کرتی ہیں۔ اور تین چیزیں ایسی ہیں جو کھائی جاتی ہیں اور کمزور کرتی ہیں۔ اور دو چیزیں ایسی ہیں جو ہر قسم کا فائدہ پہنچاتی ہیں اور کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچاتیں۔ (پھر تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا) پس وہ تین چیزیں جو کھائی نہیں جاتیں مگر موٹا کرتی ہیں وہ یہ ہیں: (۱) کتان کا کپڑا پہننا، (۲) خوشبو کا سونگھنا، (۳) اور نورہ لگانا۔ اور جو چیزیں کھائی جاتی ہیں اور کمزور کرتی ہیں وہ یہ ہیں: (۱) خشک گوشت، (۲) پنیر، (۳) کھجور کا شگوفہ۔ (باقی دو چیزوں کی تفصیل حدیث نمبر ۲ میں گزر چکی ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کچھ ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ پنیر کا

کھانا اس وقت مکروہ ہے جب بادام کے ساتھ نہ ہو۔

باب ۲۴

ذبیحہ سے دست (پنڈلی کے باریک حصہ سے اوپر کا حصہ) اور شانہ (کندھا) کو دوسرے اعضاء پر ترجیح دینا مستحب ہے اور سرین کو منتخب کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذبیحہ میں سے ذراع (دست) پسند تھا۔ (الفروع)

۲۔ ایک اور حدیث میں ہے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ذراع اور شانہ کو پسند کرتے تھے اور سرین کو ناپسند کرتے تھے کیونکہ وہ پیشاب گاہ کے قریب ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود علی بن ریان سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ راوی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکری کے دوسرے اعضاء کی نسبت ذراع کو کیوں زیادہ پسند کرتے تھے؟ فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی ذریت میں سے ہونے والے انبیاءؑ کی طرف سے قربانی پیش کی تھی اور ہر نبی کیلئے اس کا ایک عضو مخصوص کیا تھا چنانچہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ذراع کو نامزد کیا تھا اس لئے آپؐ اسے زیادہ پسند کرتے تھے۔ (ایضاً)

باب ۲۵

گوشت کا دودھ کے ہمراہ کھانا۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گوشت کا دودھ کے ہمراہ کھانا انبیاءؑ کا شوربہ ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان کمزور ہو جائے تو دودھ کے ہمراہ گوشت کھائے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: انبیاءؑ میں سے ایک نبیؑ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کمزوری کی شکایت کی۔ تو ان سے کہا گیا کہ گوشت کو دودھ میں پکا کر کھائیں۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں بدن کو مضبوط بناتی ہیں۔ راوی نے عرض کیا کہ یہ تو مضیرہ ہے (گوشت کو کھٹے

دودھ کے ہمراہ کھانا)۔ فرمایا: نہیں۔ اس سے مراد ہے گوشت کو تازہ دودھ کے ہمراہ پکانا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک نبیؑ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کمزوری کی شکایت کی۔ خدا نے اسے وحی فرمائی کہ گوشت کو دودھ کے ساتھ پکا کر کھاؤ۔ کیونکہ میں نے ان دونوں میں طاقت اور برکت رکھی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے دل یا بدن میں کمزوری محسوس کرے تو اسے چاہئے کہ دنبہ کا گوشت دودھ کے ہمراہ کھائے۔ (المحاسن)
مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (آدابِ دسترخوان اور اطعمۂ مباحہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کا کھانا حرام نہیں ہے اور ان کی تشریح۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ ۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ جاہلی دور کے لوگوں کا دستور تھا کہ جب کوئی اونٹنی یکبارگی دو بچے جنتی تھی تو وہ اس کا نام وصیلہ رکھتے تھے۔ اور اس کے ذبح کرنے اور اس کا گوشت کھانے کو حلال نہیں جانتے تھے۔ اور جب وہ دس بچوں کو جنم دے چکتی تو اس کا نام سائبہ رکھتے تھے اور اس پر سوار ہونا اور اس کا گوشت کھانا حلال نہیں جانتے تھے اور حام اونٹنیوں کے سانڈ کو کہتے تھے جس کا کھانا وہ حلال نہیں سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اس نے ان میں سے کسی کو بھی حرام قرار نہیں دیا ہے۔ (معانی الاخبار)

۲۔ نیز جناب شیخ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ حام اس سانڈ کو کہا جاتا ہے جس کے نطفہ سے دس بچے پیدا ہوں لہٰذا وہ لوگ نہ اس کی پیٹھ پر سوار ہوتے تھے اور نہ ہی اسے پانی پینے اور گھاس کے کھانے سے منع کیا جاتا تھا۔ (ایضاً)

۳۔ جناب عیاشی نے اپنی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بحیرہ کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ جب کوئی ناقہ بچہ جنے اور آگے اس کا بچہ پھر بچہ جنے تو پہلی ناقہ بحیرہ کہلاتی ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ابواب اطعمۂ محرمہ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو کہ محرمات کی تعداد پر دلالت کرتی ہیں (اور ان میں مذکورہ بالا جانور داخل نہیں ہیں)۔

باب ۲۷

کشمش کا پکانا، اور مختلف قسم کے کھانے اور آش انار پکانا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو کشمش کا پکوان پسند تھا۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ (بہ یک وقت) مختلف قسم کے کھانے کھانا پیٹ کو بڑھاتا ہے اور سرینوں کو کمزور کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن ولید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک چھوٹی سی ہنڈیا بھیجی جس میں آش انار تھا۔ جس میں سے امامؑ نے کچھ تناول فرمایا۔ اور کہا کہ باقیماندہ میرے لئے رکھ دو۔ چنانچہ دو یا تین بار وہ کھانا پیش کیا گیا اور آپؑ نے تناول فرمایا پھر غلام نے اس میں پانی ڈال دیا اور لایا تو امامؑ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے اسے خراب کر دیا۔ (ایضاً)

۴۔ جناب برقیؒ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمیں اس قدر مختلف قسم کے کھانے عطا کئے گئے ہیں جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی عطا نہیں کئے گئے تھے۔ (المحاسن)

باب ۲۸

ثرید[1] کا کھانا۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسلمہ بن محرز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تجھ پر ثرید (کا کھانا) لازم ہے کیونکہ میں نے اس سے بڑھ کر کوئی چیز (مزاج کے) موافق نہیں پائی۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلا شخص جس

---

[1] ثرید کا مطلب ہے شوربے میں بھگوئی ہوئی روٹی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نے طرح طرح کے کھانے پیش کئے وہ حضرت ابراہیمؑ تھے اور جس نے پہلی بار ثرید بنایا وہ جناب ہاشم تھے۔(ایضاً)

۳۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا کہ ثرید عربوں کا طعام ہے۔(ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس کھانا کھایا پس آپ ایک قسم کا کھانا لائے اور فرمایا: کھاؤ اور فرمایا: مگر مجھے تو ثرید سب سے زیادہ پسند ہے اور میں چاہتا ہوں کہ کھانے سے پہلے جو چیزیں بطور نقل پیش کی جاتی ہیں ان کو حرام قرار دے دیا جائے۔(ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا کہ ثرید میں برکت ہے۔(ایضاً)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفرؒ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء واجداد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ مقام ینبع سے آپ کا غلہ لایا جاتا تھا اور اس سے آپ کے لئے (مخصوص قسم کا) طعام تیار کیا جاتا تھا جس میں روٹی، زیتون اور عجوہ کھجور ڈال کر ثرید بنایا جاتا تھا اور آپ لوگوں کو روٹی گوشت کھلاتے تھے۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۹ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹
گائے کے گوشت، سکباج[۱] اور گوشت اور زیتون کا ثرید۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو اُسامہ زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپؑ سکباج (سرکہ کا شوربہ) گائے کے گوشت کے ساتھ کھا رہے تھے۔(الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؑ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا چنانچہ ثرید اور گوشت لایا گیا۔ پس آپؑ نے زیتون کا تیل منگوایا اور اسے گوشت پر چھڑکا اور میں نے آپ کے ساتھ کھایا۔(ایضاً)

---

۱ سکباج کے معنی میں سرکہ کا شوربہ۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ نیز باسناد خود امیہ بن عمرو الشعیری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دلی کینوں کی آتش کو گوشت اور ثرید کھا کر بجھاؤ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۰

کمزور آدمی کیلئے طاقت کے حصول کی خاطر کباب کا کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن بکر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں بیمار ہوا جس سے میں کمزور ہو گیا۔ پس جب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: میں تمہیں کمزور دیکھ رہا ہوں؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: کباب کھا۔ پس میں نے کباب کھایا اور شفایاب ہو گیا۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود حسین بن حنظلہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کباب کا کھانا بخار کو دور کرتا ہے۔ (ایضاً)

باب ۳۱

(جانوروں کے) سروں کا کھانا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود درست سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ہم نے بکریوں کے سروں کا تذکرہ کیا تو آپؑ نے فرمایا: سر تذکیہ کا مقام ہے چراگاہ کے قریب ہے اور اذیت سے دور ہے۔ (الفروع، المحاسن)

باب ۳۲

ھریسہ [1] کا کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صالح بن زرین سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے تم پر ھریسہ کا کھانا لازم ہے کیونکہ یہ چالیس دن تک عبادت کیلئے نشاط آور ہے۔ یہی وہ مائدہ (دسترخوان) ہے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ (الفروع)

---

[1] ھریسہ ایک قسم کا کھانا ہے جو گوشت اور گندم کو کوٹ کر بنایا جاتا ہے۔ (المنجد) (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: انبیاءؑ میں سے ایک نبیؑ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بدنی کمزوری اور قوتِ مردمی کی کمی شکایت کی۔ تو اسے ھریسہ کھانے کا حکم دیا گیا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں دردِ کمر کی شکایت کی تو خدا نے آپ کو ھریسہ کھانے کا حکم دیا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنت کے ھریسوں میں سے ایک ھریسہ بھیجا۔ جو جنت سے بھیجا گیا تھا۔ اور جسے حوریں کھاتی تھیں۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کھایا تو آپؐ میں قریباً چالیس مردوں کی طاقت پیدا ہوگئی۔ اس طرح خدا نے اپنے نبی کو خوش کیا۔ (ایضاً)

باب ۳۳
مثلثہ کا کھانا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ولید بن صبیح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ تم سردیوں میں اپنے اہل و عیال کو کیا کھلاتے ہو؟ عرض کیا: گوشت! اور جب گوشت نہ مل سکے تو پھر گھی اور زیتون کا تیل۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں اس "کرکور" کے کھانے سے کیا مانع ہے؟ کیونکہ اس مثلثہ سے بڑھ کر جسم کے لئے کوئی چیز گوارا نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ بعض اصحاب نے مجھے بتایا ہے کہ مثلثہ یہ ہے کہ ایک بوری چاول، ایک بوری چنے اور ایک بوری باقلا وغیرہ کوئی دانہ دار پھر سب کو کوٹ کر پکایا جائے۔ (الفروع، المحاسن)

باب ۳۴
حسو[1] کا دودھ کے ساتھ کھانا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن حدید سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تلبین (حسو) قلب حزین کو اس طرح جلا بخشتی ہے جس طرح انگلیاں ماتھے

[1] حسو کیا ہے؟ ایک قسم کی غذا جو آٹے اور پانی سے تیار کی جاتی ہے۔ (المنجد) (احقر مترجم عفی عنہ)

سے پسینہ صاف کر دیتی ہیں۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی چیز موت سے بچا سکتی تو وہ تلبینہ ہوتی! عرض کیا: یا رسول اللہؐ! تلبینہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ حسو کا دودھ کے ساتھ کھانا ہے (تین بار فرمایا)۔ (ایضاً)

باب ۳۵

میٹھی چیز کو پسند کرنا اور اس کا کھانا مستحب ہے اور اسی طرح خبیص[1] اور فالودہ بھی۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن ہارون بن موفق المدینی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایک دن مجھے بلوا بھیجا اور ہم نے آپ کے ہاں کھانا کھایا۔ اور آپ نے بہت سارا حلوہ پیش کیا۔ میں نے عرض کیا کہ اس قدر حلوا؟ فرمایا: ہم اور ہمارے شیعہ حلاوت (مٹھاس) سے پیدا ہوئے ہیں اس لئے ہم مٹھاس کو پسند کرتے ہیں۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہمارا حلوا نہیں چاہتا وہ شراب چاہتا ہے (کیونکہ شرابی آدمی حلوا پسند نہیں کرتا)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عبدالاعلیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہاں کھانا کھایا تو ایک ایسی (پکی ہوئی) مرغی لائی گئی جس کے اندر خبیصہ (مخصوص قسم کا حلوا) بھرا ہوا تھا تو ہم نے اسے شگافتہ کیا اور اسے کھایا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہماری طرف پیغام بھیجا کہ ہمارے لئے فالودہ بناؤ مگر کم ہو۔ چنانچہ ہم نے آپ کی طرف فالودہ کا ایک چھوٹا سا پیالہ بھیجا۔ (ایضاً والمحاسن)

باب ۳۶

مچھلی اور کھجور یا شہد کا کھانا اور اس کے بعد پانی پینا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے

---

[1] خبیص کیا ہے؟ کھجور، بالائی اور میدہ سے تیار کی ہوئی مٹھائی یا حلوا۔ (المنجد)

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مچھلی ضرور کھاؤ۔ کیونکہ اسے روٹی کے بغیر بھی کھاؤ تو کافی ہے اور اگر اسے روٹی کے ساتھ کھاؤ تو بھی گوارا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود نوح بن شعیب اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مچھلی کھاتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿اللهم بارک لنا فیه و ابدلنا به خیرا منه﴾ (اے اللہ! اسے ہمارے لئے مبارک فرما اور ہمیں اس کا نعم البدل عطا فرما)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے غلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار جنابؑ نے کھجور منگوائی اور کھائی پھر فرمایا: (اس وقت) مجھے اس کے کھانے کا شوق نہ تھا مگر چونکہ میں نے مچھلی کھائی تھی اور جو شخص رات کو سوئے جبکہ اس کے پیٹ میں مچھلی ہو اور اس نے اس کے بعد کھجور یا شہد نہ کھایا ہو تو صبح تک اس کے بعد فالج والی رگ پھڑکتی رہتی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب برقیؒ باسناد خود حدید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مچھلی کھاؤ تو اس کے بعد پانی پیؤ۔ (المحاسن)

باب ۴۷

تر و تازہ مچھلی کا کھانا مکروہ ہے مگر پچھنے لگوانے کے بعد اور وہ بھی بطور کباب۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ مجھے یہ تکلیف ہے کہ جب پچھنے لگواتا ہوں تو صفراء کا غلبہ ہو جاتا ہے اور اگر پچھنے کو مؤخر کرتا ہوں تو فشارِ خون بڑھ جاتا ہے آپ میرے لئے کیا تجویز فرماتے ہیں؟ آپؑ نے جواب میں لکھا کہ پچھنے لگوا مگر اس کے بعد بطور کباب تازہ مچھلی کھا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے بھی ایک بار اسی شکایت پر مشتمل خط لکھا۔ آپؑ نے جواب میں لکھا کہ پچھنے لگوا اور اس کے بعد تازہ مچھلی بطور کباب پانی اور نمک کے ساتھ کھا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا اور میں صحت یاب ہو گیا۔ اور پھر یہ میری غذا بن گئی۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود موسیٰ بن بکر سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تازہ مچھلی (کا کھانا) جسم کو پگھلا دیتا ہے۔ (کمزور کرتا ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز اسی سلسلۂ سند سے انہی جنابؑ سے مروی ہے، فرمایا: تازہ مچھلی (کا کھانا) آنکھوں کی چربی کو پگھلاتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود معتب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے معتب! ہمارے لئے تازہ مچھلیاں لاؤ...... کیونکہ میں پچھنے لگوانا چاہتا ہوں چنانچہ میں لایا۔ فرمایا: اے معتب! کچھ کا شوربہ تیار کرو۔ اور کچھ کو بھونو۔ چنانچہ ہم نے ایسا کیا۔ اور امامؑ نے دوپہر کا کھانا اس سے کھایا اور شام کا بھی۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود مسعدہ بن الیسع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تازہ مچھلی (کا کھانا) گوشت کو پگھلاتا ہے۔ (ایضاً)

باب ۳۸

ہمیشہ مچھلی کھانا اور بکثرت کھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ بن الیسع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ہمیشہ مچھلی نہ کھایا کرو۔ کیونکہ اس کا ہمیشہ کھانا جسم کو کمزور کرتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن سوقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں مچھلی بدن کو پگھلاتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مچھلیوں (کا ہمیشہ) کھانا سل کی بیماری کا باعث ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن بکر سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گوشت گوشت کو پیدا کرتا ہے اور مچھلی جسم کو پگھلاتی ہے۔ (الفقیہ)

باب ۳۹

انڈوں کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مرازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے انڈوں کا تذکرہ فرمایا اور کہا کہ وہ خفیف (ہلکے پھلکے ہیں) اور گوشت کے شدید شوق کو لے جاتے ہیں۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک نبیؑ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اولاد کی کمی کی شکایت کی۔ ارشاد ہوا کہ گوشت کو انڈے کے ساتھ کھاؤ۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود موسیٰ بن بکر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ انڈوں کا بکثرت کھانا اولاد کو زیادہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود عمر بن ابی حسنہ الجمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں اولاد کی کمی کی شکایت کی! امام علیہ السلام نے فرمایا: استغفار پڑھ اور انڈا پیاز کے ساتھ کھا۔ (ایضاً)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود اصبغ بن نُباتہ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک نبی نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی امت میں اولاد کی کمی کی شکایت کی تو خدا نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی امت کو حکم دیں کہ وہ انڈے کھائیں چنانچہ انہوں نے ایسا کیا پس ان کی نسل بہت بڑھ گئی۔ (المحاسن)

۶۔ نیز باسناد خود محمد بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے ہاں اولاد نہ ہو تو وہ انڈے کھائے اور بکثرت کھائے۔ (ایضاً)

باب ۴۰

ہر وہ جانور جس کا گوشت حلال ہے اس کا انڈا، دودھ اور پنیر حلال ہے اگرچہ وہ انڈا ایسی مرغی کا ہو جس سے مرغ جفت نہیں ہوا اور دودھ اور پنیر اس بکری کا ہو جس سے بکرا جفتی نہیں ہوا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کسی گھر میں ایک مرغی ہوتی ہے۔ جہاں کوئی مرغ نہیں ہے جو کوڑا کرکٹ کھاتی ہے اور مرغ سے جفت ہوئے بغیر انڈا دیتی ہے تو؟ فرمایا: جب انڈا اس چیز کا ہے جس کا گوشت حلال ہے تو وہ انڈا بھی حلال ہے اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود داؤد بن فرقد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بکری یا گائے سانڈ سے جفت نہیں ہوتی مگر اس کے ہاں دودھ اتر آتا ہے۔ یا مرغی مرغ سے جفت نہیں ہوتی مگر انڈا دے دیتی ہے تو؟ فرمایا: بالکل حلال ہے (پھر فرمایا) ہر وہ چیز جس کا گوشت حلال ہے تو اس کی ہر چیز جیسے دودھ یا انڈا یا پنیر (وغیرہ) سب حلال اور پاک ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ از اطعمۂ محرمہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۱

نمک کا بیان۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابو محمود سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے ہم سے پوچھا کہ کون سا سالن زیادہ خوشگوار ہے؟ تو ہم میں سے بعض نے کہا گوشت! بعض نے کہا: زیتون اور بعض نے کہا: دودھ! مگر آپ نے (ان سب جوابات کو رد کرتے ہوئے) فرمایا: نہیں بلکہ وہ نمک ہے۔ (پھر فرمایا) ایک بار ہم سیر و تفریح کے لئے نکلے اور غلام نمک ہمراہ لانا بھول گیا۔ تو ان لوگوں نے ہمارے لئے ایک بڑی موٹی تازی بکری ذبح کی مگر (نمک نہ ہونے کی وجہ سے) ہم نے اس سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا۔ اور واپس لوٹ آئے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود سعد الاسکاف سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نمک میں ستر بیماریوں کی شفاء ہے یا یوں فرمایا کہ اس میں ستر قسم کے دردوں کی دوا ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ نمک میں کیا (اثر) ہے؟ تو وہ اسی سے علاج کرتے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود یعقوب بن شعیب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار بچھو نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کاٹ لیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جھاڑ دیا۔ اور فرمایا: خدا تجھ پر لعنت کرے تجھ سے نہ کوئی مومن سلامت رہتا ہے اور نہ کافر! پھر آپؐ نے نمک منگوایا اور اسے ڈنگ والی جگہ پر رکھا۔ پھر اسے اپنے انگوٹھے سے اتنا دبایا کہ وہ پگھل گیا۔ پھر فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ نمک میں کیا (تاثیر) ہے تو وہ کسی تریاق کے محتاج نہ ہوتے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے قبل (باب ۱۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۲

چند حلال و حرام اطعمہ واشربہ کا تذکرہ۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب حسن بن علی بن شعبہؒ اپنی کتاب تحف العقول میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: زمین کی پیداوار میں سے جس چیز کا کھانا انسان کے لئے حلال ہے اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) ہر قسم کے دانے جیسے گندم، جو، چاول، اور چنے وغیرہ، ہر قسم کے دانے جن میں

انسان کی غذا ہے اور بدنی قوت ہے ان کا کھانا حلال ہے اور ہر وہ چیز جس کا کھانا انسان کے لئے ضرر رساں ہو اس کا کھانا حرام مگر سخت ضرورت کے وقت حلال ہے۔ (۲) ہر قسم کے پھل (پھول) جن میں انسان کی غذا ہے اور وہ اس کے لئے طاقت وقوت کا باعث ہے۔ اس کا کھانا حلال ہے اور جس سے انسان کو ضرر وزیاں پہنچے وہ حرام ہے۔ (۳) ہر قسم کی سبزیاں اور نباتات جن میں انسان کے لئے فوائد ہیں اور غذائیت بھی ہے تو ان سب کا کھانا حلال ہے۔ اور جن میں انسان کا نقصان ہے جیسے زہر اور کنیز وغیرہ تو ان کا کھانا حرام ہے۔ اور وہ گوشت جن کا کھانا حلال ہے وہ گائے، بھیڑ، بکری اور اونٹ ہے اور وہ وحشی جانور جن کا گوشت حلال ہے وہ ہیں جن کی نہ ڈاڑھ ہے اور نہ ناخن۔ اور پرندوں میں سے ہر وہ پرندہ حلال ہے جس کا قانصہ (چھٹی) ہو اور جس پرندہ کی چھٹی نہ ہو وہ حرام ہے اور سمندر کی تمام مچھلیوں میں سے صرف چھلکادار مچھلی حلال ہے باقی سب حرام ہیں اور مشروبات میں سے وہ تمام مشروبات حلال ہیں جن کی کثیر تعداد عقل کو بے کار نہ کردے۔ اور جو (نشہ آور چیز) عقل کو بے کار کردے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔ (تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب اول میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

سرکہ اور زیتون کے تیل کے کھانے کا بیان۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالاعلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے (ایک بار) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ کھانا کھایا تو آپؑ نے فرمایا: اے کنیز! ہمارا معروف کھانا لے آ۔ پس وہ ایک پیالہ لے آئی جس میں سرکہ اور زیتون کا تیل تھا جو ہم نے کھایا۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عجلان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے (ایک بار) رات کا کھانا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہاں نمازِ عشاء کے بعد کھایا اور آپؑ نمازِ عشا پڑھ کر ہی رات کا کھانا کھاتے تھے پس سرکہ، زیتون کا تیل اور ٹھنڈا گوشت لایا گیا پس آپ گوشت نوچ نوچ کے مجھے کھلاتے تھے اور خود آپ، سرکہ اور زیتون کے تیل (کے ساتھ روٹی) کھاتے تھے اور گوشت کو چھوڑتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہی انبیاءؑ کا کھانا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ان تمام چیزوں میں سے جس کے ساتھ روٹی کھائی جاتی ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرکہ اور زیتون کا تیل زیادہ پسند

تھا۔ اور فرماتے تھے کہ یہ انبیاءؑ کا طعام ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز اسی سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: اس گھرانہ والے کبھی فقیر و نادار نہیں ہوتے جو سرکہ اور زیتون کے تیل کے ساتھ روٹی کھاتے ہیں۔ اور یہ انبیاءؑ کا سالن ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود خالد بن نجیح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے (کئی بار) ماہِ رمضان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام و حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ہمراہ روزہ افطار کیا ہے سب سے پہلے ان کے پاس ایک پیالہ لایا جاتا تھا جس میں ثرید، سرکہ اور زیتون کا تیل ہوتا تھا جس سے آپ کم از کم تین لقمے تناول کرتے تھے اس کے بعد بڑا پیالہ لایا جاتا تھا (جس سے کھاتے تھے)۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود زید بن حسن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ کھانا کھانے میں حضرت امیر علیہ السلام سب لوگوں سے زیادہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔ (لہٰذا) آپؑ روٹی، سرکہ اور زیتون کا تیل کھاتے تھے اور لوگوں کو روٹی اور گوشت کھلاتے تھے۔ (اور یہی طریقہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا)۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسناد خود خالد بن نجیح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سرکہ اور زیتون کا تیل مسلمانوں کا طعام ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ باب ۴۴ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۴

سرکہ کا کھانا مستحب ہے۔ اور گھر اس سے خالی نہیں ہونا چاہئے۔

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے پندرہ مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سرکہ عقل کو مضبوط کرتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے روٹی کے کچھ ٹکڑے پیش کیے۔ آپؐ نے فرمایا: کچھ سالن بھی ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہؐ! نہیں ہاں البتہ صرف سرکہ موجود ہے۔ فرمایا: سرکہ بہترین سالن ہے۔ (پھر فرمایا) وہ گھر کبھی نادار نہیں ہوتا جس میں سرکہ ہو۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: بہترین سالن سرکہ ہے جو کہ سوداء کو توڑتا ہے اور دل کو زندہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سرکہ کے ساتھ روٹی کھانا زنا کاری کی خواہش کو ختم کرتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ تو میں نے آپؐ کی خدمت میں روٹی اور سرکہ پیش کیا پس آپؐ نے تناول فرمایا اور فرمایا: سرکہ بہترین سالن ہے۔ (المحاسن)

۶۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: خدا اور اس کے فرشتے اس دسترخوان پر درود وسلام بھیجتے ہیں جس پر سرکہ اور نمک ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵

خمر کا سرکہ کھانے کا بیان۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان سے اور وہ اپنے والد (سدیر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے خمر کے سرکہ کا تذکرہ کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ پیٹ کے کیڑوں کو مارتا ہے۔ اور منہ کو مضبوط کرتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خمر کا سرکہ جبڑے کو مضبوط کرتا ہے، پیٹ کے کیڑوں کو مارتا ہے اور عقل کو مضبوط کرتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۳ و ۴۴ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۶

مربیٰ کے کھانے کا بیان۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن احمد بن ابومحمود سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت یوسف علیہ السلام زندان میں تھے تو بارگاہ خداوندی میں (سالن کے بغیر) صرف سوکھی روٹی کھانے کی شکایت کی اور کسی سالن کا تقاضا کیا۔ جبکہ ان کے پاس سوکھی روٹی کے بہت سے ٹکڑے پڑے تھے۔ خدا نے فرمایا کہ ان ٹکڑوں کو ایک مٹکے میں ڈال اور اس پر پانی اور نمک ڈال پس وہ مرّبیٰ بن گیا جس سے وہ روٹی کھاتے تھے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۷

زیتون کا تیل کھانا اور اس کی مالش کرنا۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالقداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے بدن پر ملو کہ وہ ایک بابرکت درخت سے نکلتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود داؤد النخعی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زیتون کے تیل کی مالش کرو۔ اور اس سے روٹی کھاؤ کہ یہ نیکوکار لوگوں کا تیل ہے۔ اور برگزیدہ لوگوں کا سالن ہے۔ اس نے مقام مقدس میں دو بار تسبیح کی ہے اور یہ آتے وقت بھی بابرکت ہے اور جاتے وقت بھی بابرکت ہے اور اس کی موجودگی میں کوئی بیماری نقصان نہیں پہنچاتی۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجدادؑ کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امام علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! زیتون کا تیل کھاؤ اور اس سے مالش کرو۔ کیونکہ جو شخص زیتون کا تیل کھائے اور اسے جسم پر ملے تو چالیس دنوں تک شیطان اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ (المحاسن)

۴۔ نیز باسناد خود محمد بن حمران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اولین کا تیل زیتون کا تیل تھا۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زیتون کا تیل متقیوں کا طعام ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۸

زیتون کا کھانا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ ان وصیتوں کے جو جناب آدم علیہ السلام نے (اپنے بیٹے) ھبۃ اللہ کو کی تھیں ایک یہ بھی تھی کہ زیتون کھاؤ کیونکہ یہ بابرکت درخت ہے۔(الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ زیتون ریاح کو برانگیختہ کرتا ہے۔ فرمایا: (نہیں بلکہ) زیتون ریاح کو دفع کرتا ہے۔(ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن جعفر سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زیتون پانی (مادۂ منویہ) میں اضافہ کرتا ہے۔(ایضاً)

باب ۴۹

شہد کا کھانا اور اس سے شفا حاصل کرنا۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہد بہت پسند تھا۔(الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود سکین سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہد کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ قرآن مجید کی چند آیات کا پڑھنا اور لبان کا چبانا بلغم کو لے جاتا ہے۔(ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن سوقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں نے شہد جیسی چیز سے کبھی شفا حاصل نہیں کی۔(ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود موسیٰ بن بکر سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی بیمار نے شہد سے بہتر کسی چیز سے شفا حاصل نہیں کی۔(ایضاً)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شہد کے

چاٹنے میں ہر بیماری کی شفاء ہے چنانچہ ارشادِ قدرت ہے کہ ان (شہد کی مکھیوں) کے پیٹ سے وہ (شہد) نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اور اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ (المحاسن)

۶۔ نیز باسناد خود ابوعلی بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ شہد کا کھانا حکمت اور دانائی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسناد خود بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک عورت نے مجھے کچھ سوت دیا کہ میں اسے مکہ لے جاؤں تا کہ اس سے غلاف کعبہ سیا جائے مگر میں نے وہ سوت حاجیوں (معلموں کے حوالے کرنا پسند نہ کیا کیونکہ میں ان کو جانتا تھا (کہ وہ خیانتدار ہوتے ہیں اور چیز کو برمحل صرف نہیں کرتے)۔ بہرحال جب میں مدینہ گیا تو یہ سارا ماجرا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو کہہ سنایا تو امام علیہ السلام نے (وہ مال کارِ خیر میں صرف کرتے ہوئے۔ جبکہ اصل مالک کو واپس لوٹانا ممکن نہ تھا) فرمایا: اس (کو بیچ کر) اس مال سے شہد اور زعفران خرید کر اور کچھ خاکِ شفا لے کر اسے بارش کے پانی سے گوندھ اور اس میں کچھ شہد اور زعفران ملا۔ اور پھر اسے شیعوں میں تقسیم کر دے تا کہ وہ اس سے اپنے بیماروں کا علاج کریں۔ (ایضاً)

۸۔ جناب حسین بن بسطام باسناد خود حسن بن شاذان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے بیان کیا کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے باری کے بخار کی شکایت کی گئی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کچھ شہد اور ھرل (کو کوٹ کر اور شہد میں ملا کر) تین بار چاٹا جائے اس سے بخار کا قلع قمع ہو جائے گا۔ اور یہ دونوں چیزیں بابرکت ہیں چنانچہ شہد کے بارے میں خدا فرماتا ہے کہ ان (شہد کی مکھیوں) کے پیٹ سے وہ (شہد) نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔ اور ھرل کے بارے میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس میں موت کے سوا ہر بیماری کی شفاء ہے۔ یہ دونوں (معتدل ہیں) نہ مائل بہ گرمی ہیں اور نہ مائل بہ سردی۔ (طب الائمہ)

باب ۵۰

شکّر کا کھانا اور اس کے ساتھ علاج کرنا مستحب ہے اور کڑوی دواء سے علاج کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد العزیز علوی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر پنیر ہر قسم کا نقصان پہنچاتا ہے تو شکر ہر قسم کا فائدہ پہنچاتی ہے اور نقصان نہیں پہنچاتی۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے پہلے جس شخص نے شکر استعمال کی وہ حضرت سلیمان تھے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود علی بن احمد بن رشیم سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہمارے بعض احباب بخار میں مبتلا ہوئے تو طبیبوں نے اس کے لئے غافث (ایک کڑوی بوٹی ہے) تجویز کی اور ہم نے اسے پلائی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ تو ہم نے اس کی شکایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی تو آپؑ نے فرمایا: خدا نے (تنہا) کڑوی چیز میں (کامل) شفا نہیں رکھی۔ آپ شکر کی ایک مخصوص[1] مقدار لیں (جو آپ نے بیان فرمائی) اور اسے کسی برتن میں ڈالیں اور اس پر اس قدر پانی ڈالیں جو اسے ڈبو دے اور اس پر کچھ لوہا رکھ دیں اور پھر اسے (اول شب سے) کھلے منہ زیر آسمان رکھ دیں۔ اور صبح اسے پی لیں اور پھر دوسرے دن شکر کا وزن دو گنا بڑھا دیں اور اسی طرح زیر آسمان رکھیں اور صبح کو پی لیں اور تیسرے دن اس کا وزن تین گنا کر دیں اور اسی طرح زیر آسمان رکھیں اور صبح کو پی لیں راوی کا بیان ہے کہ ہم نے اسی طرح کیا اور خدا نے ہمارے بیمار کو صحت عطا فرمائی۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود محمد بن ابراہیم اپنے باپ (ابراہیم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے فرمایا کہ میں تمہارے چہرہ کا رنگ بدلا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے تپ ربع کی شکایت ہے۔ فرمایا: تم بابرکت اور پاکیزہ چیز سے کہاں ہو؟ شکر کو پیس لو اور پھر اس میں پانی ملاؤ اور نہار منہ پیو۔ اور شام کے وقت بھی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا اور پھر بخار نہیں چڑھا۔ (ایضاً)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھے شکر سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۱

سوتے وقت شکر کا کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معتب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امام جعفر صادق

[1] حدیث میں لفظ "سکرۃ ونصف" مذکور ہے مگر موجودہ لغات کی کتابوں میں سکرۃ کی مقدار اور اس کا وزن مذکور نہیں ہے واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

علیہ السلام شام کا کھانا کھا چکے تو مجھ سے فرمایا کہ خزانہ میں داخل ہو وہاں شکر پڑی ہے وہ میرے لئے لاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ وہاں تو کچھ نہیں ہے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! جا تو سہی۔ پس جب میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں شکر پڑی ہے چنانچہ میں وہ لایا اور پیش کی۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود موسیٰ بن بکر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بسا اوقات سوتے وقت شکر کھاتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں درد کی شکایت کی۔ آپؑ نے فرمایا: جب (رات کے وقت) اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو شکر کی دو ڈلیاں کھاؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا کیا اور شفایاب ہوگیا۔ اور جب میں نے اس بات کی بعض اطباء کو اطلاع دی تو وہ حیران ہوئے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو کس طرح اس بات کا علم ہوا۔ بخدا یہ تو ہمارے پوشیدہ علوم میں سے ہے پھر کہا ہاں البتہ چونکہ آپ کے پاس بہت سی کتابیں ہیں اس لئے انہوں نے بعض کتابوں میں یہ بات لکھی پائی ہوگی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۹ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۲

کھانے اور علاج معالجہ کیلئے سلیمانی شکر اور طبرزد اور سفید رنگ کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپؑ کی خدمت میں اپنی تکلیف کی شکایت کی۔ آپؑ نے فرمایا کہ تو بابرکت چیز سے کہاں ہے؟ راوی نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں وہ مبارک چیز کیا ہے؟ فرمایا: شکر۔ عرض کیا: کون سی؟ فرمایا: سلیمانی۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن سہل سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طبرزد شکر بلغم کو اس طرح کھاتی ہے جس طرح کھانے کا حق ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود یحییٰ بن بشیر نبال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے بشیر! تم اپنے بیماروں کا کس طرح علاج کرتے ہو؟ عرض کیا: ان کڑوی دواؤں سے! فرمایا: نہ۔ بلکہ جب تمہارا کوئی آدمی بیمار ہو تو سفید رنگ کی شکر لو اور اسے خوب کوٹو۔ اور اس پر ٹھنڈا پانی ڈالو اور بیمار کو پلاؤ۔

پس جس خدا نے کڑوی دوا میں شفا رکھی ہے وہ میٹھی چیز میں بھی شفا رکھنے پر قادر ہے۔ (ایضاً)

باب ۵۳

گھی کا کھانا اور بالخصوص گائے کا اور وہ بھی موسم گرما میں۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالمطلب بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ بہترین سالن گھی ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ گائے کے گھی میں شفاء ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز اسی سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: گھی دوا ہے اور وہ گرمیوں میں سردیوں سے بہتر ہے اور اس سے بہتر کوئی چیز پیٹ میں داخل نہیں ہوئی۔ (ایضاً)

۴۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابوالجارود سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر گوشت اور گھی کو باہم مخلوط کیا جائے تو؟ فرمایا: کھا اور مجھے بھی کھلا۔ (المحاسن)

۵۔ جناب علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر روٹی کو مکھن لگایا جائے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (البحار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵۴

ایک معمر آدمی کیلئے پچاس سال کے بعد رات کے وقت گھی کھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی پچاس سال کا ہو جائے تو اسے نہیں چاہیئے کہ وہ اس حال میں سوئے کہ اس کے پیٹ میں کچھ گھی ہو۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؑ سے اہل عراق میں سے ایک شیخ نے کلام کیا۔ امامؑ نے اس سے فرمایا کہ میں تمہارے

کلام کو بدلا ہوا پاتا ہوں۔ اس نے عرض کیا: میرے اگلے دانت گر گئے ہیں اس لئے کلام بدل گیا ہے! (یہاں تک کہ امامؑ نے) فرمایا: تمہیں ثرید کھانا چاہئے۔ کیونکہ وہ تمہارے لئے ٹھیک ہے اور گھی سے اجتناب کر کیونکہ وہ (ثقیل ہونے کی وجہ سے) ملائم نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۵۵

دودھ کا بیان۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سلیمان سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کچھ کھاتے یا پیتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَ اَبْدِلْنَا بِهٖ خَیْرًا مِنْهُ﴾ سوائے دودھ کے کہ وہ پی کر یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَ زِدْنَا مِنْهُ﴾۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود خالد بن نجیح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دودھ انبیاءؑ کا طعام ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے دودھ پیا ہے اور اس نے مجھے نقصان پہنچایا ہے! امامؑ نے یہ سن کر فرمایا: نہ بخدا! دودھ کبھی نقصان نہیں پہنچاتا۔ مگر تم نے دودھ کے ساتھ کوئی اور چیز کھائی ہے جس نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے اور تم نے خیال کیا کہ دودھ نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ابوالحسن الاصفہانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا جبکہ میں سن رہا تھا کہ میں اپنے بدن میں کمزوری محسوس کرتا ہوں آپؑ نے فرمایا: دودھ پیو! کیونکہ وہ گوشت کو اگاتا ہے اور ہڈی کو مضبوط کرتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود احمد بن اسحاق سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص دودھ پئے۔ اور یہ کہے کہ "اے اللہ! میں اس لئے دودھ پی رہا ہوں کہ یہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند تھا" تو دودھ اسے کچھ ضرر و زیاں نہیں پہنچائے گا۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۶ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۶

سیاہ رنگ کی بکری اور سرخ رنگ کی گائے کا دودھ کیلئے منتخب کرنا اور دودھ کے ساتھ شہد یا کھجور کا کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سیاہ رنگ کی بکری کا دودھ سرخ رنگ کی دو بکریوں کے دودھ سے بہتر ہے اور سرخ رنگ کی گائے کا دودھ سیاہ رنگ کی دو گائیوں کے دودھ سے بہتر ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کی پشت کا پانی (مادۂ منویہ) خراب ہو جائے تو اس کے لئے تازہ دودھ شہد کے ساتھ پینا مفید ہے۔ (ایضاً)

باب ۵۷

کھانے پینے کے لئے گائے کا دودھ منتخب کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم پر گائے کا دودھ لازم ہے کیونکہ وہ مختلف درختوں (کے پتے) کھاتی ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود یحییٰ بن ابراہیم بن ابو البلاد سے اور وہ اپنے اب وجد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں جگر کی تکلیف کی شکایت کی۔ امامؑ نے فرمایا: تمہیں گائے کا دودھ پینے سے کیا چیز مانع ہے؟ پھر امامؑ نے مجھ سے پوچھا: تم نے کبھی یہ دودھ پیا بھی ہے؟ عرض کیا: ہاں کئی بار پیا ہے؟ فرمایا: پھر اسے کیسا پایا ہے؟ عرض کیا کہ معدہ کو رنگ دیتا ہے (مضبوط کرتا ہے)، گردوں پر چربی چڑھاتا ہے اور کھانے کی اشتہاء پیدا کرتا ہے! امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مناسب دن ہوتے تو تُو اور میں پہنچ جاتے اور وہاں گائے کا دودھ پیتے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: گائے کا دودھ دواء ہے۔ (ایضاً)

باب ۵۸

ماست اور نانخواہ کا کھانا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یحییٰ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ماست کھانا چاہے تو اسے چاہئے کہ اس کے اوپر ہاضوم کھائے۔ عرض کیا گیا کہ ہاضوم کیا ہے؟ فرمایا: نانخواہ۔ (الفروع)

باب ۵۹

اونٹ گائے اور بھیڑ بکری کے پیشاب اور لعاب کا پینا اور ان کے پیشاب اور دودھ سے شفا حاصل کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ آیا آدمی گائے کا پیشاب پی سکتا ہے؟ فرمایا: اگر وہ علاج کے سلسلہ میں اس کا محتاج ہو تو پھر پی سکتا ہے! اور یہی حکم اونٹ اور بھیڑ بکری کے پیشاب کا ہے۔ (التہذیبین)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جن (جانوروں) کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب پینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اونٹ کا پیشاب اس کے دودھ سے بہتر ہے اور اللہ نے اس کے دودھ میں شفاء رکھی ہے۔ (الفروع)

۴۔ نیز باسناد خود موسیٰ بن عبداللہ بن الحسن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ بہت دودھ دینے والی اونٹنیوں کا دودھ ہر بیماری اور ہر آفت سے باعث شفا ہے اور جسے ضیق النفس (دمہ) کی تکلیف ہو اس کے لئے ان کا پیشاب مفید ہے۔ (ایضاً، والمحاسن)

۵۔ جناب حسین بن بسطامؒ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کسی شخص کو درد کی شکایت ہے اور اس کے لئے اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کا پیشاب تجویز

کیا جاتا ہے۔ آیا وہ پی سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (طب الائمہ)

۶۔ نیز باسنادِ خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے سخت ضیق النفس (دمہ) کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں شکایت کی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اونٹنی کا پیشاب پی۔ چنانچہ میں نے پیا اور خدا نے میری وہ بیماری دور فرما دی۔ (ایضاً)

۷۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں اسآر (جوٹھے) کے ابواب میں یہ بات گزر چکی ہے کہ ہر بٹھ دینے والے جانور کا جوٹھا اور اس کا لعاب حلال ہے۔ اور نجاسات کے ابواب میں بھی اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔ اور اس کے بعد حدِ مُحارب کے باب میں اونٹ کا پیشاب پینے کے جواز پر دلالت کرنے والی حدیثیں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶۰

بیمار وغیرہ کیلئے گدھی کا دودھ پینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عیص بن القاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ دوپہر کا کھانا کھایا۔ امامؑ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ گدھی کے دودھ کی دہی ہے جو ہم نے اپنے ایک بیمار کیلئے بنائی ہے۔ اگر تم بھی کھانا چاہو تو کھا سکتے ہو۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسنادِ خود عیص بن القاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گدھی کا دودھ پینے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: پی سکتے ہو۔ (ایضاً)

۳۔ جناب حسین بن بسطامؒ باسنادِ خود علا سے روایت کرتے ہیں انکا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا دوا کی خاطر گدھی کا دودھ پینا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (طب الائمہ)

باب ۶۱

پنیر وغیرہ کا کھانا جائز ہے جس میں حلال و حرام ہر دو ہوتے ہیں جب تک دو گواہوں کی گواہی سے ثابت نہ ہو جائے کہ وہ حرام قسم سے ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام محمد باقر علیہ السلام سے پنیر کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: تم نے اس طعام کے بارے میں سوال کیا ہے جو مجھے پسند ہے! پھر غلام کو ایک درہم دے کر فرمایا: اے غلام! ہمارے لئے پنیر لا۔ پھر دوپہر کا کھانا منگوایا جو ہم نے آپ کے ساتھ کھایا پس پنیر لایا گیا جو آپ نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا۔ پس جب ہم کھانے سے فارغ ہو چکے تو میں نے عرض کیا کہ آپ پنیر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ میں نے کھایا ہے؟ عرض کیا: ہاں۔ مگر میں آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہوں! فرمایا: میں تمہیں عنقریب پنیر وغیرہ کے بارے میں بتاؤں گا (پھر فرمایا) ہر وہ چیز جس میں حلال و حرام موجود ہو وہ تمہارے لئے حلال ہے یہاں تک کہ تمہیں حرام کا علم ہو تو اسے چھوڑ دو۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سلیمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر چیز تمہارے لئے حلال ہے یہاں تک کہ دو گواہ آکر تمہارے پاس گواہی دیں کہ اس میں مردار ہے (تب اسے ترک کر دو)۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقی باسناد خود بکر بن خبیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پنیر کے بارے میں سوال کیا گیا اور یہ کہ اس میں مردار کا پنیر ڈالا جاتا ہے! فرمایا: وہ مناسب نہیں ہے۔ پھر ایک درہم دے کر آدمی بھیجا کہ سلمان سے پنیر خرید کر لا اور اس سے کسی قسم کا سوال نہ کرنا۔ (المحاسن)

۴۔ نیز باسناد خود ابوالجارود سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پنیر کے بارے میں سوال کیا اور عرض کیا کہ مجھے ایک شخص نے بتایا ہے کہ اس میں مردار ڈالا جاتا ہے! آپؑ نے فرمایا: آیا ایک جگہ کی وجہ سے جہاں اس میں مردار ڈالا جاتا ہے ساری دنیا کا پنیر حرام ہو جائے گا؟ پس جب تمہیں علم ہو جائے کہ اس میں مردار ہے تو اسے نہ کھاؤ۔ اور جب یہ علم نہ ہو تو خریدو اور فروخت کرو اور کھاؤ! (پھر فرمایا) بخدا میں بازار سے گزرتا ہوں اور وہاں سے گوشت، گھی اور پنیر خریدتا ہوں اور بخدا میں گمان نہیں کرتا کہ یہ بربر اور یہ کالے (حبشی) سب بسم اللہ پڑھتے ہیں؟ (ایضاً)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفرؒ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میرے والد ماجد بازار میں چند درہم دے کر آدمی بھیجتے تھے اور بازار سے پنیر منگواتے تھے اور بسم اللہ پڑھ کر کھاتے تھے اور اس کے بارے میں کسی قسم کا کوئی سوال نہیں کرتے تھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں ابواب تجارت وغیرہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۶۲

رات کے وقت پنیر کا کھانا مستحب ہے اور صبح کے وقت کھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن فضل نیشاپوری سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بعض لوگوں نے آپؑ سے پنیر کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہ ایسی بیماری ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہے! جب رات کا وقت ہوا تو وہی شخص امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب دسترخوان پر پنیر دیکھا تو عرض کیا کہ میں نے صبح آپ سے پنیر کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپؑ نے فرمایا تھا کہ یہ ایسی بیماری ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہے اس وقت میں اسے آپ کے دسترخوان پر دیکھ رہا ہوں؟ فرمایا: وہ صبح کے وقت مضر ہے اور عشا کے وقت مفید ہے اور پشت کے پانی (مادۂ منویہ) میں اضافہ کرتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ پنیر کا ضرر اس کے چھلکے میں ہے۔ (ایضاً)

باب ۶۳

پنیر کا بادام کے ہمراہ کھانا مستحب ہے اور ان میں سے ہر ایک کا تنہا کھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالعزیز عبدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ پنیر اور بادام جب دونوں اکٹھے ہو جائیں تو ہر ایک میں شفا ہے۔ اور جب الگ الگ ہو جائیں تو پھر ہر ایک میں بیماری ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ جناب برقیؒ باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں، فرمایا: پنیر پہلے کھائے ہوئے کھانے کو ہضم کرتا ہے اور بھوک لگاتا ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۶۱ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو پنیر کے تنہا کھانے کی کراہت پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۶۴

مہینہ کے آغاز میں پنیر کا کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید بن طاؤس اپنی کتاب دروع واقیہ میں باسناد خود محمد بن سماعہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں

ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ بہترین لقمہ پنیر کا ہے جو منہ کو میٹھا بناتا ہے اور منہ کو خوشبودار بناتا ہے۔ سابقہ طعام کو ہضم کرتا ہے اور آئندہ کے لئے بھوک لگاتا ہے اور جو شخص مہینہ کے آغاز میں اسے کھائے امید ہے کہ اس کی کوئی حاجت رد نہیں ہوگی۔ (الفروع الواقیہ)

باب ۶۵

موسم سرما میں بادام کا کھانا مستحب ہے اور شدتِ گرما میں مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ سخت موسم گرما میں بادام کا کھانا شکم میں گرمی پیدا کرتا ہے اور جسم میں زخم پیدا کرتا ہے اور اس کا موسم سرما میں کھانا گردوں کو مضبوط کرتا ہے اور سردی کو دور کرتا ہے۔ (الفروع)

باب ۶۶

چاول کا کھانا اور چاول اور ساق یا زیتون کے تیل کے ساتھ اور ان کے بغیر علاج معالجہ کرنا۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن یعقوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارے علاقہ سے کوئی ایسی چیز نہیں آتی جو مجھے چاول اور بنفشہ سے زیادہ پسند ہو (پھر فرمایا) مجھے (شکم میں) شدید درد کی شکایت ہوئی تو مجھے یہ القا کیا گیا کہ میں چاول کھاؤں۔ چنانچہ میرے حکم سے چاول دھوئے گئے پھر خشک کئے گئے اور پیسے گئے اور پکائے گئے۔ پھر میرے لئے زیتون کے تیل کے ساتھ اس کا سفوف بنایا گیا جسے میں نے کھایا اور خدا نے میرا وہ درد دور کر دیا۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو (بچپن میں) دیکھا کہ ان کی دایہ آپ کو لقمہ لقمہ کرکے چاول کھلا رہی ہے۔ اور اس چیز نے مجھے پریشان کیا۔ چنانچہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ تمہیں اس چیز نے پریشان کیا ہے جو تم نے ابوالحسن موسیٰ کی دایہ کو جو کچھ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: بہترین طعام چاول ہے جو آنتوں کو کشادہ کرتا ہے اور بواسیر کو قطع کرتا ہے اور ہم اہل عراق پر رشک کرتے ہیں کہ وہ چاول اور کھجور کھاتے ہیں۔ اور یہ دونوں چیزیں آنتوں کو کشادہ کرتی ہیں اور بواسیر کو قطع کرتی ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بہترین طعام چاول ہے اور ہم اسے

اپنے بیماروں کیلئے ذخیرہ کرتے ہیں۔ (ایضاً) اور ہم اس سے اپنے بیماروں کا علاج کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود خالد بن نجیح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں دردِ شکم کی شکایت کی آپؑ نے فرمایا: چاول لو۔ اور انہیں دھوؤ پھر زیر سایہ انہیں خشک کرو اور پھر ان کو دل لو۔ اور اس سے بقدر ایک کف ہر صبح کھاؤ۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے شکم میں درد تھا۔ تو آپؑ نے حکم دیا کہ ان کے لئے چاول پکائے جائیں۔ اور ان پر ساق ڈالا جائے چنانچہ آپ نے وہ کھائے اور آپ ٹھیک ہو گئے۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود محمد بن مروان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور آپ کو سخت اسہال کی شکایت تھی۔ جب میں عشاء کے وقت آپ سے واپس گیا۔ تو مجھے سخت اندیشہ تھا۔ مگر جب دوسرے دن حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کی طبیعت پُرسکون ہے۔ وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے حکم دیا تھا کہ میرے لئے چاول دھوئے جائیں۔ اور پھر خشک کئے جائیں۔ اور پھر کوٹے جائیں تو میں نے ان کا سفوف بنایا اور کھایا اور ٹھیک ہو گیا۔ (ایضاً)

باب ۶۷

پکے ہوئے چنوں کا طعام سے پہلے اور اس کے بعد کھانا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود نادر الخادم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کھانے سے پہلے اور اس کے بعد پکے ہوئے چنے کھاتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود احمد بن محمد بن ابو نصر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چنے دردِ کمر کیلئے مفید ہیں اور آپؑ خود بھی طعام سے پہلے اور اس کے بعد بھی چنے منگواتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مسور کی دال کیلئے ستر نبیوںؑ نے برکت کی دعا کی ہے اور یہ (مسور) وہی ہے جسے تمہارے ہاں حمص (چنا) کہا جاتا ہے۔ اور ہم اس کا نام عدس (مسور) کی دال رکھتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اسکے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں عدس کے لفظ سے بیان کی جائینگی۔

باب ۶۸

عدس (مسور) کا کھانا۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مسور دل کو نرم کرتا ہے اور آنسو جلد بہاتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں قساوت قلبی کی شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: مسور کھاؤ۔ کیونکہ وہ دل کو نرم اور آنسو کو جلد بہاتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود عبدالرحمٰن بن یزید بن اسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: تم پر مسور کا کھانا لازم ہے کیونکہ یہ دل کو نرم اور آنسو جلد لاتی ہے اور اس کے لئے ستر نبیوںؑ نے برکت کی دعا کی ہے۔ (المحاسن)

۴۔ نیز باسناد خود حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امام علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! مسور کو لازم پکڑو کیونکہ یہ مبارک ہے، مقدس ہے، یہ دل کو نرم کرتا ہے، آنسو کو زیادہ کرتا ہے اور اس کے لئے ستر نبیوں نے برکت کی دعا کی ہے۔ (ایضاً)

باب ۶۹

باقلا کا کھانا اگرچہ چھلکے سمیت ہی ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: باقلا کا کھانا دونوں پنڈلیوں کو گودے والا بناتا ہے، دماغ کو بڑھاتا ہے اور تازہ خون پیدا کرتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود صالح بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ باقلا کو اس کے چھلکے سمیت کھاؤ کہ وہ معدہ کو رنگ دیتا ہے (طاقتور بناتا

ہے)۔(ایضاً)

باب ۷۰

لوبیا اور ماش کا کھانا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوبیا باطنی (چھپی ہوئی) ریاح کو دور کرتا ہے۔(الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں سفید داغوں کی شکایت کی۔ آپؑ نے اسے حکم دیا کہ ماش پکا کر کھائے اور اسے اپنے کھانے کا حصہ قرار دے۔(ایضاً)

باب ۷۱

جاورس کا حلوا کھانا اور دودھ کے ساتھ کھانا اور اس کے ستو سے زیرہ کے پانی کے ساتھ علاج کرنا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ایوب بن نوح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا ہے جس نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ہمراہ جاورس کے ساتھ حلوا کھایا تھا کہ آپؑ نے فرمایا: یہ وہ کھانا ہے جس میں ثقل نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کا کوئی نقصان ہے اور یہ مجھے پسند آیا تو میں نے حکم دیا کہ میرے لئے بنایا جائے اور یہ اگر دودھ کے ہمراہ کھایا جائے تو زیادہ مفید اور معدہ میں زیادہ نرم ہے۔(الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن کثیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں بیمار ہو گیا۔ یعنی مجھے اسہال لگ گئے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ میں جاورس کا ستو بناؤں اور اسے زیرہ کے پانی کے ساتھ پیوں۔ چنانچہ میں نے ایسا کیا اور میرے اسہال رُک گئے اور میں ٹھیک ہو گیا۔(ایضاً)

باب ۷۲

کھجور سے محبت کرنا اور اسے کھانا اور اسے دوسری چیزوں پر ترجیح دینا اور اسی سے (کھانے کا) آغاز و اختتام کرنا۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سدیر سے اور وہ اپنے باپ (سدیر) سے روایت کرتے ہیں ان کا

بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اس بات کو پسند کرتے تھے کہ آدمی ''تمری'' (کھجور والا) کہلائے کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور سے محبت کرتے تھے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ باسنادِ خود محمد بن راشد کے عامل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ رات کا کھانا کھایا جس میں ثرید اور گوشت تھا۔ پھر دسترخوان اٹھالیا گیا۔ اور آپؑ نے غلام سے فرمایا: اے غلام! کچھ لاؤ! وہ ایک طبق میں رکھ کر کچھ کھجوریں لایا۔ جب میں نے ہاتھ بڑھایا تو دیکھا کہ وہ کھجور ہے۔ عرض کیا کہ یہ تو انگوروں اور پھل فروٹ کا موسم ہے۔ آپؑ نے فرمایا: یہ کھجور ہے۔ پھر فرمایا: یہ اٹھاؤ اور کچھ اور لاؤ۔ وہ پھر کھجور لایا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو کھجور ہے! فرمایا: بڑی عمدہ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادِ خود میسر بن عبدالعزیز سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿فَلْيَنظُرْ أَيُّهَآ أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ﴾ میں وارد شدہ لفظ ''اَزْکٰی طَعَامًا'' کی تفسیر میں فرمایا: (سب سے زیادہ پاکیزہ طعام) کھجور ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسنادِ خود عنبسہ بن بجاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بھی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کوئی ایسا کھانا پیش کیا گیا جس میں کھجور شامل تھی تو آپؐ نے ابتداء کھجور سے ہی کی۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسنادِ خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلوا (میٹھا) کھجور تھی۔ (ایضاً)

۶۔ جناب برقیؒ باسنادِ خود ابوالحسین الاحمسی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباءِ طاہرین علیہم السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں آدمی کیلئے پسند کرتا ہوں کہ وہ تمری (کھجور والا) ہو۔ (المحاسن)

۷۔ نیز باسنادِ خود معروف بن خربوز سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کھجور کے ساتھ روٹی کھاتے تھے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمائۃ میں فرمایا کہ تم نشہ کرنے والے لوگوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کھجور کھاؤ۔ کیونکہ اس میں کئی بیماریوں کی شفاء ہے۔ (الخصال، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

برنی کھجور کا کھانا اور اسے دوسرے اقسام پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعمرو سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہاری سب کھجوروں سے بہتر برنی ہے جو بیماری کو لے جاتی ہے اور اس میں بیماری نہیں ہے اور تھکاوٹ کو دور کرتی ہے اور پیٹ بھرتی ہے اور بلغم کو لے جاتی ہے اور ہر دانہ کے ساتھ ایک نیکی ہے اور گوارا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ آپؑ کے سامنے برنی کھجور رکھی ہے جسے آپؑ بڑے شوق و ذوق سے کھا رہے ہیں۔ آپؑ نے مجھے فرمایا: اے سلیمان! قریب آ اور کھا۔ چنانچہ میں قریب گیا اور کھجور کھائی اور عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں نے دیکھا ہے کہ آپؑ بڑے شوق سے یہ کھجور کھا رہے ہیں؟ فرمایا: ہاں! کیونکہ میں اسے پسند کرتا ہوں۔ عرض کیا کہ کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمری تھے، حضرت امیر علیہ السلام تمری تھے، حضرت امام حسن علیہ السلام تمری تھے، حضرت امام حسین علیہ السلام تمری تھے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تمری تھے، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تمری تھے، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تمری تھے اور میرے والد ماجد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) بھی تمری تھے۔ اور میں بھی تمری ہوں۔ اور ہمارے شیعہ بھی تمری ہیں کیونکہ وہ ہماری مقدس طینت سے پیدا ہوئے ہیں اور اے سلیمان! ہمارے دشمن مسکر سے پیدا کئے گئے ہیں کیونکہ وہ شعلہ زن آگ سے پیدا ہوئے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبیداللہ بن عبداللہ سے اور وہ ایک اور شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھجور رکھی گئی۔ آپؐ نے پوچھا: یہ تمہاری کھجوروں میں سے کون سی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ برنی ہے۔ فرمایا: یہ جبرئیلؑ مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اس میں نو (۹) خصلتیں ہیں: (۱) سانس کو خوشبودار بناتی ہے، (۲) معدہ کو صاف کرتی ہے، (۳) کھانے کو ہضم کرتی ہے، (۴و۵) قوت سامعت و بصارت میں اضافہ کرتی ہے، (۶) پشت کو مضبوط کرتی ہے، (۷) شیطان کو مخبوط الحواس کرتی ہے، (۸) اللہ تعالیٰ سے قریب کرتی ہے، (۹) شیطان سے دور کرتی

ہے۔(الخصال)

۴۔ جناب برقیؒ محمد بن الحسن بن شمعون سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں بعض اصحاب نے خط لکھا کہ ان کے منہ سے بدبو آتی ہے؟ امامؑ نے انہیں لکھا کہ برنی کھجور کھاؤ۔ ایک اور صاحب نے آپ کو خط لکھا جس میں خشکی کی شکایت کی۔ امامؑ نے اسے لکھا کہ صبح نہار منہ برنی کھا اور اس کے بعد پانی پی۔ چنانچہ اس نے ایسا کیا اور وہ موٹا ہو گیا۔ (یبوست دور ہو گئی) اور رطوبت غالب آ گئی۔ اس نے پھر اس بات کی شکایت کی۔ آپؑ نے جواب میں لکھا کہ صبح نہار منہ برنی کھا مگر اس کے بعد پانی نہ پی۔ (المحاسن)

۵۔ نیز باسناد خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری تمام کھجوروں سے بہتر برنی ہے جو بیماری کو دور کرتی ہے اور اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔ فرمایا: جو شخص اس طرح رات گزارے کہ اس کے پیٹ میں برنی کھجور کا ایک ہی دانہ ہو تو وہ سات بار تسبیح خدا کرتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود حسن بن علی بن عثمان سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یمامہ کی کھجوروں میں برنی ہدیہ کی گئی۔ فرمایا: یہ کھجور ہمارے لئے زیادہ بھیجو! پس اسی دن جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ برنی کھجور پیٹ بھرتی ہے اور گوارا ہے۔ وہ دواء ہے جس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔ ہر دانہ کے ہمراہ ایک نیکی ہے۔ یہ رحمٰن کو خوش کرتی ہے اور شیطان کو ناراض کرتی ہے اور پشت کے پانی (مادہ منویہ میں) اضافہ کرتی ہے۔ (ایضاً)

باب ۴۷
عجوہ کھجور کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب مریم کی کھجور (جس کا تذکرہ قرآن میں ہے) عجوہ تھی جو کانون (مہینہ) میں نازل ہوئی تھی۔ اور جناب آدمؑ کے ساتھ دو قسم کی کھجوریں نازل ہوئی تھیں: (۱) عتیق، (۲) اور عجوہ۔ اور آگے انہی سے کھجور کی مختلف قسمیں پھوٹیں۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابی خدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عجوہ تمام کھجوروں کی ماں ہے جو خدا نے آدمؑ کے لئے جنت سے نازل کی تھی۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود علا بن زرین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے علا! تم جانتے ہو کہ روئے زمین پر سب سے پہلے کون سا درخت اگا؟ میں نے عرض کیا کہ خدا، اس کا رسولؐ اور پھر فرزند رسولؑ بہتر جانتے ہیں! فرمایا: وہ عجوہ ہے پس جو کھجور خالص ہے وہ عجوہ ہے۔ اور جو اس کے علاوہ ہے وہ اس سے ملتی جلتی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص عجوہ کھجور کے چند دانے کھا کر صبح کرے تو اس دن اسے کوئی زہر یا سحر کوئی ضرر و زیاں نہیں پہنچائے گا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب نوحؑ نے جو کھجور اپنی کشتی میں اٹھائی تھی وہ عجوہ اور عذق تھی۔ (المحاسن)

۶۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بہترین کھجور عجوہ ہے اس میں نہ کوئی بیماری ہے اور نہ کوئی شر ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۵

صرفان اور مشان نامی کھجور کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صرفان تمہاری سب کھجوروں کی سردار ہے (جو کہ عجوہ کی ہی ایک قسم ہے)۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابو بطحان تمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؑ ہمارے لئے مضیرہ نامی کھجور لائے اور اس کے بعد کھانا لائے۔ اس کے بعد ایک ٹرے میں مختلف قسم کی کھجوریں لائے۔ (یہاں تک کہ کہا) پس آپ نے ایک دانہ اٹھایا ہم نے کہا کہ یہ مشان ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہم اس کا نام ام جرذان رکھتے ہیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں یہ کھجور لایا گیا تھا تو آپؐ نے کھایا بھی تھا اور اس کے حق میں دعا بھی کی تھی یہی وجہ ہے کہ اس کا درخت سب کھجور کے درختوں سے زیادہ خوبصورت ہے۔

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بہترین کھجور صرفان ہے جس میں نہ کوئی بیماری ہے اور نہ کوئی شر۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۷۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۶

تازہ کھجور کا کھانا اور اس کے بعد پانی پینا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؑ کے پاس تازہ کھجوریں لائی گئیں اور آپؑ نے کھانی شروع کیں اور اوپر سے پانی پینا شروع کیا اور ہر بار برتن مجھے پکڑوا دیتے تھے اور میں اس بات کو پسند نہیں کرتا تھا کہ واپس کروں اور خود پانی نہ پیوں حتیٰ کہ آپ نے کئی بار ایسا کیا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے بلغم کی شکایت ہوگئی تھی۔ تو میں نے حجاج کے طبیب سے مشورہ کیا اور اس نے مجھے صیرون نامی کھجور کے سات دانے کھانے کا مشورہ دیا کہ سوتے وقت کھاؤں اور اوپر سے پانی نہ پیوں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا (اور ٹھیک ہوگیا)...... پھر مجھے یہ تکلیف لاحق ہوئی کہ میں تھوکنا چاہتا تھا مگر ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ تو میں نے طبیب موصوف سے اس کی شکایت کی تو اس نے مجھے کہا کہ تھوڑا سا پانی پئیں اور پھر رُک جائیں یہاں تک کہ تمہاری طبیعت اعتدال پر آجائے۔ پس میں نے ایسا ہی کیا۔ اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا: میرا معاملہ تو یہ ہے کہ اگر پانی نہ ہو تو میں کھجور کا ذائقہ بھی نہ چکھوں۔ (الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب الاشربہ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷۷

نہار منہ عجوہ نامی کھجور کے سات دانے اور رات سوتے وقت سات دانے کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نہار منہ مدینہ کے بلند مقامات والی کھجور کے سات دانے کھائے تو اسے نہ زہر ضرر پہنچاتی ہے، نہ جادو اور نہ شیطان۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سوتے وقت عجوہ کھجور کے سات دانے کھائے اس سے اس کے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔ (ایضاً)

باب ۷۸

کھجور کا اکرام کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ البرقیؒ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ اپنی پھوپھی کھجور کے بارے میں اچھی وصیت کیا کرو۔ کیونکہ وہ جناب آدم کی (خلقت سے بچی ہوئی) مٹی سے پیدا ہوئی ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس کے سوا کوئی ایسا درخت نہیں ہے جس کے مادہ میں نر کا شگوفہ ڈالا جائے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ کتاب المحاسن میں بکثرت اس قسم کی حدیثیں نقل کی گئی ہیں کہ کھجور جنت سے نازل ہوئی ہے اور اس سے پہلے (باب ۳۷ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۷۹

عام پھل فروٹ میں سے ملاسی[1] انار، شیقانی سیب، بہی اور رازقی انگور اور مشان کھجور اور گنے کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دنیا میں پانچ میوے جنتی ہیں: (۱) ملاسی انار، (۲) شیقانی سیب، (۳) بہی، (۴) رازقی انگور، (۵) اور مشان کھجور۔ (الفروع، الخصال، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابوالحسن رسان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے اہل کوفہ! کھانے کے معاملہ میں تمہیں عام لوگوں سے تین چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے: (۱) تمہاری بنانی مچھلی، (۲) تمہارے یہ رازقی انگور، (۳) اور تمہارے یہ مشان کھجور۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود منصور بن یونس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ تین فروٹ ایسے ہیں جو کبھی بھی ضرر و زیاں نہیں پہنچاتے: (۱) رازقی انگور، (۲) گنا، (۳) اور سیب۔ (المحاسن، الخصال)

---

[1] اب ہمارے لئے ان چیزوں کی اصل حقیقت مجہول ہے واللہ العالم۔ (منہ عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۱ و ۷۳ میں) گزر چکی ہیں جو بعض مقصود پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) ایسی حدیثیں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۰

پھل فروٹ کا کھانے سے پہلے دھونا مستحب ہے اور ان کا چھلکا اتارنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فرات بن احنف سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر پھل میں کچھ زہر ہوتا ہے (جراثیم) پس جب تمہارے پاس پھل لایا جائے تو اسے پانی سے دھولیا کرو۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابن القداح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پھل سے چھلکا اتارنے کو مکروہ جانتے تھے۔ (ایضاً)

باب ۸۱

گزرنے والے کے لئے پھل کا کھانا جائز ہے بشرطیکہ قصداً وہاں سے نہ گزرے اور پھل کو خراب بھی نہ کرے اور ہمراہ بھی نہ لے جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ عبداللہ بن القاسم جعفری سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تھا کہ جب پھل پک جاتے تھے تو آپؐ چار دیواری میں شگاف ڈال دیتے تھے (تاکہ گزرنے والے پھل توڑ کر کھا سکیں)۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے بیع ثمار اور زکوۃ کے باب میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۸۲

انگور کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو انگور بہت پسند تھے۔ چنانچہ ایک دن موسم گرما میں آپ روزہ سے تھے اور افطاری کے وقت آپ کی ایک کنیز سب سے پہلے انگور کا ایک گچھا لے کر آئی اور آپ کے

سامنے رکھا۔ اسی اثناء میں ایک سائل آ گیا (اور اس کے سوال کرنے پر) امامؑ نے وہ انگور اس کو دے دیئے۔ اور اس کنیز نے خاموشی کے ساتھ سائل سے وہ انگور خرید لئے اور امامؑ کے سامنے آ کر رکھ دیئے۔ چنانچہ پھر ایک اور سائل آ گیا اور اس کے سوال کرنے پر امامؑ نے وہ انگور اس کو دے دیئے۔ اور کنیز نے پھر اسی طرح کیا (کہ خاموشی سے سائل سے) خرید کر امامؑ کے سامنے رکھ دیئے۔ پھر ایک اور سائل آ گیا اور امامؑ نے پھر وہ انگور اٹھا کر اس کو دے دیئے۔ اور کنیز نے حسب سابق رقم دے کر وہ انگور سائل سے خرید لئے اور امامؑ کی خدمت میں پیش کئے اب چوتھی مرتبہ امامؑ نے تناول فرمائے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود معروف بن خربوز سے اور وہ اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے حضرت امیر علیہ السلام کو انگور کے ساتھ روٹی کھاتے دیکھا تھا۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود حسن بن حسین سے اور وہ اپنے والد (حسین) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امیر علیہ السلام اپنی زوجۂ عامریہ کے پاس تشریف لے گئے دیکھا کہ ان کے خاندان (بنی عامر) کی چند خواتین موجود ہیں آپ نے اپنی زوجہ سے پوچھا کہ ان کی کچھ تواضع بھی کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپؑ نے اپنے نیفہ سے ایک درہم نکالا اور فرمایا: اس سے انگور خریدو۔ چنانچہ جب انگور لائے گئے تو آپؑ نے فرمایا: یہ ان عورتوں کو کھلاؤ اور جب معلوم ہوا کہ عورتیں آپ سے شرم کر رہی ہیں تو آپ نے ایک گچھا پکڑا اور علیحدہ چلے گئے اور وہاں کھایا۔ (المحاسن)

۴۔ نیز باسناد خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؑ نے انگور پیش کئے اور ہم نے ان سے کھائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۳

غم زدہ آدمی کیلئے انگور بالخصوص سیاہ رنگ کے کھانا مستحب ہیں اور انگور کو کرم کہنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بکر بن صالح سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک نبی نے بارگاہ رب العزت میں غم کی شکایت کی اور خداوند عالم نے انہیں انگور کھانے کا حکم دیا۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود موسیٰ بن العلا سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب (طوفانِ نوحؑ کے بعد) مردوں کی ہڈیوں سے پانی ہٹا اور جناب نوح علیہ السلام نے وہ منظر دیکھا تو انہوں نے بہت جزع فزع کی اور بہت غمناک ہوئے (یہاں تک کہ فرمایا کہ) خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ سیاہ رنگ کے انگور کھائیں تاکہ ان کا غم دور ہو جائے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود یعقوب بن سالم سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انگور کو کرم نہ کہو کیونکہ ''کرم'' تو مومن ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بعض حدیثیں ایسی آئینگی جو اس کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۸۴
کشمش کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کشمش اعصاب کو مضبوط کرتا ہے، تھکاوٹ کو دور کرتا ہے اور سانس کو پاکیزہ بناتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن احمد طائی سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کشمش کو لازم پکڑو۔ کیونکہ وہ سوداء کو دور کرتا ہے۔ اور بلغم کو لے جاتا ہے، اعصاب کو مضبوط کرتا ہے، تھکاوٹ کو دور کرتا ہے۔ اخلاق کو عمدہ بناتا ہے، سانس کو خوشبودار بناتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۸ از آداب دسترخوان میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۸۵
انار کا بیان۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے تم پر انار لازم ہے۔ کیونکہ جب بھی کوئی

بھوکا کھاتا ہے تو سیر ہو جاتا ہے اور جب کوئی شکم سیر کھاتا ہے تو اسے گوارا ہوتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پھل فروٹ کی ایک سوبیس قسمیں ہیں جن کا سردار انار ہے۔ (ایضاً)

نیز باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص انار کا ایک دانہ ہی کھائے تو وہ وسوسہ کے شیطان کو چالیس دنوں تک بیمار کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود محمد بن غزوان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہر شب جمعہ کو انار کھاتے تھے۔ (المحاسن)

۴۔ نیز مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ایک انار کھائے وہ اس کے دل کو منور کر دیتا ہے اور اس سے چالیس دنوں تک وسوسہ کو دور کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پھل فروٹ کا سردار انار ہے اور جو شخص ایک انار کھائے وہ اپنے شیطان کو چالیس دنوں تک غضبناک کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: انار کا کھانا قوتِ باہ میں اضافہ کرتا ہے اور بچہ کو (ماں کی پیٹ میں) خوبصورت بناتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے بچوں کو انار کھلاؤ کیونکہ یہ ان کے جلدی جوان ہونے کا باعث ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۷۹ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۶
میٹھے اور کھٹے انار کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میٹھا انار کھاؤ کیونکہ اس کا کوئی ایسا دانہ نہیں ہے جو کہ مؤمن کے معدہ میں جائے مگر یہ کہ وہ بیماری کو ہلاک کر دیتا ہے اور شیطان کے وسوسہ کو بھگا دیتا

ہے۔(الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عمرو بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میٹھے انار کا کھانا قوتِ مردمی میں اضافہ کرتا ہے اور بچہ کو (شکم مادر میں) خوبصورت بناتا ہے۔(ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ولید بن صبیح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں انار کا تذکرہ کیا گیا۔ فرمایا: جو انار کھٹا ہوتا ہے وہ پیٹ میں زیادہ مفید ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸۵ میں اور اس سے پہلے باب ۱۶۶ از ابواب آداب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸۷

انار کو اس کے اندرونی باریک چھلکے سمیت کھانا چاہیئے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صالح بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ انار کو اس کے اندرونی باریک چھلکے سمیت کھاؤ کہ وہ معدہ کو رنگتا ہے (مضبوط کرتا ہے) اور ذہن کو تیز کرتا ہے۔(الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کھٹا انار کھاؤ اور وہ بھی اس کے اندرونی باریک چھلکے کے ساتھ، کیونکہ یہ معدہ کو رنگنے کے مترادف ہے۔(ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ انار کو اس کے اندرونی باریک چھلکے سمیت کھاؤ۔ کیونکہ یہ معدہ کو رنگتا ہے اور اس کا ایک دانہ جو ایک مردِ مسلمان کے معدہ میں قرار پکڑتا ہے تو وہ اسے روشن کر دیتا ہے اور اس کے وسوسہ ڈالنے والے شیطان کو چالیس دنوں تک بیمار کر دیتا ہے۔(المحاسن)

۴۔ بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً جناب صعصعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار جب وہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ ان کے سامنے آدھا انار رکھا ہے۔ آپ نے اسے توڑا اور کچھ انہیں (صعصعہ) کو بھی عنایت فرمایا اور فرمایا کہ اسے اس کے چھلکے سمیت کھا کہ یہ دانتوں کی زردی کو دور کرتا ہے، منہ کی بدبو کو دور کرتا ہے اور سانس کو خوشبودار بناتا ہے۔(المحاسن)

۵۔ جناب حسین بن بسطام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص سوتے وقت ایک

انار کھالے تو یہ صبح تک اس کے نفس کے لئے باعث امان ہے۔ (طب الائمہ)

۶۔ وارث بن مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں دل میں ثقل (بوجھ) کی اور تخمہ (بدہضمی) کی کثرت کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: یہ میٹھے انار کھاؤ اور وہ بھی اس کے اندرونی باریک چھلکے کے ساتھ کیونکہ وہ معدہ کو رنگ دیتا ہے اور تخمہ (بدہضمی) سے شفا دیتا ہے، کھانے کو ہضم کرتا ہے اور پیٹ میں تسبیح کرتا ہے۔ (ایضاً)

باب ۸۸

سورانی انار کا کھانا اور انار کے درخت کا جلانا (اور اس کا دھواں لینا)۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یزید بن عبدالملک سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص ایک انار کھائے تو وہ (انار) اس کے قلب کو منور کر دیتا ہے۔ اور جس کا دل منور ہو جائے تو اس سے شیطان دور ہو جاتا ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ کون سا انار؟ فرمایا: یہی تمہارا سورانی انار (جو کہ عراق کے مقام سوری میں ہوتا ہے)۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود زیاد سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: انار کے درخت کا دھواں کیڑوں مکوڑوں کو دور کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود عبدالعزیز عبدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں عراق میں ہوتا تو ہر روز ایک سورانی انار کھاتا اور دریائے فرات میں ہر روز ایک غوطہ لگاتا۔ (المحاسن)

باب ۸۹

سیب (اور اس کا) سونگھنا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ سیب معدہ کا چھڑکاؤ ہے (جو اسے جلا بخشتا ہے)۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ سیب چند چیزوں کیلئے مفید ہے: (۱) جادو کیلئے، (۲) زہر کیلئے، (۳) غم کیلئے جو

اہل زمین سے لاحق ہو، (۴) اس بلغم کیلئے جو غالب ہو اور سیب سے بڑھ کر کوئی چیز زود اثر نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ معصومؑ سے نقل کرتے ہیں فرمایا: سیب کا کھانا حرارت (گرمی) کو بجھاتا ہے، پیٹ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بخار کو لے جاتا ہے اور ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ یہ وباء کو لے جاتا ہے۔ (المحاسن)

۴۔ جناب حسین بن بسطامؒ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب سیب کھانا چاہو تو پہلے اسے سونگھو پھر کھاؤ...... پس جب ایسا کرو گے تو تمہارے جسم سے ہر بیماری، ہر شر اور ہر علت نکال دی جائے گی۔ اور جو کچھ ارواح کی جانب سے پایا جاتا ہے اس کی تسکین ہو جائے گی۔ (طب الائمہ)

باب ۹۰

سیب سے علاج معالجہ کرنا۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود درست سے اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے ایک سبز رنگ کا سیب دیکھا اور امامؑ سے پوچھا آیا آپؑ یہ (سیب) کھائیں گے جبکہ عام لوگ تو اسے ناپسند کرتے ہیں؟ فرمایا: ایک رات مجھے بخار چڑھ گیا تھا تو میں نے یہ سیب منگوایا اور کھایا۔ یہ بخار کا قلع قمع کرتا ہے اور جلاپے کو تسکین دیتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود زیاد قندی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں داخل ہوا جبکہ میرا بھائی سیف بھی میرے ہمراہ تھا۔ پس اچانک لوگوں میں نکسیر کی وبا پھوٹ پڑی۔ اور حالت یہ ہوگئی کہ جس شخص کو دو دن تک نکسیر پھوٹ پڑتی تھی وہ مر جاتا تھا۔ جب میں مکان پر پہنچا تو دیکھا (میرا بھائی) سیف کو سخت نکسیر کی تکلیف ہے چنانچہ جب میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا (اور ماجرا بیان کیا) تو امامؑ نے فرمایا: سیف کو سیب کھلاؤ۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور وہ شفایاب ہوگیا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے بخار کا ذکر کیا گیا۔ تو آپؑ نے فرمایا کہ ہم اہل بیتؑ تو بخار کا علاج اپنے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالنے اور سیب کھانے سے کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ سیب میں کیا (فوائد) ہیں تو اپنے مریضوں کا علاج اس کے سوا کسی چیز سے نہ کرتے۔ نیز آپؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے

فرمایا: اپنے بخار زدہ لوگوں کو سیب کھلاؤ کہ اس سے زیادہ کوئی چیز ان کے لئے مفید نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹۱

کھٹا سیب، دھنیا کا پودا، پنیر کھانا اور چوہے کا جوٹھا پینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امام علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! نو (۹) چیزیں ایسی ہیں جو نسیان کا باعث ہیں: (۱) کھٹے سیب کا کھانا، (۲) دھنیا کے پودے کا کھانا، (۳) پنیر کا کھانا، (۴) چوہے کا جوٹھا پینا، (۵) قبروں کے کتبوں کا پڑھنا، (۶) دو عورتوں کے درمیان چلنا، (۷) جوں کا پھینک دینا، (۸) گردن کے مہرہ میں پچھنے لگوانا، (۹) کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔ (الخصال)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبد الحمید سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کھٹے سیب اور دھنیا کے پودے کا کھانا نسیان کا باعث ہے۔ (الفروع)

باب ۹۲

سیب کا ستو بنانا اور اس سے علاج کرنا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ پورے ایک سال تک مجھے مدینہ میں نکسیر آتی رہی۔ تو ہمارے بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسے روکنے کیلئے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا؟ آپؑ نے فرمایا: اسے سیب کا ستو پلاؤ چنانچہ انہوں نے مجھے یہ ستو پلایا جس سے میری نکسیر آنا بند ہوگئی۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود بعض سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو زہر دیا گیا ہو میں اس کے لئے سیب کے ستو سے بہتر کوئی دوا نہیں جانتا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود احمد بن محمد بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہمارا یہ دستور تھا کہ جب ہم اہل خانہ میں

سے کسی کو سانپ ڈستا تھا یا بچھو کاٹتا تھا تو وہ (امامؑ) فرماتے تھے کہ اسے سیب کا ستو پلاؤ۔ (ایضاً)

باب ۹۳

سفرجل (بہی) کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود شہاب بن عبد ربّہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر سے فرمایا: بہی کھا کہ اس میں تین خصلتیں ہیں: (۱) دل کو مضبوط کرتا ہے، (۲) کنجوس کو سخی کرتا ہے، (۳) بزدل کو بہادر بناتا ہے۔ (الخصال، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جمیل بن درّاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ایک عدد بہی کھائے تو خداوند عالم چالیس صبح تک اس کی زبان پر حکمت و دانائی کی باتیں جاری کرتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ نیز باسنادِ خود ابوابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب جعفر (طیار) سے فرمایا: اے جعفر! بہی کھاؤ کیونکہ یہ دل کو قوت بخشتا ہے اور بزدل کو بہادر بناتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسنادِ خود معلّی بن محمد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص صبح نہار منہ ایک بہی کھائے اس کا پانی (مادۂ منویہ) عمدہ ہو جاتا ہے اور اس کا بچہ خوبصورت ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کبھی کوئی نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کے ہمراہ بہی تھا۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسنادِ خود سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بہی غمزدہ آدمی کے غم کو اس طرح دور کرتا ہے جس طرح ہاتھ پیشانی کے پسینہ کو دور کرتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسنادِ خود ابراہیم بن عبد الحمید اور زیاد بن مروان سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سفرجل (بہی) ہدیہ کیا گیا۔ آپؑ نے ایک عدد اٹھایا اس کے ٹکڑے کرکے خود بھی کھایا اور حاضرین کو بھی کھلایا اور آپؐ اسے بہت پسند کرتے تھے۔ پھر فرمایا: تم پر بہی کھانا لازم ہے کیونکہ یہ دل کو جلا بخشتا ہے اور سینہ کی گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بہی کا کھانا قوتِ قلب کا باعث ہے، دل کی تیزی اور بزدل کی شجاعت کا موجب ہے۔ (المحاسن)

۹۔ سیاری مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر بہی کھانا لازم ہے اسے کھاؤ کہ وہ عقل و مروّت میں اضافہ کا باعث ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز باسناد خود اسحاق بن مطہر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بہی معدہ کو مضبوط کرتا ہے، دل کو محکم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کبھی کوئی نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس نے بہی کھایا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ۔

باب ۹۴

نہار منہ بہی کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود دارم بن قبیصہ سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ایک دن جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپؐ کے ہاتھ میں بہی ہے پس آپؐ نے اسے کھایا اور مجھے کھلانا شروع کیا۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرماتے جاتے تھے: یا علیؑ! یہ خدائے جبّار کی طرف سے میری اور آپؑ کی طرف ہدیہ ہے۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اس میں ہر قسم کی لذت پائی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: یا علی! جو شخص تین دن تک نہار منہ بہی کھائے تو اس سے اس کا ذہن صاف ہو جائے گا، اس کا پیٹ حلم و علم سے بھر جائے گا، اور شیطان اور اس کے انصار و اعوان کے مکر و فریب سے محفوظ ہو جائے گا۔ (عیون الاخبار)

۲۔ حضرت امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: یا علی! جب کچھ (گوشت وغیرہ) پکاؤ تو شوربہ زیادہ رکھو کیونکہ یہ بھی دو گوشتوں میں سے ایک ہے پس جن لوگوں تک گوشت نہیں پہنچ سکے گا ان تک شوربہ تو پہنچ ہی جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہدیہ بہترین چیز ہے۔ یہ حاجت برآری کی کنجی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز فرمایا: ہدیہ سینوں سے کینوں کو دور کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز فرمایا: کھمبی اس "منّ" میں سے ہے جو بنی اسرائیل پر اتارا گیا تھا۔ یہ آنکھوں کیلئے باعث شفاء ہے اور عجوہ نامی

کھجور جنت سے آئی ہے اور یہ زہر سے باعث شفاء ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷۳و۷۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹۵
انجیر کا تذکرہ۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: انجیر منہ کی بدبو کو دور کرتی ہے، ہڈی کو مضبوط کرتی ہے، بالوں کو اگاتی ہے اور بیماری کو دور کرتی ہے اور اس کی موجودگی میں اور کسی دوا کی ضرورت نہیں ہے۔ نیز فرمایا: انجیر جنت کی نباتات سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو جناب برقیؒ نے بھی المحاسن میں ذکر کیا ہے۔

باب ۹۶
کمثری (امرود) کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: امرود کھاؤ۔ کیونکہ وہ دل کو جلا بخشتا ہے اور اللہ کے اذن (حکم) سے پیٹ کے دردوں کو تسکین دیتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: امرود معدہ کو رنگ دیتا ہے (مضبوط کرتا ہے)۔ یہ اور بہی دونوں برابر ہیں اور یہ نہار منہ کھانے کی بجائے شکم سیری کی حالت میں کھانا زیادہ فائدہ بخش ہے اور جس شخص کو دل کی گھبراہٹ لاحق ہو وہ کھانے کے بعد امرود کھائے۔ (ایضاً)

باب ۹۷
آلو بخارا کا تذکرہ۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زیاد قندی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ ان کے سامنے پانی کا ایک برتن پڑا ہے جس میں سیاہ

رنگ کا آلو بخارا ہے۔ فرمایا: جسمانی حرارت (گرمی) بڑھ گئی۔ اور آلو بخارا گرمی کو ختم کرتا ہے۔ اور صفراء کو تسکین دیتا ہے اور خشک آلو بخارا خون کو تسکین دیتا ہے اور بیماری کو کھینچ لیتا ہے۔ (الفروع، طب الائمہ)

باب ۹۸

اگر لیموں سے پیٹ بھر جائے تو خشک روٹی کا کھانا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر صرف ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے مشہور لیموں کھایا ہے اور میں اپنے اندر ثقل محسوس کرتا ہوں کیونکہ میں نے بہت کھایا ہے! یہ سن کر امامؑ نے غلام سے فرمایا: اے غلام! فلاں عورت کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ وہ ایک خشک روٹی بھیجے جو اس نے تنور میں خشک کی ہے۔ پس جب وہ روٹی آ گئی تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا کہ اسے کھا۔ کیونکہ خشک روٹی لیموں کو ہضم کرتی ہے۔ پس جب میں نے کھائی اور اٹھا تو یوں معلوم ہوا کہ میں نے کچھ کھایا ہی نہیں ہے۔ (الفروع، المحاسن)

باب ۹۹

کھانا کھانے کے بعد لیموں کھانے اور سبز لیموں اور سرخ سیب پر نگاہ کرنے کا بیان۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عمر یمانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ لیموں کا نہار منہ کھانا بہترین ہے! امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وہ کھانا کھانے سے پہلے بہتر ہے تو اس کے بعد بہتر در بہتر ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن ابراہیم جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہم سے پوچھا کہ لیموں کے بارے میں تمہارے اطباء تمہیں کیا حکم دیتے ہیں؟ (کہ کب کھاؤ)؟ میں نے عرض کیا کہ وہ کھانا کھانے سے پہلے حکم دیتے ہیں۔ فرمایا: لیکن میں تمہیں کھانے کے بعد حکم دیتا ہوں۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کھانا کھانے کے بعد لیموں کھایا کرو۔ کیونکہ آل محمد (علیہم السلام) ایسا ہی کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود سلیمان بن جعفر جعفری سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سبز لیموں اور سرخ سیب پر نگاہ کرنا پسند تھا۔ (ایضاً)

باب ۱۰۰

موز (کیلا) کا بیان۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو اُسامہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امامؑ نے کیلا میرے قریب کیا۔ جسے میں نے کھایا۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود یحییٰ بن موسیٰ صنعانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں بمقام منیٰ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ امام محمد تقی علیہ السلام (بچپن میں) ان کی ران پر بیٹھے تھے اور آپؑ کیلا چھیل کر ان کو کھلا رہے تھے۔ (ایضاً)

باب ۱۰۱

غبیراء[1] کا بیان۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ غبیراء کے بارے میں فرما رہے تھے کہ اس کا گوشت گوشت اُگاتا ہے اور اس کا چمڑا چمڑا اگاتا ہے اور اس کی ہڈی ہڈی اُگاتی ہے اور اس کے باوجود وہ گردوں کو گرم رکھتا ہے اور معدہ کو رنگ دیتا ہے (مضبوط بناتا ہے) اور وہ بواسیر اور تقطیر (البول) سے امان دیتا ہے اور پنڈلیوں کو مضبوط کرتا ہے اور جذام کی رگ کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ (الفروع)

باب ۱۰۲

خربوزہ کا تذکرہ اور نہار منہ اس کے کھانے کی کراہت۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خربوزہ کھجور کے ساتھ کھاتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود ابن قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تازہ کھجور کے ساتھ خربوزہ کھانا پسند تھا۔ (ایضاً)

---

[1] مادہ مجمل سرخ چونچ کا بٹیر کے ہم شکل کبوتر کے برابر پرندہ جو اونچے محلات پر آشیانہ بناتا ہے۔ (المنجد)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۳۔ نیز باسنادِ خود ابراہیم بن عبدالحمید سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکر کے ساتھ بھی خربوزہ کھایا ہے اور تازہ کھجور کے ساتھ بھی۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسنادِ خود یاسر خادم سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صبح نہار منہ خربوزہ کھانا فالج کا باعث ہے ہم اس سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ جناب حسن بن علی بن شعبہ اپنی کتاب تحف العقول میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے ایک دن فرمایا کہ خربوزہ کا کھانا جذام کا باعث ہے۔ اس پر عرض کیا گیا کہ جب مؤمن کی عمر چالیس سال کی ہو جائے تو کیا وہ جنون، جذام اور برص سے محفوظ نہیں ہو جاتا؟ فرمایا: ہاں۔ مگر جب محفوظ شخص امر (الٰہی) کی خلاف ورزی کرے تو اسے اس کی سزا مل سکتی ہے۔ (تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ حدیث بکثرت خربوزہ کھانے یا نہار منہ کھانے پر محمول ہے (ورنہ خربوزہ کھانا ممنوع نہیں ہے)۔

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خربوزہ کھاؤ۔ کیونکہ اس میں اکٹھی دس خصلتیں پائی جاتی ہیں: (۱) وہ زمین کی چربی ہے جس میں کوئی بیماری اور شر نہیں ہے، (۲) وہ طعام بھی ہے، (۳) اور مشروب بھی، (۴) وہ پھل بھی ہے، (۵) وہ خوشبو بھی ہے، (۶) وہ اشنان ہے، (۷) اور سالن بھی، (۸) وہ قوتِ باہ میں اضافہ کا باعث ہے، (۹) وہ مثانہ کو صاف کرتا ہے، (۱۰) اور پیشاب آور ہے۔ (الخصال) مثانہ کی پتھری کو پگھلا دیتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ وہ (خربوزہ)۔

۸۔ ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: صبح نہار منہ خربوزہ کا کھانا فالج کا موجب ہے (نعوذ باللہ منہ) اور اسی طرح برنی کھجور کا نہار منہ کھانا بھی فالج کا باعث ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۰۳

کڑوے خربوزہ کا کھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود سلیمان بن جعفر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے، حضرت امیر علیہ السلام نے ایک خربوزہ اٹھایا تاکہ کھائیں مگر دیکھا کہ وہ تو کڑوا ہے تو اسے پھینک دیا اور فرمایا: ہلاکت ہے اس کے لئے...... پس آپؑ سے کہا گیا کہ یا

امیرالمومنینؑ! آخر یہ خربوزہ ہی تو ہے۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے ہماری محبت کا ہر جاندار اور نباتات سے عہد و پیمان لیا۔ پس جس نے اسے قبول کیا وہ میٹھا اور پاکیزہ قرار پایا اور جس نے قبول نہیں کیا وہ کڑوا کسیلا قرار پایا۔ (علل الشرائع)

باب ۱۰۴

دسترخوان پر سبزی، ترکاری وغیرہ (سلاد) کا ہونا اور اس کا کھانا مستحب ہے اور دسترخوان کا اس سے خالی ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حنّان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ دسترخوان پر موجود تھا امام سبزی (سلاد) کی طرف متوجہ ہوئے مگر میں نے کسی تکلیف کی وجہ سے ادھر ہاتھ نہ بڑھایا۔ امام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے حنان! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے جب بھی کھانے کا طبق لایا جاتا تھا تو اس میں سبزی ضرور ہوتی تھی۔ راوی نے عرض کیا کہ کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ مومنین کے دل سرسبز و شاداب ہوتے ہیں اور وہ اپنی شکل کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ (الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الآداب میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰۵

کاسنی کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کاسنی سب سبزیوں کی سردار ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ثعلبہ سے اور وہ ایک اور آدمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر کاسنی لازم ہے۔ کیونکہ وہ قوتِ باہ بڑھاتی ہے اور بچہ کو خوبصورت بناتی ہے، وہ گرم ہے مگر نرم ہے اور اولادِ ذکور میں اضافہ کرتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن فیض سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ دن کا کھانا کھایا۔ اور دسترخوان پر سبزی (سلاد) موجود تھا۔ ہمارے ساتھ ایک بزرگ آدمی بھی موجود تھا جو

کاسنی سے پہلوتہی کرتا تھا۔ امامؑ نے فرمایا: تم لوگ گمان کرتے ہو کہ یہ (کاسنی) ٹھنڈی ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ وہ معتدل ہے۔ اور اس کو باقی سبزیوں پر وہی فضیلت ہے جو ہمیں عام لوگوں پر ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب برقیؒ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کاسنی جنت کے دروازہ پر درخت ہے۔ (المحاسن)

۵۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سبزی کے بارے میں سوال کیا جبکہ میں وہاں موجود تھا۔ آپؑ نے فرمایا: کاسنی ہمارے لئے ہے اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: تم پر کاسنی کا کھانا لازم ہے کہ وہ مال اور اولاد میں اضافہ کرتی ہے اور جو شخص پسند کرتا ہے کہ اس کا مال اور اولاد زیادہ ہو تو اسے چاہئے کہ کاسنی کے کھانے پر مداومت کرے۔ (ایضاً)

۶۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: تم پر کاسنی کا کھانا لازم ہے کیونکہ وہ قوت باہ میں اضافہ کرتی ہے اور چہرہ کو خوبصورت بناتی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ نیز وضاح تمّار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کاسنی زیادہ کھائے وہ مالدار ہو جاتا ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ وہ کھاد سے استمداد کرتی ہے۔ فرمایا: کسی چیز کو اس کے برابر قرار نہ دو۔ (ایضاً)

۸۔ نیز باسناد خود ابوالعلا سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات پر راضی نہیں ہے کہ وہ کاسنی کو خوشگوار کرے اور دوزخ میں داخل نہ ہو۔ (ایضاً)

مؤلّف علامؒ فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰۶

سونے سے پہلے اور جمعہ کے دن زوال سے پہلے کاسنی کے سات پتے کھانا اور اس کا ہمیشہ کھانا اور اس سے علاج کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مثنّی بن ولید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص رات کو سوئے جبکہ اس کے پیٹ میں کاسنی کے سات پتے ہوں۔ تو وہ اس رات قولنج سے محفوظ رہے گا انشاء اللہ۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود سفیان بن سمط سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص

چاہتا ہے کہ اس کا مال اور اولاد زیادہ ہو تو کاسنی کھانے پر مداومت کرے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن اسماعیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ کاسنی میں ہزار بیماری کی شفا ہے۔ انسانی پیٹ میں کوئی ایسی بیماری نہیں ہے جس کا قلع قمع کاسنی میں نہ ہو۔ اور امامؑ نے ایک دن اپنے ایک غلام کو بلایا جبکہ اسے بخار اور درد سر تھا۔ تو امامؑ نے حکم دیا کہ کاسنی کو کوٹا جائے اور پھر کسی کاغذ پر اسے رکھا جائے اور اس پر بنفشہ کا تیل ڈالا جائے اور اسے سر پر رکھا جائے پھر فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ یہ بخار کا قلع قمع کر دیتا ہے اور درد سر کو دفع کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب برقیؒ باسناد خود درست سے اور وہ ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن زوال سے پہلے کاسنی کے سات پتے کھائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰۷

کاسنی کھاتے وقت اس کا جھاڑنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کاسنی بہترین سبزی ہے اور اس کا کوئی پتہ ایسا نہیں ہے جس پر جنت کا قطرہ نہ ہو۔ پس اسے کھاؤ۔ اسے جھاڑو نہیں اور ہمارے والد ماجد ہمیں منع فرماتے تھے کہ اسے کھاتے وقت جھاڑیں نہ۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کاسنی کھاؤ کیونکہ ہر صبح اس پر جنت کے پانی سے ایک قطرہ گرتا ہے پس جب اسے کھاؤ تو اسے مت جھاڑو۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد ہمیں کاسنی کھاتے وقت اسے جھاڑنے سے منع کرتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حماد بن زکریا سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کاسنی کھاؤ اور اسے مت جھاڑو۔ کیونکہ اس کے ہر پتہ پر جنت کا پانی ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کاسنی پر جنت سے قطرے گرتے ہیں اور وہ اولاد میں اضافہ کا باعث ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۰۸
تخم شربتی یا ریحان کوہی اور جنگلی تلسی کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو تخم شربتی پسند تھا۔(الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سبزیوں میں سے جنگلی تلسی پسند تھی۔(ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنگلی تلسی انبیاءؑ کی سبزی ہے اور اس میں آٹھ خصلتیں ہیں: (۱) یہ گوارا ہے، (۲) سروں کو کھولتی ہے، (۳) ڈکار کو خوشبودار بناتی ہے، (۴) منہ کی بُو کو خوشبودار بناتی ہے، (۵) کھانے کی خواہش پیدا کرتی ہے، (۶) بیماری کو کھینچتی ہے، (۷) جذام سے باعث امان ہے، (۸) یہ جب انسانی پیٹ میں قرار پکڑ جائے تو ہر قسم کی بیماری کا قلع قمع کر دیتی ہے۔(ایضاً)

۴۔ جناب برقیؒ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سبزیوں میں سے ہمارے لئے تخم شربتی یا ریحانِ کوہی ہے۔(المحاسن)

۵۔ نیز باسناد خود حماد بن زکریا سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تخم شربتی یا ریحانِ کوہی کا درخت جنت میں اُگا ہوا ہے۔(ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سبزیوں میں سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنگلی تلسی پسند تھی۔ نیز آپؑ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا: لوگوں کو تو پسند ہے مگر وہ گندہ دہنی کا باعث ہے اور کیڑے مکوڑے اس کی طرف بڑھتے ہیں۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۷۶) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰۹
تخم شربتی یا ریحان کوہی سے کھانے کی ابتدا و اختتام کرنا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ایوب بن نوح سے اور وہ اس شخص سے روایت کرتے ہیں جو دسترخوان پر

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ہمراہ موجود تھا ان کا بیان ہے کہ امامؑ نے ریحان کو ہی منگوائی اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ کھانے کی ابتداء اس سے کروں کیونکہ یہ سدّوں کو کھولتی ہے اور کھانے کی خواہش پیدا کرتی ہے اور مرض سل کو لے جاتی ہے اور میں جب اس سے کھانے کی ابتداء کروں تو پھر مجھے کوئی پروانہیں ہوتی کہ اس کے بعد کیا کھانا کھایا ہے اور مجھے نہ کسی بیماری کا خوف ہوتا ہے اور نہ کسی شر کا۔ اور جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو امامؑ نے پھر وہ منگوائی اور میں نے دیکھا کہ آپؑ دسترخوان پر اس کے پتے تلاش کر رہے تھے اور کھا رہے تھے اور مجھے بھی پکڑواتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس سے کھانے کا اختتام کرو کیونکہ یہ جس طرح پہلے کھائے ہوئے کو خوشگوار بناتی ہے اسی طرح بعد والے طعام کی اشتہا پیدا کرتی ہے اور ثقل کو دور کرتی ہے اور ڈکار اور منہ کی بو کو خوشبودار بناتی ہے۔ (الفروع)

باب ۱۱۰

کراث[1] کے ساتھ علاج کرنے اور اس کے ہمیشہ کھانے کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن بکر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ایک غلام کو کچھ تکلیف ہوئی۔ جب پوچھا گیا تو پتہ چلا کہ اس کی تلی بڑھ گئی ہے! امامؑ نے فرمایا: اسے تین دن تک برابر کراث کھلاؤ۔ چنانچہ ہم نے اسے کھلایا تو اس کا خون تھم گیا۔ اور ٹھیک ہو گیا۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود فرات بن احنف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کراث کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا: اسے کھاؤ۔ کیونکہ اس میں چار خصلتیں پائی جاتی ہیں: (۱) منہ کی بو کو خوشبودار بناتی ہے، (۲) ریاح کو دور کرتی ہے، (۳) بواسیر کو بند کرتی ہے، (۴) اور جو اسے ہمیشہ کھائے تو اس کے لئے جذام سے باعث امان ہے۔ (الفروع، الخصال، المحاسن)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود سلمہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مدینہ میں مجھے ایک سخت تکلیف ہوئی۔ تو جب میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: مجھے کیا ہو گیا ہے کہ تمہارا رنگ زرد دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ فرمایا: کراث کھاؤ۔ چنانچہ میں نے کھایا اور تندرست ہو گیا۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ۔

---

[1] کراث یعنی گیندنا۔ ایک بدبودار قسم کی ترکاری جس کی بعض قسمیں پیاز اور بعض لہسن کے مشابہہ ہوتی ہیں۔ (المنجد)

باب ۱۱۱

کراث کا کھانے سے پہلے اسے دھونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سہل بن زیاد سے اور وہ اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو کراث کھاتے دیکھا تھا کہ آپ اسے پانی سے دھوتے تھے اور پھر کھاتے تھے۔

(الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ کراث کو جڑ سے اکھیڑتے تھے اور پھر اسے پانی سے دھو کر کھاتے تھے۔(ایضاً)

باب ۱۱۲

کراث کا بیان۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زکریا سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں سبزیوں کا تذکرہ ہوا۔ تو آپؐ نے فرمایا: کراث کھاؤ۔ کیونکہ سبزیوں میں اسے وہ مقام حاصل ہے جو طعام میں روٹی کو حاصل ہے یا فرمایا: جو سالن کو حاصل ہے۔(الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود احمد سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام دلے ہوئے نمک کے ساتھ کراث کھاتے تھے۔(ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حنان بن سدیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں دسترخوان پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ موجود تھا۔ تو میں کاسنی کی طرف متوجہ ہوا۔ امامؑ نے فرمایا: اے حنان! تم کرّاث کیوں نہیں کھاتے؟ عرض کیا: اس روایت کی وجہ سے جو آپ کی طرف سے ہم تک پہنچی ہے؟ فرمایا: وہ کون سی روایت ہے؟ عرض کیا کہ وہ یہ ہے کہ کاسنی پر ہر روز جنت سے ایک قطرہ گرتا ہے۔ فرمایا: اگر کاسنی پر ایک قطرہ گرتا ہے تو کرّاث پر سات گرتے ہیں۔ عرض کیا کہ اسے کس طرح کھاؤں؟ فرمایا: اسے جڑوں سے اکھیڑ لو اور اس کے سروں کو پھینک دو۔(ایضاً)

۴۔ جناب برقیؒ باسناد خود امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر چیز کا ایک سردار

ہوتا ہے تو سبزیوں کی سردار کراث ہے۔ (المحاسن)

۵۔ نیز باسنادخود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم کراث کھاتے ہیں۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسنادخود یحیٰی بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے خراسان میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ ایک باغ میں کراث کھا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ کاسنی پر ہر روز جنت سے ایک قطرہ گرتا ہے۔ فرمایا: اگر کاسنی پر ہر روز جنت سے ایک قطرہ گرتا ہے تو کراث کو تو جنت کے پانی میں غوطہ دیا جاتا ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اسے تو (غلیظ) کھاد بھی دیا جاتا ہے؟ فرمایا: اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں ہوتی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱۰) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد ایسی حدیثیں بھی آئینگی جو بظاہر ان کے منافی ہیں اور وہیں ہم اس کی توجیہہ پیش کریں گے انشاء اللہ۔

باب ۱۱۳
کرفس (جوائن) کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود حماد بن زکریا سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم پر کرفس (جوائن) کھانا لازم ہے کیونکہ یہ جناب الیاس، جناب الیسع اور جناب یوشع بن نون علیہم السلام کا طعام ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ باسنادخود اسماعیل بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کرفس انبیاءؑ کی سبزی ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۱۴
فرفخ (ضرفہ کے ساگ) کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود فرات بن احنف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ روئے زمین پر ضرفہ کے ساگ سے اشرف اور زیادہ سودمند کوئی سبزی نہیں ہے اور یہ جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی سبزی ہے۔ خدا بنی امیہ پر لعنت کرے جنہوں نے اس کا نام بقلۃ الحمقاء رکھ دیا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ جناب برقیؒ باسناد خود حماد بن زکریا سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم پر ضرفہ کا ساگ کھانا لازم ہے کیونکہ وہ مکیسہ ہے اور جب کوئی چیز عقل کو بڑھا سکتی ہے تو وہ یہی ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱۵

خس نامی سبزی اور سداب کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحفص ابار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر خس کا کھانا لازم ہے کہ وہ مصفی خون ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود یعقوب بن عامر سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سداب عقل میں اضافہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن عمرو بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام محمد تقی یا امام علی نقی علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سداب میں بہت سے فوائد ہیں: وہ عقل میں اضافہ کا باعث ہے، دماغ کو بڑھاتا ہے ہاں البتہ وہ پشت کے پانی (مادۂ منویہ) کو بدبودار کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب برقیؒ باسناد خود عبداللہ بن عباس سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سداب کان کے درد کیلئے مفید ہے۔ (المحاسن)

باب ۱۱۶

جرجیر[۱] کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن زکریا سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نماز عشاء کے بعد شکم سیر ہو کر جرجیر کھالے تو وہ یہ رات اس طرح گزارے گا کہ اس کا نفس اسے جذام کی طرف کھینچے گا۔ (الفروع، المحاسن)

۱۔ ایک ترکاری ہے جو پانی میں پیدا ہوتی ہے اور کھائی جاتی ہے۔ (المنجد) (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سبزیوں کے بارے میں سوال کیا فرمایا: کاسنی اور تخم شربتی یا ریحان کو ہی ہمارے لئے ہے اور جرجیر بنی امیہ کیلئے ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جرجیر دوزخ کے دروازہ پر ایک درخت ہے۔ (المحاسن)

۴۔ جناب سید رضیؒ مجازات نبویہ میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں رات گزارے کہ اس کے پیٹ میں یہ سبزی (جرجیر) ہو تو جذام ساری رات اس کے سر پر سایہ فگن رہے گا اب صبح دیکھا جائے گا سلامت رہے گا یا پھر ہلاک ہو جائے گا۔ (المجازات النبویہؑ)

باب ۱۱۷

سِلق (چقندر) کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے مریضوں کو چقندر یعنی اس کے پتے کھلاؤ کیونکہ اس میں شفاء ہے جس کے ساتھ کوئی بیماری اور شر نہیں ہے اور بیمار کی نیند کو آرام دہ بناتی ہے اور اس کی جڑ سے بچو کیونکہ وہ سوداء کو برانگیختہ کرتی ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چقندر جذام کی رگ کا قلع قمع کرتی ہے۔ اور جس شخص کو جنون اور مالیخولیا ہو اس کے پیٹ میں چقندر سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود صفوان بن یحییٰ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چقندر بہترین سبزی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں سفید داغوں کی شکایت کی۔ اور انہوں نے جب ان کی شکایت خدا کی بارگاہ میں پہنچائی تو خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ ان کو حکم دیں کہ وہ گائے کا گوشت چقندر کے ساتھ کھائیں۔ (ایضاً)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابوالصلاح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چقندر کے شوربہ کا گائے کے گوشت کے ساتھ کھانا سفید داغوں کو دور کرتا ہے۔ (المحاسن)

۶۔ نیز باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے احمد! تم سبزیوں کو کس قدر چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں عام سبزیوں کو پسند کرتا ہوں! فرمایا: جب حقیقت حال یہ ہے تو پھر تم چقندر کو لازم پکڑو۔ کیونکہ وہ جنت الفردوس کے کنارہ پر اگتی ہے اور اس میں بیماریوں کی شفاء ہے، وہ ہڈی کو مضبوط کرتی ہے، گوشت اگاتی ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ اسے گنہگار لوگوں کے ہاتھ چھوتے ہیں۔ تو اس کا ایک ایک پتہ اتنا بڑا ہوتا کہ کئی آدمیوں کو ڈھانپ لیتا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ چقندر میری پسندیدہ سبزیوں میں سے ہے! فرمایا: تم اس کی اصلی پہچان پر خدا کی حمد وثنا کرو۔ (ایضاً)

۷۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ چقندر عقل کو مضبوط کرتی ہے اور خون کو صاف کرتی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱۸

کماہ (کھمبی)، حذاء اور کرنب (بند گوبھی) کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ فاطمہ بنت علی سے اور وہ امامہ بنت ابوالعاص بن ربیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام ماہِ رمضان میں میرے پاس تشریف لائے۔ پس ان کے لئے عشاء کا کھانا لایا گیا، جس میں کھجور اور کھمبی بھی تھی۔ پس آپؑ نے کھایا اور آپؑ کھمبی کو پسند کرتے تھے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کماہ (کھمبی) اس منّ میں سے ہے (جو آسمان سے اترا تھا) اور منّ جنت میں سے ہے۔ اور اس کا پانی آنکھ کے لئے باعث شفاء ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حذاء ٹھنڈے پانی کے ساتھ معدہ کے لئے مفید ہے۔ (المحاسن)

۴۔ نیز باسناد خود ابوالبختری سے مروی ہے کہا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنب (بند گوبھی) کو پسند کرتے تھے۔ (ایضاً)

باب ۱۱۹

قرع[1] (کدو) کا ذبح کرنا واجب نہیں ہے اور نہ ہی مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام سے قرع (کدو) کے بارے میں پوچھا گیا کہ آیا اسے ذبح کیا جائے؟ فرمایا: قرع کو ذبح نہیں کیا جاتا۔ اسے کھاؤ اور ذبح نہ کرو۔ اور تمہیں شیطان گمراہ نہ کرے۔ (الفروع)

باب ۱۲۰

قرع (کدو) کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کو کدو بہت پسند تھا۔ اور پیالہ سے اسے چن چن کر کھاتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب ہانڈیوں سے کدو زیادہ پسند تھا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام وحضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کدو عقل و دماغ میں اضافہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! کدو کا کھانا لازم سمجھو کیونکہ وہ دماغ اور عقل

---

[1] جناب ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے کہ جب امیر شام نے حضرت امیر علیہ السلام کی مخالفت کا ارادہ کیا تو ابن العاص نے اسے مشورہ دیا کہ پہلے اہل شام کا امتحان لے اور انہیں کدو کو ذبح کرنے کا حکم دے۔ پس اگر وہ اس پر عمل کریں تو پھر تو ان کا سردار ہے۔ چنانچہ جب امیر شام نے ان کو یہ حکم دیا تو انہوں نے اس پر عمل کیا۔ پھر جو کچھ ہوا وہ سب کو معلوم ہے اس حدیث میں اسی بدعت کی رد کی گئی ہے واللہ العالم۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

(نوٹ) مخفی نہ رہے کہ اگر یہ حدیث سبزیوں کے باب میں وارد نہ ہوتی تو ہم سمجھتے کہ یہاں لفظ قرع (قاف کے ساتھ نہیں ہے جس کے معنی کدو) کے ہیں بلکہ فرع (فاء کے ساتھ ہے جس کے معنی اونٹنی اور بکری کا پہلا بچہ کے ہیں۔ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جب اونٹنی کو نحر کیا جائے یا بکری کو ذبح کیا جائے اور پیٹ میں بچہ مر جائے تو اس کی حلت کے لئے ماں کا نحر کرنا اور ذبح کرنا کافی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

میں اضافہ کا موجب ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود سیاری سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ چونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کدو پسند تھا اس لئے جب آپ کی ازواج ہانڈی پکاتی تھیں تو آپؐ ان کو حکم دیتے تھے کہ ہانڈی میں کدو زیادہ ڈالیں۔ (ایضاً)

۶۔ جناب برقیؒ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرتؐ کو کدو پسند تھا۔ (المحاسن)

باب ۱۲۱
فجل (مولی) کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں دسترخوان پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ موجود تھا آپ نے مجھے ایک مولی اٹھا کر دی۔ اور فرمایا: اے حنان! مولی کھا۔ کیونکہ اس میں تین خصلتیں ہیں: (۱) اس کا پتہ ریح کو دور کرتا ہے، (۲) وہ خود پیشاب آور ہے، (۳) اور اس کی جڑ بلغم کو قطع کرتی ہے۔ (الفروع، الخصال، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود درست سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مولی کی جڑ بلغم کو قطع کرتی ہے، اصل مولی ہاضم طعام ہے اور اس کا پتہ پیشاب آور ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۲۲
جزر (گاجر) کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن فرقد سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گاجر کا کھانا دونوں گردوں کو گرم رکھتا ہے اور قوتِ باہ کو بڑھاتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گاجر کا کھانا قولنج اور بواسیر سے باعث امان ہے۔ اور قوتِ جماع میں اضافہ کا باعث ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز داؤد بن فرقد کی روایت از حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام میں پہلی حدیث میں مذکور دو فوائد بیان کرنے کے بعد یوں وارد ہے کہ راوی نے عرض کیا کہ میں گاجر کس طرح کھاؤں جبکہ میرے دانت نہیں ہیں؟ فرمایا: کنیز کو حکم

دے کہ وہ اسے ہانڈی میں پکائے اور پھر اسے کھائے[1] (ایضاً)

باب ۱۲۳

شلجم اور اس کے ہمیشہ کھانے کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مسیّب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شلجم کے کھانے کو لازم پکڑو۔ کیونکہ ہر شخص میں جذام کی ایک رگ ہوتی ہے اور شلجم اسے پگھلا دیتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن سنان سے اور وہ ایک اور شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم پر شلجم کا کھانا لازم ہے پس اسے کھاؤ اور ہمیشہ کھاؤ اور اسے اس کے اہل کے سوا دوسروں سے چھپاؤ۔ فرمایا: ہر شخص میں جذام کی رگ (مادۂ مرض) موجود ہوتا ہے تو اسے شلجم کھا کر پگھلاؤ۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر ایک شخص کے اندر جذام (کوڑھ) کی ایک رگ (اصل) موجود ہوتی ہے تو شلجم کے موسم میں اسے کھاؤ وہ اس بیماری کو لے جائے گا۔ (المحاسن)

۴۔ ایک اور روایت میں یوں وارد ہے کہ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس میں جذام کی ایک رگ موجود نہ ہو اور شلجم اسے پگھلا دیتا ہے لہٰذا اسے اس کے موسم میں کھاؤ وہ تم سے ہر بیماری کو دور کر دے گا۔ (ایضاً)

باب ۱۲۴

قِثّاء (کھیرے) کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حجّال سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمک کے ساتھ کھیرا کھاتے تھے۔
(الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کھیرا کھاؤ تو اس کے نچلے حصہ سے کھاؤ کیونکہ اس میں برکت زیادہ ہے۔ (ایضاً)

---

[1] مگر موجودہ دور کے ڈاکٹر اور حکیم کچی گاجر کھانے یا اس کا پانی (جوس) پینے کو ترجیح دیتے ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۲۵

باذنجان (بینگن) کا بیان۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر بن یحییٰ سے اور وہ اپنے باپ (یحییٰ) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بینگن کھاؤ کیونکہ وہ بیماری کو لے جاتا ہے اور اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود سہل بن زیاد سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے بعض چچاؤں سے فرمایا: ہمارے لئے بہت سے بینگن لاؤ۔ کیونکہ وہ گرم وقت میں گرم، ٹھنڈے وقت میں ٹھنڈا اور عام اوقات میں معتدل ہے اور ہر حال میں عمدہ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن ہاشمی سے اور وہ بعض آئمہ طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے بعض غلاموں سے فرمایا کہ ہمارے لئے پیاز کم اور بینگن زیادہ لاؤ۔ غلام نے وضاحت طلب کرتے ہوئے عرض کیا: بینگن؟ فرمایا: ہاں بینگن! اس میں طعام کا مزہ موجود ہے، بیماری مفقود ہے، طبیعت کے لئے سازگار ہے، تمام حالات میں معتدل ہے، سردی اور گرمی میں یکساں مفید ہے اور دوسری روایت کے مطابق فرمایا: شیخ و شاب کیلئے بہتر ہے، سردی اور گرمی میں معتدل ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بینگن سوداء کیلئے مفید ہے (المجالس والاخبار)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کھجور تیار ہو جائے اور انگور پک جائے تو اس وقت بینگن ضرر و زیاں نہیں پہنچاتا۔ (المحاسن)

باب ۱۲۶

بصل (پیاز) کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیاز تھکاوٹ کو دور کرتا ہے، اعصاب کو مضبوط کرتا ہے، چلنے پھرنے کی قوت میں اضافہ کرتا ہے، قوتِ باہ میں اضافہ کرتا ہے اور بخار کو دور کرتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود میسّر بیاع الزطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ پیاز کھاؤ۔ کیونکہ اس میں تین خصلتیں پائی جاتی ہیں: (۱) منہ کی بو کو خوشبودار بناتا ہے، (۲) مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے، (۳) اور قوتِ جماع میں اضافہ کرتا ہے۔

(الفروع، الخصال، المحاسن)

۳۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن محمد جُعفی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے پیاز کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا: یہ منہ کی بُو کو خوشبودار بناتا ہے، بلغم کو زائل کرتا ہے اور قوتِ باہ میں اضافہ کرتا ہے۔

(الفروع، المحاسن)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی نیز آئندہ کچھ ایسی حدیثیں بھی بیان کی جائینگی جو بظاہر ان کے منافی ہیں مگر ہم ان کی ایسی توجیہہ بیان کریں گے کہ یہ ظاہری منافات ختم ہو جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲۷

جو کسی نئے شہر میں داخل ہو اس کے لئے وہاں کے پیاز کھانا مستحب ہیں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم جب کسی نئے شہر میں داخل ہو تو وہاں کے پیاز کھاؤ تاکہ تم سے وہاں کی وبا دور کی جاسکے۔ (الفروع، المحاسن)

باب ۱۲۸

کچا یا پکا پیاز، لہسن اور گیندنا کا کھانا مکروہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ جس شخص کے منہ سے ان کی بد بو آئے اس کے لئے مسجد میں داخل ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے لہسن کھانے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بُو کی وجہ سے اس سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ جو شخص یہ خبیث سبزی کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے مگر جو لہسن کھا کر مسجد میں نہ آئے تو اس کے لئے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لہسن، پیاز اور کراث (گیندنا) کھانے کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: اس کے کچا اور پکا کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور نہ ہی لہسن سے علاج معالجہ کرنے میں کوئی مضائقہ ہے۔ ہاں البتہ جب کوئی شخص یہ چیزیں کھائے تو مسجد میں نہ جائے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، المحاسن)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم پیاز اور لہسن کھاتے ہیں۔ (المحاسن)

۴۔ جناب علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ جب پیاز اور لہسن کسی دوا میں ڈالا جائے تو پکنے سے پہلے اس کا کھانا کیسا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر سوال کیا کہ لہسن اور پیاز کا سرکہ کے ساتھ کھانا کیسا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ لہسن کا کھانا کیسا ہے؟ فرمایا: ہر اس نماز کا اعادہ کر جو لہسن کھا کر پڑھی ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے شدتِ کراہت پر محمول کیا ہے کہ اعادہ مستحب ہے مگر اس اعادہ کے وجوب کی نفی پر سب علماء وفقہاء کا اجماع ہے۔ اور مبطلاتِ نماز کا پہلے تذکرہ کیا جا چکا ہے (اور ان میں لہسن پیاز کا کھانا شامل نہیں ہے)۔

باب ۱۲۹

مشک اور عنبر وغیرہ خوشبویات کا کھانے میں ڈالنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب علی بن جعفرؒ اپنی کتاب میں اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ مشک، عنبر وغیرہ خوشبوئیات کا طعام میں ڈالنا کیسا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (البحار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اور آدابِ حمام میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳۰

صعتر (پہاڑی پودینہ) کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زیاد قندی سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی دوا تو پہاڑی پودینہ تھا۔ اور آپؑ فرماتے تھے کہ جس طرح چادر بدن کی رطوبت کو جذب کر لیتی ہے اسی طرح صعتر معدہ کی رطوبت کو جذب کر لیتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں (معدہ کی) رطوبت کی شکایت کی! آپؑ نے فرمایا: پودینہ کا سفوف بنا کر نہار منہ کھائے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ بیان کرتے ہیں کہ مروی ہے کہ صعتر معدہ کو رنگ دیتا ہے۔ (المحاسن)

باب ۱۳۱

کسی کے منہ سے نکلا ہوا لقمہ کھانا جائز ہے اور اس برتن سے پانی پینا جائز ہے جس سے کسی نے پیا ہو اور اپنی انگلیوں کا چاٹنا اور زوجہ اور بیٹی کی زبان کا چوسنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن صیقل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ایک بدزبان عورت نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اپنے طعام میں سے کچھ مجھے عنایت فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے اسے کچھ عنایت فرمایا۔ مگر اس نے کہا نہیں بخدا۔ مجھے وہ طعام دیں جو آپ کے منہ میں ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے منہ سے لقمہ نکال کر اسے عطا فرمایا۔ اور اس نے کھایا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مرتے دم تک اس عورت نے کبھی بدزبانی نہیں کی۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عمار ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؑ کی خدمت میں تازہ کھجور لائی گئی پس آپؑ نے اسے کھانا شروع کیا اور ساتھ ہی پانی پینا شروع کیا اور پھر امامؑ نے وہ کھجور مجھے بھی عنایت فرمائی اور میں نے انکار کرنا مناسب نہ سمجھا لہٰذا امامؑ نے تین بار مجھے کھجوریں عنایت کیں اور تین ہی بار پانی کا پیالہ پیش کیا چنانچہ میں کھجور کھاتا بھی رہا پانی پیتا بھی رہا۔ (الفروع)

۳۔ نیز باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ ہاتھ رومال کے ساتھ صاف کریں جبکہ ہاتھ پر کچھ طعام لگا ہوا ہوتا تھا یہاں تک کہ آپؑ اسے خود چوستے تھے یا وہاں کوئی بچہ موجود ہوتا تو اسے چساتے تھے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایک طویل واقعہ کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں اٹھا اور

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے منہ کو اس طرح بوسہ دیا کہ ان کی تھوک میرے منہ میں داخل ہوگئی۔ اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ عنداللہ میرے امام ہیں (یہ منظر دیکھ کر) حضرت امام علی رضا علیہ السلام رو پڑے۔ (الکافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر اور بقیہ مضمون پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الصوم باب مایمسک عنہ الصائم میں اور صوم عاشوراء کے ضمن میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد ان احادیث کے ضمن میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ جن میں ان امور کا تذکرہ کیا جائے گا جن سے ارتداد ثابت ہوتا ہے۔

باب ۱۳۲

حُلبہ (میتھی) اور انجیر سے علاج معالجہ کرنے کا بیان۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بکر بن صالح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جس شخص کو ریح کا سخت درد ہو یا جوڑوں میں درد کی وجہ سے ٹھنڈک محسوس ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ ایک مٹھی میتھی کی لے۔ اور ایک مٹھی خشک انجیر کی، پھر ان دونوں کو پانی میں ڈبو دے۔ بعد ازاں ایک صاف ستھری ہانڈی میں ان کو پکائے اور پھر صاف کر کے رکھ دے اور ٹھنڈا ہونے پر ایک دن پئے۔ پھر ایک دن ناغہ کر کے پھر پئے۔ حتیٰ کہ چند دنوں میں ایک بڑے پیالے کی مقدار پی جائے۔ (روضۂ کافی)

باب ۱۳۳

رطوبت کا اطریفل سے علاج و معالجہ کرنا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن جناح سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں رطوبت کی زیادتی کی شکایت کی تو خداوند عالم نے آپ کو حکم دیا کہ ہلیلہ، بلیلہ اور املی کو کوٹ چھان کر شہد میں معجون بنائیں اور (بقدر ضرورت) پکائیں۔ پھر امامؑ نے فرمایا: یہی وہ چیز ہے جس کو تمہارے ہاں اطریفل کہا جاتا ہے۔ (روضۂ کافی)

باب ۱۳۴

جو چیز حرام نہ ہو اس سے علاج معالجہ جائز ہے۔ مگر حرام سے جائز نہیں ہے اسی طرح زخم کو چیرنا، آگ سے داغ دینا، اور زہریلی دواؤں کا کھلانا اگرچہ موت کا اندیشہ بھی ہو تو جائز ہے اور اسی طرح رگ کو قطع کرنا، ناک میں دوا کا چڑھانا، پچھنا لگوانا، نورہ لگانا اور حقنہ کرنا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زیاد بن ابوالحلال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (ایک بار) جناب موسیٰؑ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ بیماری کس کی طرف سے ہے؟ ارشاد ہوا: میری طرف سے! پھر عرض کیا: اور شفا کس کی طرف سے ہے؟ ارشاد ہوا: یہ بھی میری طرف سے! عرض کیا: پھر تیرے بندے معالج کے پاس کیوں جاتے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ وہ ان لوگوں کے نفوس کا علاج کرتا ہے پس اسی دن سے معالج کا نام طبیب ہوگیا۔ (روضۂ کافی، علل الشرائع)

۲۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن حسن متطبب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک عربی شخص ہوں اور میں علم طب جانتا ہوں اور میری طب عربی ہے۔ اور میں علاج کرنے پر کچھ معاوضہ بھی نہیں لیتا۔ تو؟ فرمایا: پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے! راوی نے عرض کیا کہ ہم بعض اوقات زخم کو چیر دیتے ہیں اور اگر اسے داغتے ہیں تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے! اور بعض اوقات (علاج کی غرض سے) ہم بیمار کو انجیقون اور غاریقون نامی زہر بھی کھلاتے ہیں؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ عرض کیا کہ بعض اوقات اس سے بیمار مر بھی جاتا ہے؟ فرمایا: اگرچہ مر بھی جائے؟ عرض کیا کہ ہم بعض اوقات بیمار کو نبیذ (شراب) پلاتے ہیں۔ فرمایا: حرام میں شفاء نہیں ہے (یعنی اس کا استعمال جائز نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص (بغرضِ علاج) دوا پیتا ہے! اور رگ کو کاٹتا ہے؟ پھر وہ بسا اوقات اس سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور بعض اوقات مر بھی جاتا ہے؟ فرمایا: بے شک رگ کو کاٹے اور دوا پیئے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود معتب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (نافع ترین) دوائیں چار ہیں: (۱) ناک میں دوا چڑھانا، (۲) پچھنے لگوانا، (۳) نورہ لگانا، (۴) حقنہ کرنا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالعزیز بن المھتدی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار چیزیں ہیں جو سب لوگوں کی طبیعت کے ساتھ سازگار ہیں: (۱) سورانی انار،

(۲) پکی ہوئی کھجور، (۳) بنفشہ، (۴) اور کاسنی۔ (الخصال)

۶۔ جناب حسین بن بسطام اپنی کتاب طب الائمہ میں باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا آگ سے داغ دینا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر فرمایا: خدا نے دوا دارو میں برکت اور شفاء اور خیر کثیر رکھی ہے۔ اور آدمی کیلئے کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ علاج و معالجہ کرے۔ (طب الائمہ)

۷۔ نیز باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک آدمی دوا پیتا ہے۔ اور بعض اوقات مر جاتا ہے اور بسا اوقات بچ جاتا ہے اور زیادہ تر بچ ہی جاتا ہے (آیا ایسا کرنا جائز ہے؟) فرمایا: خدا نے ہی دواء اور شفاء نازل کی ہے۔ (پھر فرمایا) خدا نے کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں کی جس کی دوا پیدا نہ کی ہو! بس دوا پیو اور خدا کا نام لو[1] (ایضاً)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفرؒ باسناد خود جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! کیا ہم دوا دارو کریں؟ فرمایا: ہاں علاج و معالجہ کرو۔ کیونکہ خداوند عالم نے کوئی ایسی بیماری نازل نہیں کی جس کی دوا نازل نہ کی ہو۔ پھر فرمایا: گائیوں کے دودھ پیا کرو۔ کیونکہ وہ سب درختوں کو کھاتی ہیں (اس لئے ان کے دودھ میں شفاء ہے)۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۶ و ۵۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳۵ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳۵

عناب کے ساتھ علاج و معالجہ کرنا اور اس کا کھانا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب طبرسیؒ باسناد خود حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عناب بخار کو دور کرتا ہے۔ (مکارم الاخلاق)

---

[1] مولانا الطاف حسین حالی مرحوم نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے ؎

کسی نے یہ سقراط سے جا کے پوچھا — مرض تیرے نزدیک مہلک ہے کیا کیا؟
کہا وہ مرض جس کو آسان سمجھیں — کہے جو طبیب اس کو ہذیان سمجھیں

(منہ عفی عنہ)

۲۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: عناب کو دوسرے پھلوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ہمیں دوسرے لوگوں پر حاصل ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳۶

ان چند چیزوں کا بیان جن سے علاج معالجہ کرنا جائز ہے اور کرنا بھی چاہیئے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ۹ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود حمزہ بن طیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا پس امامؑ نے مجھے دیکھا کہ میں ہائے ہائے کر رہا ہوں۔ پوچھا: تمہیں کیا ہے؟ عرض کیا کہ دانت میں درد ہے۔ فرمایا: پچھنے لگوالو۔ چنانچہ میں نے پچھنے لگوائے اور درد دفع ہو گیا۔ چنانچہ میں نے امام علیہ السلام کو اس کی اطلاع دی۔ فرمایا: جن چیزوں سے لوگ علاج معالجہ کرتے ہیں ان میں تھوڑا سا خون نکالنے اور تھوڑا سا شہد چاٹنے سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ (روضۂ کافی)

۲۔ نیز باسنادخود سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ دردِ دنداں کی دوا یہ ہے کہ تم گندم لو اور پھر اس کا بورا اتار کر اس کا تیل نکال لو۔ پس اگر دانت کھایا ہوا ہے اور سوراخ دار ہے تو اس میں اس کے چند قطرے ڈالو اور کچھ کپاس میں رکھ کر اس کے سوراخ میں ٹھونس دو۔ اور صاحب درد چت لیٹ جائے اور تین راتوں تک برابر یہی عمل کرے۔ اور اگر دانت کھایا ہوا نہ ہو اور صرف ریاحی درد ہو تو پھر اس کے اس کان میں اس تیل کے چند قطرے ڈالے جائیں جو اس دانت کی جانب ہے اور ہر بار دو یا تین قطرے ڈالے جائیں تو ٹھیک ہو جائے گا باذن اللہ۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ منہ کے درد جو زردی مائل ہو (اب دانہ بندھ رہا ہو) اور اس پر مٹی کا قالب چڑھا دو۔ ادھر پھیرو۔ اور پھر اس پر شراب کا سخت کھٹا سرکہ ڈالو۔ اور پھر اسے آگ پر چڑھاؤ۔ اور اسے سخت جوش دو۔ پھر صاحب درد اس میں سے بقدر ناخن لے اور مقامِ درد پر ملے۔ اور پھر سرکہ سے کلی کرے اور اگر چاہے تو گندم کو کسی شیشہ میں بھی رکھ سکتا ہے۔ اور جب بھی اس کا سرکہ ختم ہو جائے تو اور ڈال دے اور یہ جس قدر پرانا ہو جائے اتنا زیادہ مفید ہے انشاء اللہ۔ (ایضاً)

۳۔ جناب حسین بن بسطام باسنادخود اسماعیل بن ابوالحسن سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: جن چیزوں سے تم علاج و معالجہ کرتے ہو اس سے بہتر پچھنے لگوانا، ناک میں دوا ڈالنا اور حقنہ کرانا ہے۔ (طب الائمہ)

۴۔ نیز باسناد خود حریز بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دواء چار چیزیں ہیں: (۱) پچھنے لگوانا، (۲) طلا کرنا، (۳) قئی کرنا، (۴) اور حقنہ کرنا۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عرب کی طب تین چیزوں میں ہے: (۱) پچھنے لگانے والے کا نشتر، (۲) حقنہ کرنا، (۳) اور آخری دوا گرم لوہے سے داغ دینا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: عربوں کی طب سات چیزوں میں ہے: (۱) پچھنے کے نشتر میں، (۲) حقنہ میں، (۳) حمام جانے میں، (۴) ناک میں دوا چڑھانے میں، (۵) قئے کرنے میں، (۶) شہد کا گھونٹ پینے میں، (۷) اور آخری علاج داغ دینا ہے اور بسا اوقات اس میں نورہ لگانے کا بھی اضافہ کیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کا علاج یہودی یا نصرانی کرتا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ شفاء صرف خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ صاحب طب الائمہ نے ائمہ معصومین علیہم السلام سے بہت سی حدیثیں ایسی نقل کی ہیں جن میں مختلف چیزوں سے علاج معالجہ کرنے کی رخصت اور اجازت دی گئی ہے بلکہ اکثر چیزوں سے علاج کرنے کا حکم دیا گیا ہے منجملہ ان کے ایک علک رومی (گوند رومی)، کندر، صعتر (پودینہ)، نانخواہ، شونیز، عسل (شہد)، ہلیلہ، خردل (رائی کا دانہ)، عاقر قرحا، کاسم، زعفران، کراث (گیندنا)، شحم (چربی)، ابہل، شیرج، خاک شفاء، سکر (شکر)، رازیانج، مصطگی، حبۂ سوداء (ہرل)، آب زمزم، تریاق، کزبرہ، سماق، طین ارمنی، تربد، بزرقطونا، بکری اور گدھی کا دودھ، کمون، فلفل، دار فلفل، دارچینی، زنجبیل، شقاقل، وج، انیسون، خولنجان، فانید، بادرنج، سقمونیا، قاقلہ، سنبل، بلسان، عودہ، حبہ، نارمشک، سلیخہ، خیارشنبر، قرفہ، جوزبوہ، ھندباہ بسباسہ، سبہ، سارج، جوزطیب، اساریان، خشخاش، نارنج، ابرفیون، حلتیت۔ (طب الائمہ)

۹۔ ان مذکورہ بالا چیزوں میں سے اکثر کا ذکر حضرت شیخ کلینیؒ وغیرھا نے بھی اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ فراجع۔

باب ۱۳۷

بیمار کیلئے پرہیز کرنے کا بیان۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن فیض سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارا کوئی شخص بیمار ہو جاتا ہے اور اسے اطباء پرہیز کرنے کا حکم دیتے ہیں تو؟ فرمایا: مگر ہم اہل بیتؑ صرف کھجور سے پرہیز کرتے ہیں اور سیب اور ٹھنڈے پانی سے علاج کرتے ہیں۔ راوی نے عرض کیا کہ آپ کھجور سے کیوں پرہیز کرتے ہیں؟ فرمایا: اس لئے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو آنکھ کی بیماری میں اس سے پرہیز کرائی تھی۔ (روضۂ کافی)

۲۔ نیز باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ (بیماری کے) سات دن کے بعد پرہیز کوئی فائدہ نہیں دیتی (بلکہ ابتداء میں کرنی چاہئے)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پرہیز یہ نہیں ہے کہ کسی چیز کو بالکل چھوڑ دیا جائے بلکہ پرہیز یہ ہے کہ اسے کم سے کم استعمال کیا جائے۔ (ایضاً)

باب ۱۳۸

زکام، رمل، آشوبِ چشم اور کھانسی کا حتی الامکان علاج نہ کیا جائے تو مستحب (بہتر) ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ زکام خدا کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جسے خدا بیماری پر بھیجتا ہے تا کہ اسے دور کر دے۔ (روضۂ کافی)

۲۔ نیز باسناد خود بکر بن صالح اور نوفلی وغیرہ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زکام کا علاج نہیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہر ایک شخص میں جذام کی ایک رگ ہوتی ہے پس جب اسے زکام لگتا ہے تو وہ اس کا قلع قمع کر دیتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن عبدالحمید سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اولادِ آدم میں سے ہر ایک شخص کے بدن میں دو رگیں ہوتی ہیں: (۱) ایک رگ وہ ہوتی ہے جو جذام کو برانگیختہ کرتی ہے، (۲) دوسری بدن میں وہ ہوتی ہے جو برص کو بھڑکاتی ہے۔ پس جب سر والی رگ جوش مارتی ہے تو خدا اس پر زکام کو مسلط کر دیتا ہے جو ہر اس بیماری کو کھینچ لیتا ہے جو سر میں ہوتی ہے اور جب بدن والی رگ جوش مارتی ہے تو خدا اس پر پھوڑے پھنسیوں کو مسلط کر دیتا ہے جن کی وجہ سے بدن کی بیماریاں بہہ جاتی ہیں۔ پس جب تم میں سے کوئی زکام یا پھوڑا پھنسی دیکھے تو سلامتی پر خدا کی حمد وثنا

کرے اور فرمایا کہ زکام سر میں فاضل رطوبت ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار چیزوں کو ناپسند نہ کرو۔ کیونکہ وہ چار چیزوں کے (سدّ باب) کیلئے ہیں: (۱) زکام کو ناپسند نہ کرو کہ وہ جذام سے باعث امان ہے، (۲) پھوڑے پھنسیوں کو ناپسند نہ کرو کہ وہ برص سے باعث امان ہیں، (۳) آشوبِ چشم کو ناپسند نہ کرو کہ وہ اندھے پن سے باعث امان ہے۔ (۴) کھانسی کو ناپسند نہ کرو کہ وہ فالج سے باعث امان ہے۔ (الخصال)

باب ۱۳۹

اس چیز کا بیان جس سے کمزوریٔ بصارت کا علاج کرنا چاہیے۔[۱]

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن صالح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہماری ایک نوجوان لڑکی ہے جسے (پہلے) ستارا گھڑے کی طرح نظر آتا تھا اور اب اسے دانہ کی مانند نظر آتا ہے یعنی اس کی بصارت کمزور ہوگئی ہے! فرمایا: صَبر، مرّ (درخت کا گوند) اور کافور برابر برابر لے کر ان کا سرمہ بناؤ اور اسے لگاؤ۔ راوی نے بیان کیا ہے کہ ہم نے ایسا ہی کیا اور اس نے لڑکی کو فائدہ پہنچایا۔ (روضۂ کافی)

۲۔ نیز باسناد خود سلیم سے (جو کہ جناب علی بن یقطین کے غلام تھے) کو آشوبِ چشم کی تکلیف تھی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اسے از خود لکھا کہ تمہیں امام محمد باقر علیہ السلام والے سرمہ سے کیا چیز مانع ہے؟ کافور ریاحی ایک جزء اور صبر سقطری ایک جزء دونوں کو کوٹ لیا جائے اور پھر کپڑے سے چھان لیا جائے اور پھر سرمہ کی طرح اسے آنکھ میں لگایا جائے۔ مہینہ میں ایک بار۔ یہ سرمہ ہر قسم کی بیماری کو نکال باہر کرتا ہے اور بدن سے خارج کر دیتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ سلیم نے یہی سرمہ لگانا شروع کیا۔ اور پھر اسے زندگی بھر کبھی آنکھ کی تکلیف نہیں ہوئی۔ (ایضاً)

۱۔ مخفی نہ رہے کہ احادیث اہل بیتؑ میں جو بیماریوں کے مختلف علاج مذکور ہیں ان میں زمان و مکان اور آدمی کی عمر اور مزاج کو بھی بڑا دخل ہے۔ لہٰذا ہر دوا ہر ملک، ہر زمان، ہر مکان اور ہر انسان کے لئے مفید نہیں ہوتی۔ اس لئے احسن یہ ہے کہ اس سلسلہ میں اپنے ماہر حکیم یا ڈاکٹر سے مشورہ کر لیا جائے۔ تاکہ فائدہ کی بجائے نقصان نہ ہو...... اس موضوع کی مزید وضاحت حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنے رسالہ اعتقادیہ میں کر دی ہے اور ہم نے بقدر ضرورت اس کی تشریح احسن الفوائد میں کر دی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

❁ اشربۂ مباحہ (جائز مشروبات) کے ابواب ❁

(اس سلسلہ میں کل پینتیس (۳۵) ابواب ہیں)

باب ۱
پینے کے لئے پانی منتخب کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جبکہ آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر کر رہے تھے کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ آنحضرتؐ ہمیں اپنے آباء و امہات اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم (قیامت کے دن) ایک بندہ سے پہلا سوال یہی کرے گا کہ کیا میں نے تجھے (ٹھنڈے اور) میٹھے اور خوشگوار پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دنیا و آخرت میں تمام مشروبات کا سردار (خالص) پانی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت میں تمام مشروبات کا سردار پانی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

پانی پینے سے لذت حاصل کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ٹھنڈے پانی کا پینا اکثر لذت کا باعث ہوتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسنادِ خود ابن فضال سے اور وہ ایک اور شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص دنیا میں پانی سے لذت اندوز ہوگا خدا اسے جنت کے مشروبات سے لذت اندوز کرے گا۔ (ایضاً)

باب ۳

پانی کا چوس کر پینا مستحب ہے اور جانور کی طرح منہ لگا کر پینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پانی کو چوس چوس کر پیو۔ اور جانوروں کی طرح منہ لگا کر نہ پیو۔ کیونکہ اس سے دردِ جگر پیدا ہوتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ۔

باب ۴

کھانا کھانے کے بعد پانی پینا اور جب ضرورت ہو (پیاس لگے) تو پھر پینا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود یاسر خادم سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کھانا کھانے کے بعد بکثرت پانی پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر اس کے علاوہ کسی چیز کے بعد زیادہ نہ پیو۔ اور فرمایا: اگر تم دیکھو کہ کوئی شخص اس طرح کھانا کھا رہا ہے (یہاں آپ نے اس طرح دونوں ہاتھ ملا کر دکھائے کہ ان میں فرق نہیں کیا) یعنی شکم سیر ہو کر کھائے اور اس کے بعد پانی نہ پیے تو اندیشہ ہے کہ اس کا معدہ نہ پھٹ جائے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسنادِ خود ابن ابی طیفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی

خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو (کھانا کھانے کے بعد) پانی پینے سے منع کیا۔ مگر امامؑ نے فرمایا: اس طرح پانی پینے میں کیا مضائقہ ہے؟ وہ معدہ میں طعام کو چکر دیتا ہے اور غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے، عقل میں اضافہ کرتا ہے اور سوداء کو بجھاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

کھجور کھانے کے بعد پانی پینا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوداؤد سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؑ نے کھجور منگوائی اور کھائی اور اس کے بعد پانی پینا شروع کر دیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! اگر آپ اس وقت پانی نہ پیتے تو اچھا نہ ہوتا؟ فرمایا: میں کھجور کھا ہی اس لئے رہا ہوں کہ اس کے بعد پانی خوشگوار ہو جائے۔ (الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے اطعمۂ مباحہ (باب ۷۶) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۶

بکثرت پانی پینا مکروہ ہے بالخصوص چکناہٹ کے بعد۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن عمر حلبی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جبکہ آپؑ ایک شخص کو نصیحت کر رہے تھے کہ پانی پینا کم کرو۔ کیونکہ وہ بیماری کو کھینچتا ہے اور جب تک تمہارا بدن بیماری کو برداشت کرے تب تک دوا سے اجتناب کرو۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ جناب برقیؒ باسناد خود محمد بن سلیمان سے اور وہ اپنے باپ (سلیمان) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک پانی نہ پئے جب تک اسے پیاس نہ لگے اور جب پئے تو کم پئے۔ (المحاسن)

۳۔ نیز فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں ہے کہ اگر لوگ پانی کم پیتے تو ان کے بدن صحیح رہتے۔ (المحاسن)

۴۔ نیز باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص پانی

کم پئے گا اس کا بدن تندرست رہے گا۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چکناہٹ کھاتے تھے تو پانی کم پیتے تھے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! آپؐ پانی بہت کم پیتے ہیں؟ فرمایا: یہ بات میرے طعام کیلئے خوشگواری کا باعث ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷

دن کے وقت کھڑے ہو کر پانی پینا مستحب ہے جبکہ رات کے وقت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دن کے وقت کھڑے ہو کر پانی پینا بدن کے لئے زیادہ قوت اور صحت کا باعث ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن احمد بن ابو محمود سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دن کے وقت کھڑے ہو کر پانی پینا کھانے کو مفید اور خوشگوار بناتا ہے اور رات کے وقت کھڑے ہو کر پینا صفراء کا باعث ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کھڑے ہو کر پانی نہ پی (یعنی رات کے وقت) اور صاف ستھرے اور ٹھنڈے میٹھے پانی میں پیشاب نہ کر۔ کیونکہ جب کوئی آدمی ایسا کرتا ہے تو شیطان اس کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ نیز فرمایا کہ ایسے حالات میں اگر اسے کچھ ہو جائے (شیطان اسے کچھ اذیت پہنچائے) تو جب تک خدا نہ چاہے وہ علیٰحدہ نہیں ہوتا۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن محمد رازی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے کھڑے ہو کر پانی پیا (یعنی دن کے وقت) اور فرمایا کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (عیون الاخبار)

۵۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دن کے وقت کھڑے ہو کر پانی پینا

لوگوں کو زیادہ کشادہ کرتا ہے۔ اور بدن کے لئے زیادہ تقویت کا موجب ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ جناب برقیؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پانی نہ پیو (یعنی رات کے وقت)۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

بہر حال (دن ہو یا رات) کھڑے ہوئے پانی پینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ عبد الملک قمی داخل ہوا اور پوچھا کہ میں کھڑے ہوئے پانی پی سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اگر چاہے تو پی سکتا ہے! اس نے پھر عرض کیا: آیا ایک ہی سانس میں سیراب ہو کر پی سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اگر چاہے تو! پھر پوچھا: آیا میں اس حال میں سجدہ کر سکتا ہوں۔ جبکہ میرا ہاتھ کپڑے کے اندر ہو......؟ فرمایا: ہاں۔ اگر چاہے! پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: بخدا میں اس قسم کے لوگوں سے تمہارے لئے خائف نہیں ہوں۔ (جو اس قسم کے سوال کرتے ہیں)۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عمرو بن ابو المقدام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں اور میرا والد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؑ کی خدمت میں ٹھیکری سے بنے ہوئے پیالہ میں پانی لایا گیا اور آپؑ نے پیا جبکہ آپؑ کھڑے تھے۔ پھر وہ پیالہ میرے والد کو دیا اور انہوں نے پیا جبکہ وہ بھی کھڑے تھے پھر وہ پیالہ مجھے پکڑوایا اور میں نے پیا جبکہ میں بھی کھڑا تھا۔ (ایضاً)

۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود حنان بن سدیر سے اور وہ اپنے والد (سدیر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کھڑے ہو کر پانی پینے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کھڑے ہوئے پانی پیا ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ ایسی حدیثیں اس کے بعد آئینگی جو کہ بظاہر ان حدیثوں کے منافی ہیں جو کہ رات کے وقت کھڑے ہو کر پانی پینے پر محمول ہیں جو کہ مکروہ ہے۔

باب ۹

ایک ہی سانس میں پانی پینا مکروہ ہے اور تین سانسوں میں پینا مستحب ہے اگر پانی کوئی مملوک پکڑوائے اور اگر کوئی آزاد آدمی پیش کرے تو پھر ایک ہی سانس سے پینا چاہیئے۔

(اس باب میں کل انیس حدیثیں ہیں جن میں سے گیارہ مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا آدمی ایک ہی سانس میں پانی پی سکتا ہے؟ فرمایا: ایسا کرنا مکروہ ہے! اور یہ اونٹوں کا پینا ہے۔(التہذیب، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین سانسوں سے پانی پینا ایک ہی سانس میں پانی پینے سے افضل ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؑ ایک ہی سانس میں اونٹوں کی طرح پانی پینے کو مکروہ جانتے تھے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود بیان کرتے ہیں کہ بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ہی سانس میں پانی پینے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اگر وہ پانی تجھے مملوک (غلام) پکڑوائے تو پھر تین سانسوں میں پی اور اگر آزاد آدمی تمہیں پکڑوائے تو پھر ایک ہی سانس میں پی۔(الفقیہ)

۴۔ نیز باسناد خود محمد بن ابو القاسم کوفی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے ایک ہی سانس میں پانی پینے کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے (یعنی حرام نہیں ہے)۔ راوی نے عرض کیا کہ ہمارے ہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ ایک ہی سانس میں پانی پینا اونٹوں کا پینا ہے؟ فرمایا: اونٹوں کی طرح پینا تب ہوتا ہے کہ جب خدا کا نام نہ لیا جائے۔(معانی الاخبار)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود مسعدہ بن الیسع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی بار منہ لگا کر پانی پینے کی مناہی فرمائی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ تین یا دو سانسوں میں پیا جائے۔(المحاسن)

۶۔ نیز باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام ایک ہی سانس میں پانی پینے کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ تین یا دو سانسوں میں پیا جائے۔(ایضاً)

۷۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا میں ایک ہی سانس میں سیر ہو کر پانی پی سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اگر تو چاہے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز باسناد خود معلیٰ بن خنیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: تین سانسوں میں پانی پینا ایک ہی سانس میں پینے سے افضل ہے۔[1] (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

پانی پینے سے پہلے اللہ کا نام لینا اور اس کے بعد اس کی حمد و ثنا کرنا اور منقولہ دعا کا پڑھنا اور ہر سانس میں اسی طرح کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ (بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ) ایک شخص پانی پیتا ہے اور اس کی وجہ سے خدا اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے! راوی نے کہا: فرزند رسولؐ! وہ کس طرح؟ فرمایا: وہ اس طرح کہ وہ پانی پیتا ہے اور ابھی طلب باقی ہوتی ہے کہ پانی الگ کر دیتا ہے اور اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہے۔ پھر پینا شروع کرتا ہے۔ اور ابھی اشتہا باقی ہوتی ہے کہ پھر اسے علیحدہ کر دیتا ہے اور پھر خدا کی حمد و ثنا کرتا ہے اور پھر پینا شروع کرتا ہے پس اس وجہ سے خدا اس کے لئے جنت واجب قرار دے دیتا ہے۔

(الفروع، معانی الاخبار، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پانی پیتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَقَانَا عَذْبًا زُلَالًا وَلَمْ یَسْقِنَا مِلْحًا اُجَاجًا وَلَمْ یُؤَاخِذْنَا بِذُنُوْبِنَا﴾۔ محاسن برقی میں یہ بھی وارد ہے کہ ہر بار پہلے بسم اللہ پڑھتے تھے۔ (الفروع، المحاسن، قرب الاسناد)

۳۔ نیز باسناد خود عمر بن یزید کی بیٹی سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

---

[1] اس باب کی تمام حدیثوں پر غور و فکر کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تین سانسوں میں پانی پینا بہر حال افضل ہے ہاں البتہ ایک ہی سانس میں پینا بہر حال جائز ہے واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص پانی پیئے تو کہے: بسم اللہ۔ پھر اسے قطع کرے اور کہے الحمد للہ۔ پھر پیئے اور کہے: بسم اللہ۔ پھر قطع کرے اور کہے الحمد للہ۔ پھر (تیسری بار) پیئے اور کہے: بسم اللہ۔ پھر قطع کرے اور کہے الحمد للہ۔ تو جب تک وہ پانی اس کے پیٹ میں رہتا ہے اور باہر نکل نہیں جاتا تب تک وہ پانی اس شخص کے لئے تسبیح و تقدیس کرتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۴۔ نیز باسناد خود علی بن محمد سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب رات کے وقت پانی پینا چاہو تو برتن کو حرکت دو اور کہو: ﴿یا ماء ماء زمزم و ماء الفرات یقرآنک السلام﴾۔ (ایضاً)

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کچھ کھاؤ یا پیؤ تو کہو: الحمد للہ۔ (المحاسن)

۶۔ نیز باسناد خود جراح مدائنی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کھانے اور پانی پر خدا کا نام لو (بسم اللہ پڑھو) اور جب فارغ ہو جاؤ تو کہو: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ﴾۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسناد خود عبداللہ عزرمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کھانے اور پانی کی ابتداء میں اللہ کا نام لے اور آخر میں اس کی حمد کرے تو اس سے اس نعمت کے بارے میں کبھی باز پرس نہیں کی جائے گی۔ (ایضاً)

۸۔ نیز باسناد خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ روٹی کھا کر شکر خدا کرنے والا خاموش رہنے والے روزہ دار سے افضل ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

جہاں پانی پایا جائے یا جہاں نہ پایا جائے بہر حال اہل ایمان کو پانی پلانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو حمزہ (ثمالی) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جو کسی پیاسے مومن کو پانی پلائے خدا اسے مہر زدہ شراب طہور

پلائے گا۔ (الکافی)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی پیاسے مؤمن کو پانی کا ایک گھونٹ پلائے جہاں پانی ملتا ہو تو خداوند عالم اسے ہر گھونٹ کے عوض ستر ہزار نیکیاں عطا فرمائے گا اور اگر وہاں پلائے جہاں پانی نہ ملتا ہو تو پھر وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے اولادِ اسماعیلؑ میں سے دس غلام آزاد کئے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود وہب بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی بھوکے مؤمن کو کھانا کھلائے اسے اللہ تعالیٰ جنت کے پھل فروٹ کھلائے گا اور جو کسی ننگے مؤمن کو کپڑا پہنائے تو خدائے تعالیٰ اسے (جنت کا) ریشمی لباس پہنائے گا۔ اور جو کسی پیاسے مؤمن کو پانی پلائے تو خدا اسے (جنت کا) مہر زدہ شراب طہور پلائے گا۔ اور جو کسی بندۂ مؤمن کی (مالی) اعانت کرے یا اس کے رنج وغم کو دور کرے تو خداوند عالم قیامت کے دن اسے اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ (امالی صدوق)

۴۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کوئی مؤمن کسی مؤمن کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے تو خدا اسے جنت کا کھانا کھلائے گا اور جو کوئی مؤمن کسی مؤمن کو پانی پلائے تو خدا اسے مہر زدہ شراب طہور پلائے گا۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے ابواب صدقہ (باب ۴۹) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

مستحب ہے کہ شامی پیالوں میں پانی پیا جائے اور مصری ٹھیکریوں میں کھانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامی گلاسوں میں پانی پیتے تھے جو شام سے لائے جاتے تھے اور آپؐ کی خدمت میں ہدیہ کئے جاتے تھے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود علی بن اسباط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب ان کے سامنے مصر کا تذکرہ کیا گیا تو فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

ارشاد ہے کہ مصر کی ٹھیکریوں میں کھانا نہ کھاؤ اور اس کی مٹی سے سر نہ دھوؤ کیونکہ وہ (مٹی) غیرت کو لے جاتی ہے اور دیوثی کا باعث ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الطہارۃ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

پیتل، پکی مٹی اور سونے و چاندی کے برتنوں میں پانی پینے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن ابو المقدام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ پکی مٹی کے آبخورے سے پانی پی رہے تھے۔ (الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس موضوع سے متعلقہ حدیثیں اس سے پہلے باب الطہارہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

برتن کے شگاف والی جگہ سے، اس کے دستہ سے اس کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پانی پینا مکروہ ہے بلکہ اس کے ہونٹ والی جگہ سے پینا مستحب ہے اور اس کے دستہ والی جگہ سے وضو کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ برتن میں شگاف والی جگہ سے پانی نہ پیو۔ اور نہ ہی اس کے دستہ سے پیو۔ کیونکہ شیطان برتن کے دستہ اور شگاف پر بیٹھتا ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود سالم بن مکرم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجدؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ برتن کے دستہ اور اس کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پانی نہ پیو کیونکہ وہ شیطان کے پینے کی جگہ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود قیس بن الماصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک حدیث کے ضمن میں میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کوزے کی حد کیا ہے؟ فرمایا: اس کے دونوں ہونٹوں (کناروں) سے ملی ہوئی جگہ سے پانی پیو۔ اور اللہ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو)۔ اور جب اسے منہ سے الگ کرو تو خدا کی حمد کرو۔ اور خبردار اس کے دستہ کی جگہ سے نہ پینا کیونکہ وہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہ کوزے کی حد ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ نیز باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں جانوروں کی طرح پانی پینے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا: اپنے ہاتھوں سے پانی پیؤ کہ یہ تمہارے بہترین برتن ہیں اور اس کنویں میں تھوکنے کی مناہی فرمائی جس سے پانی پیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کوزہ، پیالہ، شیشہ کے گلاس اور لکڑی کے برتن میں اس کے دستہ کی جگہ سے پانی پینے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ان کے دستہ کی جگہ سے نہ پانی پیؤ اور نہ ہی وضو کرو۔ (البحار)

۶۔ جناب کشیؒ باسناد خود سویر بن ابوفاختہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنی کنیز سے فرمایا کہ دسترخوان لا جبکہ آپؑ کی خدمت میں ایک جماعت بیٹھی تھی۔ چنانچہ اس نے دسترخوان بچھایا۔ امامؑ نے فرمایا: ہر تعریف ہے اس خدا کے لئے جس نے ہر چیز کی ایک حد مقرر کی ہے جس تک وہ پہنچتی ہے۔ حتیٰ کہ اس دسترخوان کی بھی ایک حد ہے! اس موقع پر ابن ذر نے عرض کیا کہ اس کی وہ حد کیا ہے؟ فرمایا: جب بچھایا جائے تو خدا کا نام لیا جائے (بسم اللہ پڑھی جائے) اور جب اٹھایا جائے تو اللہ کی حمد و ثنا کی جائے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد سب نے کھانا کھایا۔ پھر امامؑ نے کنیز سے فرمایا: ہمیں کچھ پلا۔ چنانچہ وہ شوربے کا ایک کوزہ لائی۔ پس جب آپؑ نے وہ کوزہ اپنے ہاتھ میں لیا تو فرمایا کہ ہر قسم کی تعریف اس پروردگار کے لئے ہے جس نے ہر چیز کی ایک حد مقرر کی ہے یہاں تک کہ اس کوزے کی بھی ایک حد ہے! یہاں ابن ذر نے عرض کیا کہ اس کی حد کیا ہے؟ فرمایا: اس کی حد یہ ہے کہ جب اسے پیا جائے تو خدا کا نام لیا جائے اور جب آدمی فارغ ہو چکے تو خدا کی حمد کرے۔ اور اس کے دستہ سے اور اس کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے (اگر ہو تو) نہ پیا جائے۔ (رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۹ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

منہ ڈبو کر پانی پینا مکروہ ہے اور ہاتھوں سے پینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غزوۂ تبوک میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو (پانی میں منہ ڈبو کر) مونہوں سے پانی پی رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اپنے ہاتھوں سے پیو کہ یہ تمہارے بہترین برتن

ہیں۔(الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۶

آبِ زمزم کا پینا اور اس سے ہر بیماری کی شفا طلب کرنا مستحب ہے اور حضرموت (یمن میں واقع) وادیٔ برہوت سے پانی پینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ تمام روئے زمین پر بہترین پانی آبِ زمزم ہے اور تمام روئے زمین کا بدترین پانی وادیٔ برہوت کا ہے جو حضرموت (یمن) میں ہے جس پر رات کے وقت کفار کے سردار وارد ہوتے ہیں۔(الفروع، المحاسن)

۲۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ آبِ زمزم ہر اس بیماری سے باعث شفا ہے جس کے لئے پیا جائے۔(ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عزرمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمام چشمے خانۂ کعبہ کے نیچے سے پھوٹتے ہیں۔(ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حوضِ زمزم کے قریب بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے مجھ سے کہا: اے ابوحمزہ! یہ پانی نہ پی کیونکہ اس میں سب جن وانس شریک ہیں اور (اس سے پی کہ) اس میں صرف انسان شریک ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ مجھے اس شخص کی اس بات سے بڑا تعجب ہوا کہ اسے یہ بات کس طرح معلوم ہوئی ہے؟ چنانچہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں اس شخص کی یہ بات پہنچائی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ شخص جنات میں سے تھا جس نے تمہاری راہنمائی کی ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ جس ڈول سے پانی پینے کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد وہ ڈول ہے جو حجر اسود کے بالمقابل ہے۔ اور جس سے روکا گیا ہے اس سے مراد وہ ڈول ہے جو اس سے دور ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۔ جناب برقیؒ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تھے تو (آپ کی خدمت میں آبِ زمزم ہدیہ کے طور پر پیش کیا جاتا تھا)۔(المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الحج میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۷

میزابِ کعبہ (یعنی خانۂ کعبہ کے پرنالے) کا پانی پینا اور اس سے شفا حاصل کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صارم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم (حج کے موسم میں) مکہ میں تھے کہ ہمارے دینی بھائیوں میں سے ایک شخص بیمار ہوا یہاں تک کہ قریب بمرگ ہوگیا۔ چنانچہ راستے میں مجھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ملے اور انہوں نے دریافت کیا کہ فلاں (اس بیمار آدمی) کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں میں نے اسے موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا چھوڑا ہے۔ یہ سن کر امامؑ نے فرمایا: اگر تمہاری جگہ میں ہوتا تو میں تو اسے میزاب کا پانی پلاتا۔ یہ سن کر ہم نے وہ پانی تلاش کیا مگر کسی کے پاس نہ ملا۔ ہم اسی حالت میں پریشان تھے کہ ایک بادل اٹھا اور گرج چمک کے ساتھ برسا۔ تو جو لوگ مسجد (الحرام) میں موجود تھے ان میں سے بعض کے پاس گیا اور اسے ایک درہم اور پیالہ دیا کہ وہ میزاب کا پانی لائے۔ چنانچہ وہ لایا۔ اور میں وہ پانی لے کر اس بیمار کے پاس گیا۔ اور اسے پلایا اور میں وہاں سے اس وقت اٹھا جب وہ یہ پانی پی کر صحت یاب ہوگیا۔ (الفروع، المحاسن)

باب ۱۸

باعث برکت سمجھ کر مؤمن کا جوٹھا پانی پینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کے جوٹھے میں ستر بیماریوں کی شفاء ہے۔ (ثواب الاعمال)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن اسماعیل سے اور وہ مرفوعاً (معصومؑ) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کے جوٹھے کو باعث برکت سمجھ کر پیئے تو خدا ایک فرشتے کو پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اس کے لئے مغفرت طلب کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا کہ مؤمن کے جوٹھے میں شفاء ہے۔ (الخصال)

باب ۱۹

مشکیزہ کے دہانے سے منہ لگا کر پانی پینا مکروہ ہے نیز پیالہ میں پھونک مارنا بھی مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود قاسم بن سلام سے اور وہ مرفوعاً حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے مشکیزے کے دہانے کو منہ لگا کر پانی پینے کی مناہی فرمائی ہے۔

(معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ پانی کے پیالہ میں پھونک مارنے کی کراہت پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۰

مستحب ہے کہ قیام گاہ والا پہلے اور ساقی آخر میں پانی پیئے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب برقیؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیام گاہ والا یعنی صاحب منزل پہلے پانی پیئے گا اور وضو آخر میں کرے گا۔ (المحاسن، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو ساقی ہوتا ہے وہ خود آخر میں پانی پیتا ہے۔ (المحاسن)

باب ۲۱

مستحب ہے کہ بغرضِ حصولِ شفاء بارش کے اس پانی پر جسے زمین پر پہنچنے سے پہلے حاصل کیا جائے اس پر سورۂ حمد اور قل ھو اللہ اور معوذتین ستر ستر بار پڑھی جائیں (اور پھر وہ پانی پیا جائے)۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن فضل طبرسیؒ اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ نے مجھے ایک ایسی دوا بتائی ہے جس کی موجودگی میں میں کسی دواء کا محتاج نہیں رہا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! وہ دواء کیا ہے؟ فرمایا: بارش کا پانی زمین پر پہنچنے سے پہلے حاصل کر لیا جائے اور

اسے صاف ستھرے برتن میں رکھا جائے اور اس پر ستر بار سورۂ حمد، ستر بار سورۂ قل ھو اللہ اور سورۂ معوذتین ستر بار پڑھی جائیں پھر اس پانی کا ایک گلاس صبح پیا جائے اور ایک گلاس شام۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: مجھے اس پروردگار کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے کہ ایسا کرنے سے خدا اس کے بدن، ہڈی اور لوگوں سے ہر قسم کی بیماری کھینچ لیتا ہے۔ (مکارم الاخلاق)

باب ۲۲

بارش کا پانی پینا مستحب ہے مگر اولے کھانا مکروہ ہیں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا نے فرمایا ہے: ﴿وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا﴾ (کہ ہم نے آسمان سے بابرکت پانی نازل کیا ہے)...... فرمایا: زمین میں کوئی ایسا پانی نہیں ہے جس کے ساتھ آسمانی پانی مخلوط نہ ہو۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بارش کا پانی پیو۔ کیونکہ وہ بدن کو پاک وصاف کرتا ہے اور بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ﴾ (کہ خدا آسمان سے پانی برساتا ہے جس سے تمہیں پاک کرتا ہے اور شیطانی کثافت کو دور کرتا ہے، تمہارے دلوں کو مضبوط کرتا ہے اور تمہارے قدموں کو ثابت رکھتا ہے)۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ نیز باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اولے نہیں کھائے جاتے کیونکہ خداوند عالم ان کے بارے میں فرماتا ہے: ﴿يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (اس کے ذریعہ سے جسے چاہتا (اذیت) پہنچاتا ہے)۔ (الفروع)

باب ۲۳

آبِ فرات کا پانی پینا اور اس سے شفاء حاصل کرنا اور اولاد کو اس کی گھٹی ڈالنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ابوحمزہ سے اور وہ ایک اور شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں خیال نہیں کرتا کہ کوئی شخص آبِ فرات سے گھٹی ڈالے اور پھر وہ ہم اہل بیتؑ سے محبت نہ کرے۔ اور اہل کوفہ جو آبِ فرات پیتے ہیں تو کسی خاص بات کے لئے اور فرمایا: اس میں جنت (کے پانی) سے دو پرنالے ڈالے جاتے ہیں۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر ہمارے اور نہر فرات کے درمیان صرف چند میل کا فاصلہ ہوتا تو ہم وہاں جاتے اور اس سے شفا حاصل کرتے۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ نیز باسناد خود سعدان سے اور وہ کئی اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر اہل کوفہ اپنی اولاد کو آبِ فرات کی گھٹی ڈالتے تو وہ ہمارے شیعہ ہوتے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ہر شب جمعہ میں آسمان سے ایک فرشتہ اترتا ہے جس کے پاس تین مثقال جنت کا مشک ہوتا ہے جسے وہ نہر فرات میں ڈالتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرق و مغرب میں کوئی نہر اس سے زیادہ بابرکت نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب النکاح اور باب الزیارات میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

گندھک کا پانی اور کڑوا پانی پینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طوفان (نوح) کے دنوں میں جناب نوح علیہ السلام نے تمام پانیوں کو بلایا چنانچہ سب نے لبیک کہی سوائے گندھک کے پانی کے اور کڑوے پانی کے تو آپؑ نے ان دونوں پر لعنت کی۔ (الفروع، الخصال)

۲۔ نیز باسناد خود ابوسعید عقیصا تمیمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن و حسین علیہما السلام کو دیکھا کہ وہ تہمند باندھ کر نہر فرات میں نہا رہے ہیں۔ میں نے کہا: آپؑ نے تہمند خراب کر لئے۔ (یعنی ان کے بغیر نہا لیتے) تو انہوں نے فرمایا: اے ابوسعید! تہمندوں کا خراب ہونا ہمیں دین کے خراب ہونے سے زیادہ پسند ہے۔ (پھر فرمایا) زمین کی طرح پانی کے اندر بھی مخلوق رہتی ہے (لہٰذا ان سے بھی سَتر لازم ہے)۔۔۔۔۔۔ پھر پوچھا: تم کدھر جا رہے ہو؟ اِدھر ایک پانی ہے وہاں جا رہا ہوں؟ فرمایا: وہ کون سا پانی ہے؟ عرض کیا گیا: یہاں

کڑوا پانی ہے۔ کیوں؟ مجھے کچھ تکلیف ہے چاہتا ہوں اس کی وجہ سے میرا جسم اور پیٹ ٹھیک ہو جائے! فرمایا: ہم نہیں سمجھتے کہ جس چیز پر خدا نے لعنت کی ہے اس میں شفا رکھے! میں نے پوچھا: وہ کس طرح؟ فرمایا: قومِ نوح نے آپ کی نافرمانی کی۔ اور خدا نے آسمان سے موسلا دھار بارش برسائی اور زمین کو بھی وحی کی (کہ وہ بھی پانی نکالے) مگر چند چشموں نے نافرمانی کی۔ ان میں سے ایک یہ کڑوا پانی بھی ہے جس پر خدا نے لعنت کی ہے اور اسے بہت کھاری اور کڑوا بنا دیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الطہارہ میں اور باب الاطعمہ میں کڑوی چیز سے علاج کرنے کے سلسلہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۵

بائیں ہاتھ سے برتن پکڑنا اور پینا مکروہ ہے مگر حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود جراح مدائنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بائیں ہاتھ سے کھانا یا پینا یا برتن پکڑنا مکروہ جانتے تھے۔ (الفقیہ، التہذیب، الفروع، المحاسن)

۲۔ جناب برقیؒ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؑ تشریف لائے اور بائیں ہاتھ سے پانی کا برتن پکڑا اور ایک ہی سانس میں پی گئے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ حدیث کسی عذر پر محمول ہے کہ آپؑ نے کسی معذوری و مجبوری کی بناء پر ایسا کیا)۔ یا پھر اس بات پر محمول ہے کہ آپؑ حاضرین کو بتانا چاہتے تھے کہ ایسا کرنا جائز ہے اور حرام نہیں ہے۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے آدابِ دسترخوان میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۶

نیل مصر، عقیق کا پانی، اور سیحان و جیحان کا پانی پینے کا بیان اور دجلہ اور بلخ کے پانی کو ترجیح دینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبیداللہ بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو نہریں مؤمن ہیں اور دو نہریں کافر۔ چنانچہ مؤمن نہریں یہ ہیں: (۱) فرات، (۲) نیل مصر۔

اور کافر نہریں یہ ہیں: (۱) دجلہ، (۲) اور بلخ۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسنادِ خود سلیمان بن جعفر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس آیت شریفہ ﴿وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ﴾ کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد وادیٔ عقیق کا پانی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادِ خود یعقوب بن یزید سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نیل مصر کا پانی دل کو مار دیتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (اس حدیث میں مدح وقدح دونوں کا احتمال ہے) یعنی ممکن ہے کہ دل کے مارنے سے یہ مراد ہو کہ وہ دل کی سختی کو دور کر کے اس میں نرمی اور خشوع پیدا کرتا ہے۔ بنابریں یہ مدح ہوگی۔ اور ممکن ہے کہ اسے کراہت پر محمول کیا جائے اور پہلی حدیث کو جواز پر۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عیسیٰ بن عبداللہ ہاشمی سے اور وہ اپنے آباء واجداد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چار نہریں جنت میں سے ہیں: (۱) فرات، (۲) نیل، (۳) سیحان۔ (۴) جیحان۔ (پھر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) فرات تو دنیا وآخرت میں پانی ہے، نیل شہد ہے، سیحان شراب (طہور) ہے اور جیحان دودھ ہے۔ (ثواب الاعمال)

باب ۲۷

پانی پیتے وقت حضرت امام حسین علیہ السلام کو یاد کرنا اور ان کے قاتل پر لعنت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود داؤد الرقی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؑ نے پانی طلب فرمایا جو لایا گیا اور جب پیا تو میں نے دیکھا کہ آپؑ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ اور پھر فرمایا: اے داؤد! خدا امام حسین علیہ السلام کے قاتل پر لعنت کرے۔ امام حسین علیہ السلام کی یاد زندگی کو کس قدر منغص کرتی ہے! (پھر فرمایا) میں جب بھی ٹھنڈا پانی پیتا ہوں تو ضرور امام حسین علیہ السلام کو یاد کرتا ہوں۔ اور جب بھی کوئی بندہ پانی پئے اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کی اہل بیتؑ کو یاد کرے اور ان کے قاتلوں پر لعنت کرے تو خدا اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں لکھتا ہے اور ایک لاکھ برائیاں مٹاتا ہے۔ اور اس کے لئے ایک لاکھ درجے بلند کرتا ہے۔ اور گویا اس نے ایک لاکھ غلام آزاد کئے ہیں اور بروزِ قیامت خدا اسے ٹھنڈے دل کے ساتھ محشور فرمائے گا۔ (الفروع، الامالی، کامل الزیارہ)

باب ۲۸

حلال جانوروں کا دودھ پینا اور ان کے پیشاب ولعاب کا پاک ہونا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشروبات میں سے دودھ کو پسند کرتے تھے۔ (المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن مغیرہ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دودھ پیتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَ زِدْنَا مِنْہُ﴾۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الاطعمہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۹

اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع وفروتنی کرتے ہوئے لذیذ مشروبات کا ترک کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ جناب حسین بن سعید اپنی کتاب الزہد میں باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعرات کو مسجد قبا میں روزہ افطار کیا۔ اور فرمایا: کچھ پینے کے لئے ہے؟ اس پر اوس بن خولہ انصاری ایسے دودھ کا ایک بڑا پیالہ لائے جس میں شہد ملا ہوا تھا۔ پس جب آپ نے اسے منہ پر رکھا تو فوراً دور کر دیا۔ یہ دو مشروب اکھٹے ہوگئے ہیں جن میں سے ایک پر اکتفا کیا جا سکتا ہے۔ میں نہ یہ پیتا ہوں اور نہ ہی اسے حرام قرار دیتا ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع کرتا ہوں۔ کیونکہ جو تواضع کرتا ہے خدا اسے بلند کرتا ہے اور جو بڑا بننے کی کوشش کرتا ہے خدا اسے پست کرتا ہے اور جو شخص اپنی گزر بسر میں میانہ روی اختیار کرتا ہے خدا اسے رزق عطا کرتا ہے اور جو فضول خرچی کرتا ہے خدا اسے محروم کرتا ہے اور جو شخص موت کو زیادہ یاد کرتا ہے تو خدا اس سے محبت کرتا ہے۔ (کتاب الزہد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۴ از اطعمہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۰

وہ پانی جس میں کچھ کھجوریں یا کشمش ڈالی جائے وہ جب تک جوش میں نہ آئے تب تک حلال ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ایوب بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ابوالبلاد کو سنا کہ وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نبیذ کے بارے میں سوال کر رہا تھا اور امام جواب میں فرما رہے تھے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اس میں تو شراب کی تلچھٹ ڈالی جاتی ہے؟ فرمایا: پھر تو وہ بدترین مشروب ہے۔ مگر تم صبح پانی میں چند دانے ڈالو اور شام کو پیؤ۔ عرض کیا: یہ تو ہمارے پیٹ کو خراب کرتا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: جو چیز تمہارے دین کو خراب کرتی ہے اس کا پینا زیادہ خرابی کا باعث ہے۔ (الفروع)

باب ۳۱

پینے کیلئے ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا انتخاب کرنا اور کسی میٹھی چیز جیسے شکر اور فالودہ کا اس میں اضافہ کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! کون سا مشروب آپ کو زیادہ پسند ہے؟ فرمایا: ٹھنڈا اور میٹھا پانی۔ (المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود ابوالحسن احمسی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مؤمن خوشگوار طبیعت کا مالک ہوتا ہے لہذا وہ خوشگوار کھانے پینے کو پسند کرتا ہے اور مؤمن میٹھا ہوتا ہے اس لئے مٹھاس کو پسند کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود یوسف بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فالودہ پسند تھا اور جب کھانا چاہتے تھے تو فرماتے تھے کہ ہمارے لئے بنالاؤ مگر کم بنانا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ہم اہل بیتؑ حلوا (میٹھی چیز) کو پسند کرتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۸ و ۴۹ از اطعمۂ مباحہ میں) گزر چکی

ہیں۔

باب ۳۲

انگور کے جوس کا جوش مارنے سے پہلے یا جوش کے بعد دوثلث کم ہونے کے بعد پینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: انگور کا جوس حرام نہیں ہے جب تک جوش میں نہ آئے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب انگور کے جوس کو آگ پر چڑھایا جائے اور اس کے دو حصے ختم ہو جائیں اور ایک حصہ باقی رہ جائے تو وہ حلال ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

شراب جب سرکہ بن جائے تو حلال ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر پرانی شراب کو سرکہ بنا دیا جائے تو؟ فرمایا: پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۵ از اطعمۂ مباحہ میں) گزر چکی اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۰ از اشربۂ محرمہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

ستو کا بیان۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود خیثمہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص چالیس دن تک صبح سویرے ستو پیئے اس کے دونوں کاندھے طاقت سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں۔

باب ۳۵

آنسو کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید ابن طاؤسؒ اپنی کتاب **الملهوف علی قتلی الطفوف** میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے والد ماجدؑ پر چالیس سال (صحیح ۳۵ سال ہے) تک اس طرح روئے ہیں کہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو مصلائے عبادت پر گزارتے تھے اور جب افطاری کا وقت ہوتا اور آپؑ کا غلام کھانا اور پانی لاتا۔ تو آپؑ فرماتے (میں کس طرح کھاؤں اور پیؤں جبکہ) حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام بھوکے شہید کئے گئے جبکہ ابو عبد اللہؑ پیاسے شہید کئے گئے۔ اسی طرح کہتے جاتے اور برابر روتے جاتے تھے یہاں تک کہ آپؑ کا کھانا آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا اور پانی میں آنسوؤں کی آمیزش ہو جاتی تھی۔ امامؑ کی برابر یہی روش ورفتار رہی یہاں تک کہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔

(الملهوف علی قتلی الطفوف)

اشربۂ محرّمہ یعنی حرام مشروبات کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل اکتالیس (۴۱) ابواب ہیں)

باب ۱
حرام شراب کے اقسام۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شراب کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) عصیر جو کہ انگور سے بنائی جاتی ہے، (۲) نقیع جو کہ کشمش سے بنائی جاتی ہے، (۳) بتع جو کہ شہد سے بنائی جاتی ہے، (۴) مزر جو کہ جو سے بنائی جاتی ہے، (۵) نبیذ جو کہ کھجور سے بنائی جاتی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شراب پانچ چیزوں سے تیار ہوتی ہے: (۱) کھجور سے، (۲) کشمش سے، (۳) گندم سے، (۴) جو سے، اور (۵) شہد سے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب علی بن ابراہیم قمی اپنی تفسیر میں ابوالجارود سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ..... الآیۃ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: خمر وہ مشروب ہے جو نشہ آور ہے اور جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہوتی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حرمت شراب نازل ہونے سے پہلے ایک بزرگ نے شراب پی۔ پھر وہ مدہوش ہوگیا۔ پس اس کے بعد خدا نے اس کی حرمت نازل فرمائی۔ اور یہ حرمت مدینہ میں نازل ہوئی جہاں کچی پکی کھجور کی شراب بہت زیادہ مقدار میں تھی پس جب اس کی حرمت نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں بیٹھ گئے۔ اور حکم دیا کہ وہ تمام برتن حاضر کئے جائیں جن میں وہ لوگ شراب بناتے تھے پس آپؐ نے سب کو اوندھا کر دیا اور فرمایا: یہ سب شراب ہے جسے خدا نے حرام قرار دے دیا ہے۔ ان دنوں چونکہ مدینہ میں زیادہ تر کچی پکی کھجور کی شراب زیادہ تھی اس لئے اسی کے برتن زیادہ اوندھے کئے گئے۔ ہاں البتہ انگور کی شراب کا صرف ایک برتن اوندھا کیا گیا جس میں کشمش اور کھجور شامل تھا۔ بہرحال خدا نے شراب کو اور اس کی قلیل و کثیر مقدار کو اور اس کی بیع و شرا کو اور اس سے استفادہ

کرنے کو حرام قرار دے دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (آج کے بعد) جو شراب پئے اسے کوڑے مارو۔ اور اگر پھر بھی پئے تو اسے کوڑے مارو۔ تیسری بار بھی کوڑے مارو۔ اور اگر چوتھی بار بھی پئے تو پھر اسے قتل کر دو۔ نیز فرمایا کہ جو شخص شراب پئے گا خدا پر لازم ہے کہ زنا کار مردوں اور زنا کار عورتوں کی شرمگاہوں سے جو گندہ مواد نکلتا ہے وہ اسے پلائے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص شراب پئے تو چالیس راتوں تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اور اگر پھر بھی پئے تو مزید چالیس راتوں تک نماز قبول نہیں ہوتی اور اگر اس دوران میں توبہ کئے بغیر مر جائے تو خداوند عالم اسے قیامت کے دن طینت خبال سے پلائے گا۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بعض ایسی حدیثیں آئینگی جو ان مطالب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲

انگور و کھجور وغیرہ کا جوس جب جوش میں آئے اور اس کے دو ثلث ختم نہ ہوں تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور جب اس کے دو ثلث ختم ہو جائیں تو پھر باقیماندہ ثلث مباح ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر جوس جو آگ پر رکھا جائے (اور اسے جوش آجائے) تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور جب تک اس کے دو ثلث ختم نہ ہو جائیں اور ایک ثلث باقی نہ رہ جائے اس وقت تک حلال نہیں ہوتا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابو الربیع الشامی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ شراب کی حرمت وحلت کا آغاز کس طرح ہوا؟ اور پہلی بار کب اور کس طرح شراب بنائی گئی؟ فرمایا: جب جناب آدم علیہ السلام جنت سے نکل کر زمین پر آئے تو انہیں جنت کے پھل وفروٹ کی خواہش ہوئی۔ تو خداوند عالم نے ان پر انگور کی دو ٹہنیاں اتاریں اور انہوں نے ان کو زمین میں گاڑھا۔ پس جب ان پر پھل پھول لگے تو شیطان نے ان کے اردگرد دیوار کھڑی کر دی۔ جناب آدمؑ نے اس سے پوچھا: اے ملعون! تو یہ کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا: یہ دونوں درخت میرے ہیں۔ جناب آدمؑ نے کہا: تو جھوٹ بکتا ہے (یہ تو میرے ہیں) بہرحال اس نزاع کے بعد دونوں جبرائیل امینؑ کی ثالثی پر رضامند ہو گئے۔ پس جناب آدمؑ نے انہیں سارا قصہ کہہ سنایا۔ یہ سن کر جناب جبرئیلؑ نے آگ کو اٹھا کر انگوروں پر دے مارا جبکہ انگور لگے ہوئے تھے۔ جناب آدمؑ و

ابلیس دونوں یہ سمجھے کہ انگور جل گئے ہیں۔ مگر دراصل اس آگ سے ان کے دو حصے جل گئے اور ایک ثلث بچ گیا۔ اس وقت جبرئیلؑ نے کہا کہ جو دو ثلث جل گئے وہ (شراب ہونے کی وجہ سے) شیطان کا حصہ ہے اور جو ثلث بچ گیا وہ (پاک ہونے کی وجہ سے) جناب آدمؑ کا حصہ ہے۔ (الفروع، العلل)

۳۔ نیز باسناد خود ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خداوند عالم نے جناب آدمؑ کو زمین پر اتارا تو ان کو زراعت اور کھیتی باڑی کرنے کا حکم دیا اور جنت سے بونے کی چیزیں اتاریں جیسے کھجور، انگور، زیتون اور انار۔ تو جناب آدمؑ نے انہیں اپنی اولاد کی خاطر بویا اور پھر ان کا پھل کھایا تب ابلیس نے ان سے کہا: مجھے بھی اجازت دیں کہ میں بھی ان چیزوں میں سے کچھ کھاؤں مگر آدمؑ نے انکار کیا۔ پھر جب آدمؑ کے آخری لمحاتِ حیات تھے تو شیطان پھر آیا اور جناب حوا سے کہا کہ مجھے سخت بھوک و پیاس لگی ہے لہٰذا ان پھلوں سے کچھ چکھائیں۔ جناب حوا نے کہا کہ جناب آدمؑ نے مجھے وصیت کی ہے کہ یہ چیزیں چونکہ جنت سے آئی ہیں لہٰذا تمہیں ان سے کچھ نہ کھلاؤں۔ لہٰذا تو یہ نہیں کھا سکتا۔ اس پر ابلیس نے کہا: ان میں سے کچھ میری ہتھیلی پر نچوڑ دیں (جسے میں چاٹ لوں گا) مگر جناب حوا نے اس سے بھی انکار کیا۔ اس پر ملعون نے کہا: مجھے اتنی اجازت دیں کہ میں کچھ چوس لوں مگر کھاؤں گا نہیں۔ تب حوا نے اسے انگور کی ایک لڑی دی۔ چنانچہ اس نے اسے چوسا مگر حوا کی تاکید شدید کی وجہ سے کھایا نہیں۔ پس جب حوا نے دیکھا کہ وہ اسے کاٹ رہا ہے تو انہوں نے اسے اس کے منہ سے کھینچ لیا۔ تب خدا نے جناب آدمؑ کو وحی فرمائی کہ انگور کو میرے اور تمہارے دشمن نے چوسا ہے اس لئے میں نے اس کے جوس میں خمر کو حرام قرار دے دیا ہے کیونکہ دشمن خدا ابلیس نے حوا کو مکر و فریب دے کر اسے چوسا تھا۔ اور اگر وہ اسے کھا لیتا تو پھر انگور بالکل حرام ہو جاتا۔ اس کے بعد ابلیس نے حوا سے کہا کہ مجھے کھجور بھی چسا۔ چنانچہ آپ نے اسے کھجور کا ایک دانہ دیا جسے اس نے چوسا۔ بہرحال جناب آدمؑ کی وفات کے بعد ابلیس وہاں گیا اور انگور و کھجور کی جڑوں میں پیشاب کیا تو اس دشمن خدا کا پیشاب ان کی ٹہنیوں میں بھی اثر انداز ہوا۔ اسی وجہ سے انگور و کھجور میں "سکر" (نشہ) پایا جاتا ہے۔ اس لئے خدا نے ہر "مُسکر" (نشہ آور) چیز کو اولادِ آدم پر حرام قرار دے دیا اور ہر نشہ آور چیز خمر قرار پائی۔ کیونکہ دشمن خدا ابلیس کے پیشاب کرنے کی وجہ سے انگور اور کھجور کے پانی کا مزہ بدل گیا تھا۔ (الفروع)

۴۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے باہر آئے تو آپؑ نے کچھ بوٹے لگائے جن میں سے ایک کھجور بھی تھی اور شیطان نے آکر اسے اکھیڑ دیا۔ یہاں تک کہ فرمایا: جناب نوح علیہ السلام نے شیطان سے کہا کہ تو نے اسے کیوں اکھیڑا ہے؟ بخدا میں

نے جو کچھ بویا ان میں سے مجھے یہ کھجور زیادہ پسند ہے۔ لہٰذا میں اسے پھر گاڑوں گا۔ اس پر شیطان نے کہا: میں بھی اسے ضرور اکھیڑوں گا۔ اس پر جبرئیلؑ نے جناب نوح علیہ السلام سے کہا کہ اس میں اس (ملعون) کا کچھ حصہ مقرر کر دیں۔ چنانچہ آپؑ نے پہلے ایک ثلث مقرر کیا مگر ابلیس اس پر راضی نہ ہوا۔ پھر نصف مقرر کیا مگر وہ ملعون اس پر بھی راضی نہ ہوا۔ تب جبرئیلؑ کے کہنے پر کہ اس پر احسان کیجئے چنانچہ جناب نوحؑ نے اس کے لئے دو ثلث مقرر کئے۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہی وجہ ہے کہ جب انگور کا جوس جوش میں آ جائے تو حرام ہو جاتا ہے اور جب شیطان کا حصہ یعنی اس کے دو ثلث چلے جائیں تو پھر تم اسے کھا پی سکتے ہو۔ (الفروع)

۵۔ نیز باسناد خود محمد بن هیثم سے اور وہ ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اس شخص نے سوال کیا کہ انگور (وغیرہ) کا جوس آگ پر رکھا جائے اور اسے جوش آ جائے تو آیا آدمی اسے پی سکتا ہے؟ فرمایا: جب اس میں جوش اور تبدیلی آ جائے تو پھر اس میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اس کے دو ثلث چلے جائیں اور صرف ایک ثلث باقی رہ جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد بزرگوار علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب جناب نوح علیہ السلام کو پودے لگانے کا حکم دیا گیا تو ابلیس لعین ان کے پاس موجود تھا۔ پس جب جناب نوح علیہ السلام نے انگور لگانا چاہا تو ابلیس نے کہا: یہ درخت میرے لئے ہے۔ اس پر جناب نوح نے کہا: تو جھوٹ کہتا ہے۔ اس پر ابلیس نے کہا: تو پھر اس میں سے میرا حصہ کتنا ہے؟ تب نوحؑ نے فرمایا: اس میں سے دو حصے تیرے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب جوش مارنے کے بعد ایک ثلث باقی رہ جائے تو وہ پاک (اور حلال) ہو جاتا ہے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

(انگور وغیرہ) کا جوس جب تک جوش میں نہ آئے یا نشہ آور نہ ہو تب تک اس کا پینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جوس جب تک جوش میں نہ آئے تب تک حرام نہیں ہوتا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے پوچھا کہ جوس کا پینا کیسا ہے؟ فرمایا: جب تک اس میں جوش پیدا نہ ہوتب تک پیو۔ اور جب جوش مارے تو پھر نہ پیو۔ راوی نے عرض کیا کہ وہ جوش کیا ہے؟ فرمایا: تبدیلی کا آجانا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ذریح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جب جوس میں نشہ پیدا ہو جائے یا جوش مارے تو حرام ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

گوشت کے کچے انگوروں یا ان کے جوس میں پکانے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب محمد بن ادریسؒ آخر سرائر میں کتاب مسائل الرجال سے نقل کرتے ہیں کہ محمد بن علی بن عیسیٰ نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ہمارے ہاں ایک خاص قسم کا کھانا ہے یعنی اس طرح گوشت پکایا جاتا ہے کہ جب تک اس کے دو حصے ختم نہ ہو جائیں اور ایک حصہ باقی نہ رہ جائے تب تک اسے (کھایا اور) پیا نہیں جاسکتا اور جو جوس ہانڈی میں ڈالا جاتا ہے تو وہ بھی تو ایسا ہی ہے اس لئے ہمارے لوگوں نے اس گوشت کے کھانے سے اجتناب کیا ہوا ہے جب تک پہلے ہم اپنے آقا و مولا سے اجازت حاصل نہ کر لیں؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (السرائر ابن ادریس حلیؒ)

باب ۵

کشمش وغیرہ کے پانی کا حکم؟ اور اس کے پکانے کی کیفیت؟ (شراب الصالحین)

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ انگور (وغیرہ کا جوس) جب پکایا جائے یہاں تک کہ اس کے دو ثلث ختم ہو جائیں تو ایک ثلث باقی رہ جائے تو وہ حلال ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کشمش کس طرح پکائی جاتی ہے تا کہ اس کا پینا حلال ہو جائے؟ فرمایا: ایک چوتھائی حصہ کشمش لو۔ پھر اسے صاف کرو۔ بعد ازاں اس پر (قریباً چار گنا) بارہ رطل پانی ڈالو۔ اور پھر اسے رات بھر پانی میں بھگوئے رکھو۔ جب صبح ہو تو اس کا نچوڑ لے لو۔ اور اس (کشمش) پر اتنا اور پانی ڈالو جو اسے ڈھانپ لے۔ پھر اسے آگ پر چڑھاؤ۔ پھر

اس کا پانی اتار کر سابقہ پانی پر انڈیل دو۔ پھر سب پانی ایک برتن میں ڈال دو۔ اور اس کے نیچے آگ روشن کرو۔ یہاں تک کہ اس کے دوثلث ختم ہو جائیں اور ایک ثلث باقی رہ جائے۔ بعد ازاں ایک رطل شہد لو۔ اور اسے آگ پر رکھو اور اس کی جھاگ اتار لو۔ پھر اسے سابقہ پکے ہوئے پانی پر ڈال دو۔ اور ان کو باہم خلط ملط کر دو۔ اور اگر چاہو تو اسے خوشبودار بنانے کے لئے اس میں کچھ زعفران بھی ڈال دو۔ اور اگر چاہو تو اسے مزید خوشبودار بنانے کے لئے کچھ زنجبیل (سنڈھ) بھی ڈال لو۔ اب اگر اسے پکانے کیلئے تین حصوں پر تقسیم کرنا چاہو تو پہلے اسے تول لو تاکہ معلوم ہو کہ وہ کس قدر ہے؟ اور پھر اس کی ایک مقدار برتن میں انڈیل دو اور اسے جوش دو۔ اور اس طرح یکے بعد دیگرے تینوں حصے ڈالو اور اس کے نیچے ہلکی آنچ کی آگ روشن رکھو یہاں تک کہ اس کے دوثلث ختم ہو جائیں اور ایک ثلث باقی رہ جائے۔ (الفروع)

۳۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن فضل ہاشمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں قراقر معدہ کی اور طعام کے ہضم نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپؑ نے فرمایا: تم وہ نبیذ کیوں نہیں بناتے جو ہم پیتے ہیں جو طعام کو ہضم کرتا ہے اور معدہ اور پیٹ سے قراقر اور ریاح کو دور کرتا ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ آپؑ پر قربان ہو جاؤں آپ مجھے اس کی کیفیت بتائیں؟ فرمایا: ایک صاع کشمش لو اور اسے خوب صاف کر لو۔ اور پھر اسے پانی سے اچھی طرح دھولو۔ پھر اسے اتنے ہی پانی (ایک صاع) میں ڈبو دو۔ پھر موسم سرما میں اسے تین شب و روز تک اور موسم گرما میں ایک شب و روز تک رہنے دو۔ جب یہ وقت گزر جائے تو اس کشمش کو پانی سمیت لے کر کسی اور برتن میں ڈالو۔ اور پھر لکڑی کی کوئی ڈوئی بناؤ اور اسے ہلکی آنچ پر آہستہ آہستہ پکاؤ یہاں تک کہ اس کے دوثلث ختم ہو جائیں اور ایک ثلث باقی رہ جائے۔ پھر اس میں آدھا رطل شہد ڈالیں۔ اور اسے پھر پکائیں۔ یہاں تک کہ اتنی مقدار (نصف رطل) ختم ہو جائے۔ بعد ازاں کچھ زنجبیل، خولنجان، دار چینی، زعفران، قرنفل اور مصطکی لو اور ان چیزوں کو کوٹ چھان کر اور باہم ملا کر کسی باریک کپڑے میں باندھ کر اس میں ڈال دو۔ اور اسے پھر جوش دلاؤ۔ بعد ازاں اتار لو۔ اور ٹھنڈا ہونے پر اسے محفوظ کر لو۔ اور اس کی کچھ مقدار صبح و شام پیو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا کیا اور میری سب شکایت دور ہو گئی اور یہ پاکیزہ شراب (یعنی شراب الصالحین) ہے اگر عرصہ تک پڑی بھی رہے تو خراب نہیں ہوتی۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اپنے بعض (ریاحی) دردوں کی شکایت کی اور عرض کیا کہ طبیب نے میرے لئے ایک مشروب تجویز کیا ہے کہ کشمش کی ایک مقدار لوں۔ اور اس پر دوگنا پانی ڈالوں پھر اس پر کچھ شہد ڈال کر آگ پر چڑھاؤں یہاں

تک کہ اس کے دو ثلث ختم ہو جائیں اور ایک ثلث باقی رہ جائے! امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ تو حلوا نہیں بن جائے گا؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: بس اسے پیؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے امام علیہ السلام کو شہد کی مقدار نہیں بتائی تھی۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۷ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

مسلمانوں کے گھروں میں مجہول الحال مشروب کے پینے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر (حمیری) باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک مسلم عارف (مؤمن) اپنے برادر (مسلمان) کے گھر میں داخل ہوتا ہے اور وہ اسے نبیذ یا کوئی ایسا مشروب پلاتا ہے جسے یہ نہیں جانتا (کہ حلال ہے یا حرام؟) آیا وہ بغیر حقیقت حال معلوم کئے پی سکتا ہے؟ فرمایا: جب وہ (میزبان) مسلمان ہے اور عارف ہے تو پھر وہ جو کچھ لاتا ہے اسے پی لو۔ مگر یہ کہ وہ (مشروب) تمہیں انوکھا لگے۔ (قرب الاسناد)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

اس عصیر (جوس) کا پینا حرام ہے جب آگ پر چڑھا ہوا ہو اور اس شخص سے لیا جائے جو اس کے دو ثلث ختم ہونے سے پہلے اس کے پینے کو جائز جانتا ہو یا کسی نشہ آور چیز کے پینے کو مباح جانتا ہو۔ اور اگر وہ بتائے کہ اس کے دو حصے ختم ہو گئے ہیں تو اس کے قول پر اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر وہ (عصیر) اس شخص سے لیا جائے جو اس کے دو ثلث ختم ہونے سے پہلے پینے کو جائز نہیں جانتا اور پھر وہ اس کے دو ثلث کے چلے جانے کی اطلاع بھی دے تو پھر اس کا پینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کو آگ پر چڑھا ہوا جوس (بختج) ہدیہ کے طور پر کسی غیر مذہب شخص کی طرف سے بھیجا جاتا ہے (آیا اس کا پینا جائز ہے؟) فرمایا: اگر وہ ایسا شخص ہے جو نشہ آور چیز کے پینے کو جائز جانتا ہے تو پھر مت پی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بختج (آگ پر چڑھے ہوئے عصیر عنبی) کے بارے میں پوچھا؟ فرمایا: جب میٹھا ہو اور برتن کو رنگ دے[۱] اور اس کا مالک کہے کہ اس کے دو ثلث چلے گئے ہیں تو پھر پی سکتے ہو۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک حق کی معرفت رکھنے والا شخص (مؤمن) میرے پاس بختج لاتا ہے جو کہتا ہے کہ اس کے دو حصے چلے گئے ہیں۔ جبکہ میں جانتا ہوں کہ وہ نصف کے چلے جانے پر بھی پیتا ہے تو کیا میں اس کے قول پر اعتبار کر کے پی سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ پی۔ پھر عرض کیا کہ ایک شخص غیر مذہب سے تعلق رکھتا ہے جس کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں ہے کہ وہ ثلثین یا نصف کے چلے جانے پر پیتا ہے مگر وہ خبر دیتا ہے کہ اس کے پاس وہ بختج ہے جس کے دو ثلث چلے گئے ہیں آیا وہ پی سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کوئی شخص نشہ آور نبیذ پیتا ہو تو مشروبات کے سلسلہ میں اس کی گواہی کا کوئی اعتبار نہیں ہے اگرچہ وہ تمہارا ہم خیال ہی کیوں نہ ہو۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص مشروب لاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یہ دو ثلث کے چلے جانے اور ایک ثلث کے رہ جانے پر تیار کیا گیا ہے تو کیا اس کا پینا جائز ہے؟ فرمایا: جب وہ شخص مسلمان ہو، اہل ایمان ہو اور متقی ہو تو پھر اس کے پینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۸

اگر جوس پر دو بار پانی ڈالا جائے پھر اسے آگ پر چڑھایا جائے تو اس مجموعہ میں سے دو ثلث جل جائیں تو باقی حلال ہو جائے گا اور اگر اس کے بعد ایک سال تک بھی پڑا رہے تو بھی اس کا پینا جائز رہے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عقبہ بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

---

[۱] یہ دونوں باتیں اس بات کی علامت ہیں کہ وہ مسکر (نشہ آور) نہیں ہے کیونکہ مسکر میٹھا نہیں ہوتا اور برتن کا رنگنا علامت ہے کہ وہ بہت دیر تک چولہے پر چڑھا رہا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے عصیر عنبی کے دس رطل پر بیس رطل پانی ڈال دیا تھا اور پھر اسے آگ پر چڑھا دیا تھا یہاں تک کہ اس میں سے بیس رطل ختم ہو گئے تھے اور دس رطل باقی رہ گئے تھے۔ فرمایا: جو ایک ثلث کی بقا پر مبنی ہو وہ حلال ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا کشمش کو پکایا جا سکتا ہے تا کہ اس کا ذائقہ ٹھیک ہو جائے اور اس میں پانی ڈالا جائے اور آگ پر چڑھایا جائے یہاں تک کہ اس کے دو ثلث ختم ہو جائیں اور ایک ثلث باقی رہ جائے پھر اتار لیا جائے اور پھر ایک سال تک اسے پیا جائے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹

شراب (خانہ خراب) کا پینا حرام ہے۔

(اس باب میں کل ستائیس حدیثیں ہیں جن میں سے تیرہ مکررات کو چھوڑ کر باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عمر یمانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدائے تعالیٰ نے کبھی کوئی نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ اللہ کے علم میں تھا کہ وہ جب بھی اس کا دین مکمل کرے گا تو اس میں شراب کی حرمت شامل ہوگی۔ چنانچہ شراب ہمیشہ حرام رہی ہے۔ بے شک دین میں (یعنی اس کے احکام میں) ادل بدل ہوتی رہی ہے..... (مگر شراب ہمیشہ حرام رہی ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود حسین بن سدیر سے اور وہ اپنے والد (سدیر) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شارب الخمر قیامت کے دن اس حال میں محشور ہوگا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا۔ زبان باہر نکلی ہوئی ہوگی، اس کا لعاب دہن اس کے سینہ پر بہہ رہا ہوگا۔ اور خدا پر لازم ہے کہ اسے خبال کے کنویں کی مٹی پلائے۔ راوی نے عرض کیا کہ وہ خبال کا کنواں کیا ہے؟ فرمایا: وہ ایک کنواں ہے جس سے زناکار مردوں اور عورتوں کی پیپ بہتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود یونس بن ظبیان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے یونس! عطیہ (عوفی) کو یہ بات پہنچا دو کہ جو شخص شراب کا ایک گھونٹ پیئے اس پر خدا، اس کے ملائکہ، اس کے رسول اور تمام اہل ایمان لعنت کرتے ہیں۔ اور اگر اس قدر پیئے کہ اسے نشہ چڑھ جائے تو اس کے جسم سے روح ایمان نکل جاتی ہے اور اس کی جگہ ایک حقیر، خبیث اور ملعون روح رکھ دی جاتی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس قدر شراب پئے جس سے اسے نشہ چڑھ جائے تو چالیس دنوں تک خدا اس کی کوئی نماز قبول نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود مہزم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص نشہ آور چیز کو اپنے نفس کی حفاظت کی خاطر چھوڑ دے تو خدا اسے مُہر زدہ شرابِ طہور پلائے گا۔ (الفروع)

۶۔ نیز باسناد خود ریان بن صلت سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی کوئی نبی نہیں بھیجا۔ مگر شراب کی حرمت کے ساتھ، اور یہ کہ وہ خدا کے لئے بدا کا اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اور یہ کہ اس کے گھر میں کندر ضرور ہوتی تھی۔ (الفروع، التہذیب، عیون الاخبار، تفسیر قمی)

۷۔ نیز باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مہدی عباسی (خلیفہ) نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: آیا شراب کتابِ خدا میں حرام ہے؟ کیونکہ لوگ یہ تو جانتے ہیں کہ اللہ نے اس کی مناہی کی ہے۔ مگر اس کی حرمت نہیں جانتے؟ فرمایا: بلکہ وہ کتاب الٰہی میں حرام ہے؟ پوچھا: کہاں کس مقام پر حرام ہے؟ فرمایا: اس ارشاد خداوندی میں ﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ (کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار نے تمام فواحش کو حرام قرار دیا ہے ظاہری کو بھی اور باطنی کو بھی اور گناہ کو اور بغیر حق بغاوت کو)۔ فرمایا: "ما ظہر" سے علانیہ زنا کاری مراد ہے..... (یہاں تک کہ فرمایا) اور "الاثم" (گناہ) سے مراد شراب ہے۔ جیسا کہ ایک اور جگہ خدا فرماتا ہے: ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾ (لوگ آپ سے شراب اور جوا کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو فرما دیجئے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے ہاں البتہ ان میں لوگوں کیلئے کچھ دنیوی فوائد بھی ہیں) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب خداوندی میں "اثم" سے مراد شراب اور جوا ہے۔ اس پر مہدی عباسی نے کہا: اے علی بن یقطین! یہ ہاشمی فتویٰ ہے۔ علی نے کہا: آپ نے سچ کہا۔ الحمد للہ۔ کہ اللہ نے یہ علم اہل بیتؑ سے باہر نہیں نکالا۔ اس پر مہدی نے کہا: اے رافضی تم نے سچ کہا ہے۔ (الفروع)

۸۔ نیز فرماتے ہیں کہ بعض اصحاب نے مرسلاً یہ روایت (معصومؑ سے) نقل کی ہے (کہ شراب کی حرمت تدریجاً نازل ہوئی ہے چنانچہ) اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا﴾ پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو قوم

نے محسوس کیا کہ شراب حرام ہے اور یہ سمجھا کہ اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ لیکن چونکہ خداوند عالم کا یہ حکیمانہ طریقۂ کار ہے کہ وہ یکبارگی کوئی حکم مسلط نہیں کرتا۔ اسی لئے فرمایا: ﴿وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾ (کہ اس میں لوگوں کے لئے کچھ فوائد بھی ہیں)، بعد ازاں دوسری آیت نازل ہوئی: ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (شراب، جوا، بت، تیر نجس ہیں اور شیطانی عمل ہیں ان سے اجتناب کرو تاکہ فلاح پاؤ) چنانچہ یہ آیت حرمت شراب کے معاملہ میں پہلی آیت سے زیادہ سخت تھی۔ پھر اس کے بعد خدائے حکیم نے ایک تیسری آیت نازل فرمائی جو ان دونوں سے زیادہ سخت ہے۔ فرمایا: ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ (شیطان یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کی وجہ سے تمہارے درمیان دشمنی پیدا کرے اور تمہیں خدا کے ذکر اور نماز سے روکے تو کیا تم اس سے رکو گے؟) اس آیت میں خدا نے اس سے اجتناب کرنے کا حکم دیا اور اس کی حرمت کے علل و اسباب کا تذکرہ بھی کر دیا۔ پھر خدا نے ایک چوتھی آیت میں اس کی حرمت کا اعلان کیا چنانچہ فرمایا:: ﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّىَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْىَ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ اور پہلی آیت میں یوں فرمایا تھا کہ ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾ اور یہاں چوتھی آیت میں واضح فرمایا کہ ﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّىَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ﴾ تو یہاں خدا نے واضح فرمایا کہ شراب اثم "گناہ" ہے اور گناہ حرام ہے۔ اور یہ سب اہتمام اس لئے کیا گیا کہ خدائے حکیم کا دستور ہے کہ وہ جب کوئی فریضہ فرض کرنا چاہتا ہے تو پہلے لوگوں کے ذہن تیار کرتا ہے اور اس کے قبول کرنے کیلئے ان کو آمادہ کرتا ہے۔ اور اس کا کسی چیز کو حرام قرار دینے کے بارے میں بھی یہی طریقہ کار ہے۔ کیونکہ یہ تدبیر حق کو قبول کرنے اور باطل سے نفرت کرنے کے بارے میں بڑی مؤثر ہے۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص شراب پیئے اور اسے نشہ چڑھ جائے تو خدائے جبار چالیس دنوں تک اس کی نماز قبول نہیں کرتا۔ اور اگر اس دوران وہ نماز نہ پڑھے تو ترکِ نماز کی وجہ سے اسے دوگنا عذاب کیا جائے گا۔ (الفقیہ، عقاب الاعمال)

۱۰۔ نیز باسناد خود ابوالصحاری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شارب الخمر کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب تک اس کی رگوں میں اس کا کوئی قطرہ رہتا ہے خداوند عالم اس

کی کوئی نماز قبول نہیں کرتا۔ (عقاب الاعمال)

۱۱۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شراب کے متعلق سوال کیا گیا۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے خدا نے مجھے بتوں کی عبادت کرنے، شراب پینے اور لوگوں سے جھگڑا کرنے سے منع فرمایا۔ (الامالی)

۱۲۔ نیز باسناد خود ابوموسیٰ اشعری سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جو کبھی جنت میں داخل نہیں ہوں گے: (۱) ہمیشہ شراب پینے والا، (۲) ہمیشہ جادو کرنے والا، (۳) اور قطع رحمی کرنے والا۔ (الخصال)

۱۳۔ نیز باسناد خود ابن سنان سے اور وہ ایک اور شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے: (۱) لوگوں کا بہت (ناحق) خون بہانے والا قاتل، (۲) شارب الخمر، (۳) چغلخوری کے ساتھ بہت چلنے والا۔ (ایضاً)

۱۴۔ نیز باسناد خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو کیوں حرام قرار دیا ہے؟ فرمایا: اس کے فعل وفساد کی وجہ سے اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہے! کیونکہ جو ہمیشہ شراب پیتا ہے تو یہ عمل اس کے رعشہ کا سبب بنتا ہے۔ اور اس کے چہرہ کی رونق کو ختم کر دیتا ہے۔ اس کی مروت و شرافت کو ختم کرتا ہے۔ اور اس کے محرمات کے ارتکاب اور خونِ ناحق بہانے اور زنا کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور اس بات کی بھی کوئی ضمانت نہیں کہ جب نشہ کی حالت میں ہو تو بے شعوری کی حالت میں اپنے محارم پر چڑھ جائے۔ بہرحال شرابخوار کے شر وضرر میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں اور باب الحدود میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

چھوٹے بچے، غلام اور کافر کو بھی شراب پلانا جائز نہیں ہے اور یہی حکم ہر حرام چیز کا ہے اور جانوروں کو شراب پلانا اور حرام کھلانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالربیع الشامی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شراب کے بارے میں سوال کیا گیا۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدائے عزوجل نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور اس لئے کہ میں چنگ و رباب اور جاہلی زمانہ کے

(غلط) کاموں اور بتوں کو مٹاؤں۔ اور فرمایا: پروردگار نے قسم کھائی ہے کہ جب بھی میرا کوئی بندہ دنیا میں شراب پیئے گا تو میں اسے اتنا ہی (جہنم کا) کھولتا ہوا پانی ضرور پلاؤں گا۔ خواہ وہ بخشا ہوا ہو یا معذّب ہو۔ اور جو کوئی شخص کسی چھوٹے بچے کو یا غلام کو شراب پلائے گا تو میں قیامت کے دن اسے اتنا ہی کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا خواہ معذّب ہو یا بخشا ہوا ہو۔ (الفروع، الامالی للصدوقؒ)

۲۔ نیز باسناد خود عجلان ابو صالح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک بچہ پیدا ہوتا ہے اور ہم اسے شراب پلاتے ہیں تو؟ فرمایا: نہیں۔ (پھر فرمایا) جو کوئی کسی نومولود کو شراب پلائے تو خدا اسے جہنم کا کھولتا ہوا پانی ضرور پلائے گا اگرچہ بخشا ہوا ہی کیوں نہ ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود عجلان ابو صالح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص شراب پیئے یا کسی ناسمجھ بچے کو پلائے تو میں ضرور اسے دوزخ کا کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا خواہ بخشا ہوا ہو اور خواہ معذّب ہو۔ اور جو شخص میری خوشنودی کی خاطر نشہ آور چیز کو ترک کر دے تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور اسے مہر زدہ شراب (طہور) پلاؤں گا۔ اور اس کے ساتھ وہ عزت و اکرام والا سلوک کروں گا جو اپنے دوستوں کے ساتھ کرتا ہوں۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گائے وغیرہ جانوروں کو شراب پلانے یا وہ غذا کھلانے جو مسلمان کیلئے حلال نہیں ہے کے بارے میں سوال کیا کہ آیا یہ مکروہ ہے؟ فرمایا: ہاں۔ یہ مکروہ فعل ہے۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص شراب پیئے تو خداوند عالم اسے سانپوں اور بچھوؤں کی زہر پلائے گا۔ اور جو کسی یہودی یا نصرانی یا صابی کو شراب پلائے تو اس پر خود شراب پینے والے کی طرح وزر و وبال ہوگا۔ (عقاب الاعمال)

باب ۱۱

جو شخص شرابی ہو اس کو رشتہ دینا، اسکی سفارش قبول کرنا، اسکی بات کی تصدیق کرنا، اسکو امین بنانا، بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرنا اور اگر مر جائے تو اسکے جنازہ کی تشییع کرنا نیز اسکے ساتھ ہمنشینی کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الربیع شامی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص شراب پیئے بعد اس کے کہ خدا

نے اسے میری زبان سے حرام قرار دے دیا ہے تو اگر وہ رشتہ طلب کرے تو وہ اس قابل نہیں ہے کہ اسے رشتہ دیا جائے، اور نہ ہی اس کا اہل ہے کہ اس کی سفارش قبول کی جائے اگر وہ سفارش کرے، اور نہ ہی وہ اس لائق ہے کہ اس کی تصدیق کی جائے جبکہ وہ کچھ بیان کرے اور نہ ہی وہ اس قابل ہے کہ اسے کسی امانت پر امین بنایا جائے اور جو شخص یہ حقیقت جاننے کے بعد اسے امین بنائے تو خدا پر نہ اس کی ضمانت ہے اور نہ اجر اور نہ اس مال کا عوض۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شراب خور جب بیمار ہو جائے تو اس کی مزاج پرسی نہ کی جائے، اور اگر مر جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت نہ کی جائے، اور اگر حاضر ہو تو اس کی تعریف نہ کی جائے۔ اور جب رشتہ طلب کرے تو اسے رشتہ نہ دیا جائے اور اسے کسی امانت پر امین نہ بنایا جائے۔ (الفروع)

۳۔ نیز باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص شراب میں غرق (دھت) ہو میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص مسلمان ہے اور عارف (حق) ہے۔ مگر مسکر (نشہ آور) پیتا ہے تو؟ فرمایا: اے عمار! اگر وہ مر جائے تو اس پر نماز جنازہ نہ پڑھ۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص شرابخوار ہے۔ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی نہ کرو۔ اور اگر مر جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت نہ کرو۔ اگر حاضر ہو تو اس کی تعریف نہ کرو۔ اور اگر وہ رشتہ طلب کرے تو اسے رشتہ نہ دو۔ کیونکہ جو شخص اپنی بیٹی کسی شارب الخمر کو دے تو اس نے گویا اسے جہنم کی طرف کھینچا ہے۔ اور جو شخص اپنی بیٹی کی شادی کسی مخالف مذہب سے کرے تو اس نے قطع رحمی کی ہے۔ اور جو کوئی کسی شرابی کو امین بنائے۔ اس کا خدا ضامن نہیں ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

شراب اور دوسرے مسکرات کا پینا گناہانِ کبیرہ میں سے ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابو البلاد سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے

ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم کی کسی ایسی چیز سے نافرمانی نہیں کی گئی جو نشہ آور چیز کے پینے سے سخت تر ہو۔ ان لوگوں (شرابخواروں) میں سے ایک آدمی نماز کو ترک کرتا ہے اور اپنی ماں، بیٹی اور بہن پر چڑھ جاتا ہے اور اسے شعور ہی نہیں ہوتا۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اصلحک اللہ! شراب کا پینا بڑا گناہ ہے یا نماز نہ پڑھنا؟ فرمایا: شراب کا پینا۔ پھر فرمایا: آیا تم جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: اس لئے کہ شرابخوار شراب پی کر ایک ایسی حالت میں چلا جاتا ہے کہ وہ اس حالت میں خدا کو بھی نہیں پہچانتا۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے تمام گناہوں کے لئے ایک گھر بنایا ہے اور اس گھر کا ایک دروازہ ہے اور اس دروازہ کا ایک تالا ہے اور اس تالے کی ایک چابی ہے۔ پس گناہ کی اس چابی کا نام شراب ہے۔ (الفروع، عقاب الاعمال)

۴۔ نیز باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شراب ہر گناہ کا سر ہے۔ (الفروع)

۵۔ نیز باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شراب ہر شر (گناہ) کی چابی ہے۔ اور ہمیشہ شراب پینے والا بت پرست کی مانند ہے اور شراب ہر گناہ کا سر ہے۔ اور جو شرابخوار ہے وہ کتاب خدا کا جھٹلانے والا ہے کیونکہ اگر وہ اس کی تصدیق کرتا تو پھر اس کے حرام کو حرام جانتا۔
(الفروع، عقاب الاعمال)

۶۔ نیز باسناد خود محمد بن حسین سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپؑ کا خیال ہے کہ شراب پینا زنا کاری اور چوری چکاری سے بدتر ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (اور اس کی وجہ یہ ہے کہ) شاید زنا کار اس گناہ سے آگے نہ بڑھے لیکن جو شرابخوار ہے وہ جب شراب پی لیتا ہے تو پھر زنا بھی کرتا ہے، چوری بھی کرتا ہے، قتل بھی کرتا ہے اور نماز بھی ترک کرتا ہے۔ (الفروع)

۷۔ نیز مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شرابخواری ہر شر کی چابی ہے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب طبرسی (صاحب احتجاج) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک زندیق نے آپؑ سے پوچھا کہ خدا نے شراب کو کیوں حرام قرار دیا ہے جبکہ اس سے بہتر لذت کوئی نہیں ہے؟ فرمایا: خدا نے اسے اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ یہ ام الخبائث ہے۔ اور ہر شر کا سر ہے کیونکہ شرابخوار پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ

اس کی عقل سلب ہو جاتی ہے۔ لہٰذا وہ اس وقت اپنے پروردگار کو بھی نہیں پہچانتا اور وہ کوئی گناہ نہیں چھوڑتا مگر یہ کہ اسے کر گزرتا ہے، ہر حرمت کی ہتک کرتا ہے، ہر رحم کو قطع کرتا ہے اور ہر بُرے کام کو بجالاتا ہے۔ الغرض نشہ والے آدمی کی مہار شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ وہ اگر یہ حکم بھی دے کہ بتوں کو سجدہ کر، تو یہ کر گزرتا ہے اور یہ اُدھر جاتا ہے جدھر شیطان اس کو کھینچ کر لے جاتا ہے۔ (الاحتجاج للطبرسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

شراب یا کسی قسم کے مُسکر (نشہ آور) یا نبیذ کو حلال جاننے سے کفر وارتداد ثابت ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں کل اُنیس حدیثیں ہیں جن میں سے نو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود خضر صیرفی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص نبیذ (شراب) کو حلال سمجھ کر پئے تو وہ (کفار کی طرح) ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اور اسے جو حرام سمجھ کر پئے تو اسے دوزخ میں رکھ کر سزا دی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمیشہ (حلال سمجھ کر) شراب پینے والا اللہ کی بارگاہ میں اس طرح حاضر ہوگا جس طرح بت پرست حاضر ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن زادویہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ جو شخص نشہ آور شراب پیتا ہے (اس کا انجام کیا ہوگا؟) امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ شارب الخمر کافر ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمیشہ شراب پینے والا جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو کافر ہو کر حاضر ہوگا۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود زرارہ وغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شارب الخمر اور ہمارے درمیان کوئی تعلق نہیں ہے۔ (الفروع)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امام علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! شارب الخمر بت پرست کی مانند ہے۔ یا علیؑ! شارب الخمر کی نماز چالیس

دن تک قبول نہیں ہوتی اور اگر وہ اس اثنا میں مر جائے تو کافر مرتا ہے۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ جب حلال سمجھ کر پیتا ہو۔ (الفقیہ)

۷۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہمیشہ زنا کرے، جو ہمیشہ فسق و فجور کرے اور جو ہمیشہ شراب پئے وہ بت پرست کی مانند ہے۔ (عقاب الاعمال)

۸۔ نیز باسناد خود ابوبکر حضرمی سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غنا (گانا بجانا) نفاق کا آشیانہ ہے اور شرابخواری ہر شر کی چابی ہے اور ہمیشہ شراب پینے والا بت پرست کی مانند ہے اور کتابِ خدا کا جھٹلانے والا ہے (ظاہر ہے کہ) اگر وہ اس کی تصدیق کرتا تو اس کے حرام کو حرام سمجھتا۔ (علل الشرائع)

۹۔ نیز باسناد خود عمرکی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ابن داؤد نے بیان کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے کہ شارب الخمر کافر ہے؟ فرمایا: ہاں اس نے سچ کہا ہے۔ میں نے یہ بات کہی ہے۔ (عقاب الاعمال)

۱۰۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری اپنی کتاب میں علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ جب شارب الخمر کو نشہ چڑھ جائے تو وہ کیسا ہے؟ فرمایا: جس کو شراب پینے سے نشہ چڑھ جائے اور بعد ازاں چالیس دن کے اندر اندر مر جائے تو بت پرست کی مانند ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگران نے بیان کیا ہے کہ اس سلسلہ میں جو حدیثیں مطلق ہیں (جن میں شرابخوار وغیرہ کو کافر قرار دیا گیا ہے) ان سے مراد وہ شخص ہے جو حلال سمجھ کر یہ کام کرے۔ اور قبل ازیں مقدمۃ العبادات (باب ۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

شراب خواری اور مسکرات کے استعمال سے توبہ کرنا واجب ہے اور ان برائیوں کے ترک کرنے میں اخلاص واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یزید بن زیاد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: جب کوئی شخص کوئی مسکر (نشہ آور چیز) پئے۔ اور توبہ کے بغیر اس حالت میں مرجائے کہ اس کے پیٹ میں اس کا کچھ حصہ موجود ہو تو وہ اپنی قبر سے پاگل محشور ہوگا۔ ایک پہلو پر جھکا ہوا ہوگا اور اس کے منہ سے لعاب بہہ رہا ہوگا۔ اور ویل وثبور (ہلاکت ہلاکت) پکار رہا ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادخود عبدالرحمٰن بن ابوعبد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کوئی نشہ آور مشروب پئے۔ تو چالیس دنوں تک اس کی نماز روک دی جاتی ہے (قبول نہیں ہوتی) اور اگر اس اثنا میں مرجائے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ اور اگر توبہ کرے تو خدا اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود زریق سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص شراب خواری لوگوں کی خاطر نہ کہ خدا کی خاطر محض اپنے نفس کی حفاظت کے لئے ترک کردے تو خدا اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (المحاسن والاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں اور باب ۹ میں) اور احادیث توبہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵

ہر نشہ آور چیز حرام ہے خواہ قلیل ہو اور خواہ کثیر۔

(اس باب میں کل تیس حدیثیں ہیں جن میں سے سولہ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک دن بغیر اس کے کہ میں سوال کرتا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ازخود مجھ سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ میں نے عرض کیا: اصلحک اللہ! آیا اس کی ہر مقدار حرام ہے؟ فرمایا: ہاں اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسنادخود فضیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خداوند عالم نے بالخصوص خمر کو حرام قرار دیا تھا مگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مسکر (نشہ آور) مشروب کو حرام قرار دے دیا اور خدا نے اسے نافذ العمل قرار دے دیا...... (یہاں تک کہ فرمایا) پس زیادہ مسکر سے آپ نے لوگوں کو تحریمی نہی سے حرام قرار دیا۔ اور کسی کو اس میں رخصت نہیں دی۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادخود ابوالربیع شامی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے تو بالخصوص صرف خمر کو حرام قرار دیا تھا قلیل ہو یا کثیر جس طرح خدا نے مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کو (قلیل وکثیر

کو) حرام قرار دیا ہے۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مسکر مشروب کو حرام قرار دیا۔ اور جسے رسولؐ حرام قرار دیں خدائے عزوجل بھی اسے حرام قرار دیتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود مروک سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو لوگ دنیا میں شکم سیر ہو کر مسکر پیتے ہیں۔ وہ مریں گے تو پیاسے، محشور ہوں گے تو پیاسے اور جہنم میں داخل ہوں گے تو پیاسے۔ (الفروع، الفقیہ)

۵۔ نیز باسناد خود مروک سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اگر کوئی شخص نبیذ کی ایک سلائی آنکھ میں ڈالے تو خدا پر لازم ہوگا کہ اس کی آنکھ میں آگ کی سلائی ڈالے۔ (الفروع)

۶۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری شفاعت اس شخص کو نصیب نہیں ہوگی جو نماز کو خفیف سمجھے گا۔ اور نہ ہی وہ حوضِ کوثر پر میرے پاس آئے گا نہ بخدا۔ اور نہ ہی اس کو میری شفاعت نصیب ہوگی جو نشہ آور مشروب پئے گا اور نہ ہی میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوگا نہ بخدا۔ (الفروع، المقنع)

۷۔ نیز باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہِ رمضان کی ہر رات خدا (بہت سے) لوگوں کو آتش جہنم سے آزاد کرتا ہے، سوائے اس شخص کے جو کسی مسکر پر روزہ افطار کرے۔ یا کوئی مسکر پئے۔ اور جو کوئی مسکر پئے تو چالیس دنوں تک اس کی نماز روک دی جاتی ہے اور جو اس اثنا میں مر جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ (الفروع)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سنان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے خمر کو اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ اس میں فساد پایا جاتا ہے اور زیادہ پینے سے پینے والے کی عقل کو زائل کر دیتا ہے، اور اسے خدا کے انکار اور اس پر اور اس کے رسولوں پر افترا پردازی کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں فتنہ و فساد ہے، قتل و غارت ہے، تہمت زنا ہے، خود زنا کاری ہے۔ اور محرماتِ الٰہیہ سے اجتناب میں کمی ہے۔ اس لئے ہم نے ہر نشہ آور مشروب کے لئے بھی حرام ہونے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ انجام کار اس سے بھی وہی خرابیاں لازم آتی ہیں جو خمر سے لازم آتی ہیں۔ لہٰذا جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اور ہم سے محبت کرتا ہے وہ ہر نشہ آور چیز سے اجتناب کرے کیونکہ ہمارے اور اس کے پینے والے کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہے۔ (علل الشرائع)

۹۔ نیز باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون

عباسی کے خط کے جواب میں اسلام کا جو نقشہ کھینچا تھا اس میں لکھا تھا کہ خالص اسلام یہ ہے کہ یہ گواہی دی جائے کہ ﴿لا الٰہ الا اللہ.......... ﴾ اور خمر کو یعنی اس کی قلیل وکثیر مقدار کو اور اسی طرح ہر نشہ آور چیز کو یعنی اس کے قلیل وکثیر کو حرام سمجھا جائے اور یہ کہ جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہوتی ہے۔ (عیون الاخبار)

۱۰۔ نیز باسناد خود ابن مسکان سے اور وہ ایک اور شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے شر و گناہ کئے لئے کئی تالے مقرر کئے ہیں اور ان کی چابیاں شراب ہے اور جو چیز شراب سے بھی بدتر ہے وہ جھوٹ بولنا ہے۔ (عقاب الاعمال)

۱۱۔ جناب صفارؒ باسناد خود قاسم بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ خداوند عالم نے تو صرف خمر (شراب) کو حرام قرار دیا تھا۔ مگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دے دیا اور اللہ سبحانہ نے اسے نافذ العمل قرار دے دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا خدا نے یہ (دینی تفویض) اور کسی نبی کے سپرد نہیں فرمائی۔ (بصائر الدرجات)

۱۲۔ نیز باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت امیر علیہ السلام شارب الخمر کے ساتھ کیا سلوک کرتے تھے؟ فرمایا: اس پر (اسّی (۸۰) کوڑے مارنے کی) حد جاری کرتے تھے۔ عرض کیا: اور اگر وہ پھر بھی پیتا تو؟ فرمایا: دوبارہ حد جاری کرتے تھے۔ عرض کیا: اور پھر بھی پیتا تو؟ فرمایا: تین بار تو حد جاری کرتے تھے اور اگر چوتھی مرتبہ پھر پیتا تو پھر اسے قتل کر دیتے تھے! راوی نے عرض کیا کہ آپؑ ہر نشہ آور چیز کے استعمال کرنے والے کے ساتھ کیا کرتے تھے؟ فرمایا: وہ اس کے ساتھ شارب الخمر والا برتاؤ برتتے تھے۔ عرض کیا: اس کا مطلب یہ ہے کہ مسکر کا ایک گھونٹ پینے والا خمر کا ایک گھونٹ پینے والے کے مانند ہے؟ فرمایا: ہاں۔...... (یہاں تک کہ) فرمایا: خدا نے صرف خمر کو حرام قرار دیا تھا۔ مگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مسکر کو حرام قرار دے دیا اور خدا نے بھی اسے نافذ کر دیا۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ خدا نے تو قرآن میں صرف خمر (شراب) کو حرام قرار دیا تھا مگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دیا تو خدائے تعالیٰ نے اور بہت سی چیزوں کی طرح اسے نافذ قرار دے دیا۔ پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرام کردہ چیز خدا کی حرام کردہ چیز کی مانند ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ جناب حسین بن سعیدؒ اپنی کتاب الزہد میں باسناد خود زید بن علی سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ

سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایک شخص سے فرمایا: جو مسلمان ملے اسے میرا اسلام کہنا اور اسے بتانا کہ صغیرا یعنی نبیذ یعنی خمران پر حرام ہے۔ اور ہر نشہ آور چیز بھی حرام ہے۔ (کتاب الزہد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ۔

باب ۱۶

شراب اور مسکر کے پینے پر اصرار و تکرار کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر اور ابن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ وہ آدمی مدمن الخمر (ہمیشہ شراب پینے والا) نہیں ہے جو ہر روز شراب پیتا ہے بلکہ مدمن الخمر وہ ہے جو اپنے آپ کو اس بات کا عادی بنائے کہ اسے جب بھی شراب ملے گی تو ضرور پئے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوامامہ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار آدمی ایسے ہیں کہ جن پر خدا قیامت کے دن نظر رحمت نہیں ڈالے گا: (۱) والدین کا عاق، (۲) احسان جتلانے والا، (۳) قضا و قدر کو جھٹلانے والا، (۴) مدمن خمر (جب شراب مل جائے تو اسے پینے والا)۔ (الخصال)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود نعیم بصری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مدمن الخمر وہ ہے کہ جب بھی اسے شراب مل جائے تو پی لے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن زیادہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: والدین کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ ہی مدمن الخمر داخل ہوگا اور نہ نیکی کرکے احسان جتلانے والا داخل ہوگا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے بنی اعمام (چچازاد بھائیوں) میں سے ایک شخص جو آپ کے نیکوکار موالی میں سے ہے مجھ سے کہا کہ میں آپ سے نبیذ کے بارے میں سوال کروں اور اس نبیذ کی کیفیت بھی بیان کروں۔ امامؑ نے فرمایا: اس کی کیفیت میں تجھ سے بیان کرتا ہوں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر مسکر حرام ہے اور جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو تو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آیا قلیل حرام کو کثیر پانی حلال کر دیتا ہے؟ امامؑ نے ہاتھ کے اشارہ سے دو بار فرمایا: نہیں۔ نہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابو الصباح کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے خمر کو اور اس کی قلیل و کثیر مقدار کو حرام قرار دیا ہے جس طرح مردار، خون اور لحم خنزیر کو حرام قرار دیا ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروبات میں سے ہر نشہ آور کو حرام قرار دیا ہے اور جس چیز کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرام قرار دے دیں اسے اللہ تعالیٰ بھی قرار دے دیتا ہے اور جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ کھجور اور کشمش کو نبیذ میں اکٹھا ڈالا جاتا ہے تو؟ فرمایا: ایسا کرنا جائز نہیں ہے پھر فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے پھر فرمایا: نبیذ میں شراب کی تلچھٹ ڈالنا جائز نہیں ہے۔ (الفروع)

۴۔ نیز باسناد خود عبد الرحمن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے بعض اصحاب کے لئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملنے کی اجازت طلب کی۔ اس نے آپ سے نبیذ کے بارے میں سوال کیا (یعنی وہ پانی جس میں کھجور کے چند دانے ڈالے جائیں)۔ امامؑ نے فرمایا: حلال ہے۔ اس نے عرض کیا: اصلحک اللہ! میں اس نبیذ کے بارے میں پوچھ رہا ہوں جس میں شراب کی تلچھٹ ڈالی جاتی ہے۔ اور وہ آگ پر چڑھایا جاتا ہے اور جوش مارتا ہے اور نشہ آور ہو جاتا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ ہمارے ہاں عراق میں ایسے لوگ موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے وہ پورا پیالہ مراد لیا ہے جو نشہ آور ہے؟ امامؑ نے فرمایا: جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے! اس پر اس شخص نے کہا کہ آیا اس میں پانی ڈال کر اس کی شدت کو ہلکا کر لوں؟ فرمایا: نہیں۔ پانی حرام کو حلال نہیں بنا سکتا۔ (پھر فرمایا) اللہ سے ڈر اور اسے مت پی۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود حارث بن کعب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں ایک شخص سے فرمایا: یہ مشروب جو تو پی رہا ہے اسے دیکھ پس اگر اس کی کثیر مقدار نشہ آور ہے تو پھر اس کی قلیل مقدار کے بھی نزدیک مت جا۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس چیز کی کثیر مقدار مسکر ہے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

شراب اور نبیذ اور ہر مسکر حرام ہے اس میں پانی ملانے سے وہ حلال نہیں ہوتا اگرچہ پانی بہت ہی ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن حنظلہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر کسی مسکر کے ایک پیالہ میں اس قدر پانی ڈالا جائے کہ اس کا نقصان اور نشہ زائل ہو جائے تو آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: نہ بخدا۔ اگر پورے مٹکے میں اس کا کوئی ایک قطرہ بھی گر جائے تو وہ سارا مٹکا انڈیل دیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود کلیب بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ابوبصیر اور اس کے ساتھی نبیذ پیتے تھے اور اس کی شدت کو کم کرنے کیلئے اس میں پانی ڈال دیتے تھے۔ تو میں نے یہ بات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو بتائی۔ تو آپؑ نے فرمایا: پانی کس طرح حرام کو حلال بنا سکتا ہے۔ پھر مجھے فرمایا کہ ان سے کہو کہ وہ نہ قلیل پئیں اور نہ کثیر۔ چنانچہ میں نے امامؑ کا یہ پیغام ان تک پہنچایا اور وہ اس کے پینے سے باز آ گئے۔ اس کے بعد ایک دن

ہم سب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اکٹھے ہوگئے تو ابوبصیر نے (میری طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا کہ یہ شخص آپ کی جانب سے یہ یہ پیغام لایا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں اس نے سچ کہا ہے۔ اے ابومحمد! پانی حرام کو حلال نہیں بناتا۔ خبردار! یہ مت پی۔ نہ قلیل اور نہ کثیر۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۹

جو بھی چیز خمر (شراب) والا کام کرے وہ حرام ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے خمر (شراب) کو اس کے نام کی وجہ سے حرام قرار نہیں دیا بلکہ اس کے کام وانجام کی وجہ سے حرام قرار دیا ہے۔ پس جو چیز شراب والا کام کرے وہ شراب کے حکم میں ہے (حرام ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن عبداللہ سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں موصوف کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے خمر کو کیوں حرام قرار دیا ہے؟ فرمایا: اس کے کام اور فساد کی وجہ سے۔ (الفروع)

۳۔ نیز باسناد خود ابوالجارود سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا نبیذ بھی خمر (شراب) ہے؟ فرمایا: جس چیز کو اپنی حالت پر رکھا جائے اور اس کی تاثیر میں اضافہ ہو جائے تو وہ خمر ہے۔[1] (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

شراب ہو یا نبیذ یا کوئی اور نشہ آور چیز یا ان کے علاوہ کوئی اور حرام چیز اس سے کھلا کر یا پلا کر علاج معالجہ کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن اُذینہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

[1] جیسا کہ شراب کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جس قدر کہنہ ہو تو اس کی اتنی تاثیر زیادہ ہوتی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص کو ریاحی بواسیر ہے اس کے لئے یہ نسخہ لکھا جاتا ہے کہ وہ اتنی مقدار میں نبیذ (شراب) پئے۔ لہٰذا وہ لذت کی خاطر نہیں چاہتا بلکہ بطور دوا پینا چاہتا ہے تو؟ امامؑ نے فرمایا: نہ۔ اس کا ایک گھونٹ بھی نہ پئے۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حرام قرار دیا ہے اس میں اس نے نہ دوا رکھی ہے اور نہ شفا۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ام خالد عبدیہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ میں بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے کہا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میرے پیٹ میں کچھ ریاحی درد ہوتا ہے اور عراق کے اطباء نے میرے لئے ستو کے ساتھ نبیذ (شراب) تجویز کیا ہے؟ فرمایا: پھر کیوں نہیں پیتی؟ عرض کیا: میں نے اپنا آپ آپ کے حوالہ کیا ہوا ہے (لہٰذا آپؑ کے حکم کے بغیر کس طرح پی سکتی ہوں) فرمایا: اس کا ایک قطرہ بھی نہ چکھ۔ نہ بخدا میں تو اس کا ایک قطرہ پینے کی بھی تجھے اجازت نہیں دیتا۔ پھر اپنے گلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ (اگر پئے گی تو) اس وقت پچھتائے گی جب تیری سانس یہاں پہنچے گی۔ آپؑ نے یہ بات تین بار دہرائی۔ پھر پوچھا: آیا تو سمجھ گئی ہے۔ اس نے عرض کیا: ہاں۔ پھر امامؑ نے فرمایا: اگر اس کی اتنی مقدار مٹکے میں ڈالی جائے جس سے سلائی تر ہو جائے تو پورے مٹکے کو نجس کر دے گا۔ یہ بات بھی امامؑ نے تین بار فرمائی۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک دوا ہے جو شراب میں گوندھی جاتی ہے؟ (اس کا استعمال کیسا ہے؟) فرمایا: نہ بخدا۔ میں تو ایسے دوا کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا چہ جائیکہ اس سے علاج کرنا۔ وہ بمنزلہ خنزیر کی چربی یا اس کے گوشت کے ہے! مگر کچھ لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ اس سے علاج معالجہ کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود قائد بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کسی دوا میں نبیذ (شراب) ڈالی جائے تو؟ فرمایا: کسی شخص کے لئے روا نہیں ہے کہ حرام چیز سے شفا طلب کرے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب حسین بن بسطام باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جو دواء اضطراری صورت میں شراب میں تیار کی جائے تو؟ فرمایا: نہ بخدا کسی بھی مسلمان کے لئے اس کی طرف نگاہ کر کے دیکھنا بھی جائز نہیں ہے چہ جائیکہ اس سے علاج کرے؟ وہ تو بمنزلہ خنزیر کی چربی کے ہے جو کسی چیز میں ڈالی جائے (پھر فرمایا) اس شخص کو خدا کبھی شفا نہ دے جسے شراب یا خنزیر کی چربی شفا

دے۔ (طب الائمہ)

۶۔ جناب محمد بن عمر بن عبدالعزیز کشی اپنی کتاب رجال (رجال کشی) میں ابن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں جسم میں کچھ درد ہوتا تھا پس جب وہ درد سخت ہو جاتا تو وہ تھوڑا سا نبیذ پی لیتے تھے جس سے ان کا درد موقوف ہو جاتا تھا۔ پس جب وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا سب ماجرا بیان کیا۔ تو امامؑ نے فرمایا: اے ابن ابی یعفور! یہ مت پی۔ کیونکہ یہ شراب ہے۔ یہ شیطان تم سے حرکت کرا رہا ہے پس جب وہ مایوس ہو جائے گا تو چلا جائے گا۔ چنانچہ وہ جب واپس کوفہ پہنچا تو اسے پہلے سے بڑھ کر درد ہوا۔ اور جب اس کے اہل خانہ نے اسے نبیذ پلانا چاہا تو اس نے صاف انکار کر دیا اور صاف کہہ دیا کہ بخدا میں اس کا ایک گھونٹ بھی نہیں پیوں گا۔ چنانچہ وہ کئی دنوں تک سخت درد میں مبتلا رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ درد اس طرح دور کر دیا کہ اس کی وفات تک اسے کبھی یہ درد نہیں ہوا۔ (رجال کشی)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو آدمی مضطر ہے وہ بھی شراب نہ پئے کیونکہ یہ شراب اس کے شر و ضرر میں اضافہ ہی کرے گا اور نیز اگر پئے گا تو یہ اسے قتل کر دے گا لہٰذا اس کا ایک قطرہ بھی نہ پئے۔ (علل الشرائع)

۸۔ جناب علی بن جعفرؒ اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا دوا میں نبیذ ڈالا جا سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ پھر پوچھا: اگر سرمہ کو نبیذ میں تیار کیا جائے تو وہ آنکھ میں لگایا جا سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ (البحار)

۹۔ جناب محمد بن مسعود عیاشیؒ اپنی تفسیر میں باسناد خود سیف بن عمیرہ سے اور وہ اپنے اصحاب میں سے ایک بزرگ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: راوی کا بیان ہے کہ ہم امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک بزرگ نے امامؑ سے سوال کیا کہ مجھے ایک خاص قسم کا درد ہوتا ہے جس کے لئے میں نبیذ پیا کرتا ہوں۔ اور پھر اس نبیذ کی کیفیت بیان کی۔ امامؑ نے فرمایا: تمہیں پانی پینے سے کس چیز نے منع کیا ہے؟ جس سے ہر شی زندہ ہے! اس نے کہا کہ پانی میرے موافق نہیں ہے۔ امامؑ نے فرمایا: تمہیں شہد کے استعمال سے کس چیز نے روکا ہے؟ جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾ (اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے) اس نے کہا کہ وہ ملتا نہیں ہے۔ فرمایا: تمہیں دودھ پینے سے کس چیز نے منع کیا ہے؟ جس سے تمہارا گوشت اُگا ہے اور ہڈی مضبوط ہوئی ہے۔ اس نے کہا: وہ بھی میرے موافق نہیں ہے۔ اس پر امامؑ نے فرمایا: کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تمہیں شراب پینے کی اجازت دوں؟ نہ بخدا۔ میں کبھی اس کی تمہیں اجازت نہیں دنے

سکتا۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳۳ از اطعمہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

عام حالات میں سخت ضرورت کے بغیر شراب، مسکر اور نبیذ کو بطور سرمہ استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا شراب بطور سرمہ آنکھ میں لگایا جا سکتا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حرام میں شفا رکھی ہی نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود مروک بن عبید سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مسکر کی ایک سلائی بطور سرمہ آنکھ میں لگائے تو خدا اس کی آنکھ میں آگ کی سلائی لگائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا وہ سرمہ آنکھ میں لگایا جا سکتا ہے جو نبیذ میں تیار کیا گیا ہو؟ فرمایا: نہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

مسکرات کے پینے میں تقیہ کرنے اور ان کے مباح ہونے کا فتویٰ دینے کا حکم؟؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا مسح علی الخفین میں تقیہ کرنا جائز ہے؟ فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں تقیہ نہیں کرتا: (۱) شراب پینے میں، (۲) مسح علی الخفین میں، (۳) اور متعۃ الحج میں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود سعید بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نبیذ کے پینے میں کوئی تقیہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے سنا کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے کہہ رہا تھا کہ آپؑ نبیذ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ ابو مریم پیتا ہے اور اس کا خیال ہے کہ آپؑ نے اسے اس کے پینے کی اجازت دی ہے؟ یہ سن کر امامؑ نے فرمایا: معاذ اللہ کہ میں اسے مسکر کے پینے کا حکم دوں؟ بخدا یہ تو وہ چیز ہے کہ جس میں میں کسی بادشاہ وغیرہ سے تقیہ نہیں کرتا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر مسکر حرام ہے۔ اور جس کا کثیر نشہ آور ہو اس کا قلیل بھی حرام ہوتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ میں) اور کچھ اس سے بھی پہلے باب الطہارۃ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۳

خشی[1] کا بیان۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو محمد انصاری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خشی کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: خشی حرام ہے اور اس کا پینے والا شارب الخمر کی مانند ہے۔ (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جو کچھ بعض کتب لغت اور بعض اخبار سے واضح و آشکار ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ "خشی" نبیذ کی چند اقسام میں سے ایک ہے اسی لئے حضرت شیخ صدوقؒ نے اس کا تذکرہ شارب الخمر کے باب میں کیا ہے۔

باب ۲۴

نبیذ کے حرام ہونے کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابو البلاد سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ میں نے کہا: اے کنیز! مجھے پانی پلا۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: اسے میرے نبیذ سے پلا۔ چنانچہ وہ پیتل کے ایک برتن میں ایسا نبیذ لائی جس میں چند کھجوریں پڑی تھیں۔[2] میں نے عرض کیا کہ اہل کوفہ تو اسے پسند نہیں کرتے! فرمایا: ان کا نبیذ کیا ہے؟ عرض کیا کہ وہ اس میں

---

[1] خشی نبیذ کی ایک قسم ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] اس حلال نبیذ سے مراد وہ پانی ہے جس میں کچھ وقت کے لئے چند کھجوریں ڈالی جائیں تاکہ پانی کا ذائقہ اچھا ہو جائے صبح کھجوریں ڈالیں تو وہ پانی رات تک پیا اور پھر رات کو ڈالیں اور صبح تک پیا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

قعوہ ڈالتے ہیں۔ فرمایا: قعوہ کیا ہے؟ عرض کیا: وہ زازی ہے؟ فرمایا: زازی کیا ہے؟ عرض کیا کہ وہ کھجور کا تلچھٹ ہے وہ برتن میں ڈالا جاتا ہے (اور آگ پر چڑھایا جاتا ہے) تاکہ نبیذ جوش مارے اور پھر جوش ختم ہونے اور ٹھنڈا ہونے پر پیا جائے! فرمایا: یہ تو حرام ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طرف سے آنکھ اور جان کی دیت مقرر کی اور نبیذ اور ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دیا۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم الٰہی کے بغیر ایسا کیا؟ فرمایا: ہاں تاکہ پتہ چل جائے کہ آپ کی اطاعت کون کرتا ہے۔ اور نافرمانی کون؟ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن عبدہ نیشاپوری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نبیذ کا ایک پیالہ اور شراب کا ایک پیالہ برابر ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: اور دونوں کی حد بھی ایک جیسی ہے؟ فرمایا: ہاں ایک جیسی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے بعض اصحاب کے لئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات کا وقت طلب کیا۔ پس عند الملاقات اس نے امامؑ سے نبیذ کے بارے میں سوال کیا؟ امامؑ نے فرمایا: حلال ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں اس نبیذ کے بارے میں پوچھ رہا ہوں جس میں شراب کی تلچھٹ ڈالی جاتی ہے۔ پھر وہ (آگ پر چڑھانے سے) جوش مارتا ہے۔ پھر ٹھہر جاتا ہے بعد ازاں پیا جاتا ہے اس پر امامؑ نے فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز ایک طویل حدیث میں مذکور ہے کہ اہل یمن کا ایک وفد بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔ اور نبیذ کے بارے میں سوال کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ کس طرح بنایا جاتا ہے؟ انہوں نے ایک لمبی چوڑی ترکیب بیان کی۔ آپؐ نے سن کر فرمایا کہ آپ نے بات بہت لمبی کر دی مجھے صرف یہ بتاؤ کہ وہ نشہ آور ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم زراعت پیشہ لوگ ہیں اور ہمارا علاقہ ایسا ہے کہ جب تک یہ نہ پئیں تب تک کام نہیں کر سکتے۔ آپؐ نے پھر فرمایا: ہر مسکر حرام ہے اور مسکر کے پینے والے کے بارے میں خدا پر لازم ہے کہ اسے طینۂ خبال پلائے۔ پھر فرمایا: جانتے ہو کہ طینۂ خبال کیا ہے؟ فرمایا: جہنمیوں کی پیپ۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص مسلمان ہے، عارف حق ہے (مؤمن ہے) مگر وہ مسکر یعنی یہ مروجہ نبیذ پیتا ہے

تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے عمار! اگر یہ شخص مرجائے تو اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنا۔[1] (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۰ و ۲۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ۔

باب ۲۵

ان برتنوں کا حکم جن میں شراب بنائی جائے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے اس نبیذ کے بارے میں سوال کیا جس کا جوش ٹھہر چکا ہو؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے! راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے (شراب کے) برتنوں کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دبا اور مزفت (شراب کے مخصوص برتن ہیں) کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ (پھر فرمایا) اور تم نے حنتم اور زفت کا بھی اضافہ کر دیا ہے اور مٹکے تو شراب کے لئے زیادہ مؤثر ہوتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے مٹی کے سبز گھڑوں اور سیسہ کے ظروف کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اُن میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسنادِ خود جراح مدائنی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ہر قسم کی نشہ آور شراب کی ممانعت فرمائی ہے اور نقیر اور دبا کی نبیذ سے بھی منع فرمایا اور فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہوتی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الطہارۃ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آرہی ہیں انشاء اللہ۔

باب ۲۶

ہر وہ سیال چیز حرام ہے جس پر مسکر کے قطرے گریں سوائے آبِ کثیر کے اور ہر خشک جو مسکر سے ملے وہ بھی حرام ہے جب تک اسے دھویا نہ جائے اور خون اور نجس چیز حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زکریا بن آدم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک ہانڈی میں بہت گوشت پک رہا تھا اور شوربہ بھی، کہ اس میں شراب یا نبیذ کا

---

[1] مخفی نہ رہے کہ اس قسم کی نہی تنزیہی ہوتی ہے تحریمی نہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

قطرہ گر گیا تو؟ فرمایا: شوربا تو انڈیل دیا جائے۔ یا اہل ذمہ (کفار) یا کتوں کھلا دیا جائے اور گوشت کو پاک کر کے کھا سکتے ہو۔ پھر عرض کیا کہ اگر اس (ہانڈی) میں خون کا قطرہ گر جائے تو؟ فرمایا: اسے آگ کھا جائے گی انشاء اللہ۔ پھر عرض کیا اور اگر گوندھے ہوئے آٹے میں خمر یا نبیذ یا خون کا کوئی قطرہ پڑ جائے تو؟ فرمایا: وہ آٹا خراب ہو گیا۔ عرض کیا کہ آیا یہود و نصاریٰ کے ہاتھ بیچ دوں اور ان کو حقیقت حال بھی بتا دوں تو کیوں کہ وہ اسے حلال جانتے ہیں۔ فرمایا: ہاں۔ (ایسا کر سکتے ہو)۔ پھر عرض کیا کہ فقاع (جو کی شراب) کا بھی یہی حکم ہے اگر اس کا کوئی قطرہ کسی چیز میں گر جائے؟ فرمایا: میں اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ اسے اپنے طعام میں کھاؤں! (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو یہ وارد ہے کہ خون کو آگ کھا جاتی ہے کی توجیہ کتاب الطہارہ میں کی جا چکی ہے۔

۲۔ نیز باسناد خود عمر بن حنظلہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر مسکر کے ایک پیالہ میں اس قدر پانی ڈالا جائے کہ اس سے اس کا نقصان اور نشہ دور ہو جائے تو؟ (وہ پاک ہو جائے گا؟) فرمایا: نہیں بخدا۔ اگر اس کا ایک قطرہ پورے مٹکے میں پڑ جائے تو وہ پورا مٹکا انڈیلا جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب النجاسات میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۷

(جو کی شراب) جب جوش کھائے تو وہ حرام ہے اور اس سے اجتناب کرنا واجب ہے۔ اور جب اس پر نظر پڑے تو حضرت امام حسین علیہ السلام کو یاد کرنا اور ان پر صلوات بھیجنا اور ان کے قاتل پر لعنت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود وشاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان یعنی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں فقاع کے متعلق سوال کیا تھا جس کے جواب میں امام علیہ السلام نے لکھا کہ وہ حرام ہے اور بمنزلۂ شراب ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابن فضال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں فقاع کے بارے میں سوال کیا تھا؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ وہ شراب ہے اور اس کے پینے پر شارب الخمر کی حد جاری ہوگی۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادخود حسین قلانسی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو خط لکھا جس میں فقاع کے بارے میں سوال کیا تھا۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ اس کے قریب بھی نہ جاؤ۔ کیونکہ وہ شراب ہے۔ (کذاعن الرضا علیہ السلام)۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسنادخود زاذان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر مجھے مسلمانوں کے بازاروں پر حکومت حاصل ہوتی تو میں وہاں سے یہ چھوٹی شراب یعنی فقاع اٹھوا دیتا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود فضل بن شاذان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کا سراقدس شام لایا گیا تو یزید لعین کے حکم پر اس پر دسترخوان بچھایا گیا۔ اور یزید اور اس کے ساتھی وہاں بیٹھ کر کھانا کھاتے رہے اور فقاع (جو کی شراب) پیتے رہے۔ اور جب اس شغل سے فارغ ہوئے تو امامؑ کا سراقدس ایک طشت میں رکھ کر ان کے پلنگ کے نیچے رکھا گیا اور اس پر بساط شطرنج بچھائی گئی اور یزید لعنہ اللہ اس پر شطرنج کھیلتا رہا۔ اور فقاع پیتا رہا۔ فرمایا: لہٰذا جو شخص ہمارے شیعوں میں سے ہے وہ فقاع پینے اور شطرنج کھیلنے سے اجتناب کرے اور جو شخص فقاع اور شطرنج پر نظر کرے تو اسے چاہئے کہ امام حسین علیہ السلام کو یاد کرے اور یزید لعین اور آل یزید پر لعنت کرے۔ تو خدا اس کے گناہ مٹا دیتا ہے اگرچہ ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں۔ (عیون الاخبار)

۶۔ نیز اس قسم کی ایک اور حدیث کے آخر میں یہ تتمہ بھی مذکور ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد ماجد علیہ السلام نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام سے اور آپؑ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ فرمایا: میرے دشمنوں والا لباس نہ پہنو، اور میرے دشمنوں والے کھانے نہ کھاؤ اور میرے دشمنوں والے راستوں پر نہ جاؤ ورنہ تم بھی میرے اسی طرح دشمن بن جاؤ گے جس طرح وہ دشمن ہیں۔ (عیون الاخبار)

۷۔ اور کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ میں باسنادخود اسحاق بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں کہ منجملہ ان توقیعات کے جو امام العصر والزمان علیہ السلام کی جانب سے ان کے پاس پہنچی ہیں ایک یہ بھی ہے کہ آپؑ نے جو مخالفین کے بارے میں سوال کیا ہے خدا آپ کی راہنمائی کرے اور ثابت قدم رکھے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) اور جہاں تک فقاع کا تعلق ہے تو وہ حرام ہے۔ البتہ سلمان[1] میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(کتاب الاکمال، کذا فی کتاب الغیبۃ للطوسی)

---

[1] بعض علماء کا خیال ہے کہ اصل لفظ شلماب ہے جو ایک قسم کا مشروب ہے جو شیلم کے دانوں سے بنایا جاتا ہے۔ جو نشہ آور نہیں ہے۔ ''افیون'' کی طرح صرف مخدر ہے واللہ العالم۔

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

فقاع اور ہر مُسکر (نشہ آور چیز) کی فروخت حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود وشاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں فقاع کے بارے میں سوال کیا تھا۔ امامؑ نے جواب میں لکھا: وہ حرام ہے اور اس کا پینے والا بمنزلہ شرابخور سمجھا جائے گا۔ اور امامؑ نے فرمایا: اگر گھر میرا گھر ہوتا تو اس کے فروخت کرنے والے کو قتل کر دیتا اور اس کے پینے والے کو کوڑے لگاتا۔ امامؑ نے فرمایا کہ اس کی حد شراب خور والی حد ہے نیز فرمایا: کہ یہ (فقاع) بھی شراب ہی ہے جسے لوگوں نے (کم مسکر ہونے کی وجہ سے) معمولی سمجھ رکھا ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ فقاع کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: یہ مجہول الحال شراب ہے۔ اے سلیمان اسے مت پینا۔ اے سلیمان! اگر میرا حکم چلتا اور گھر میرا ہوتا تو میں اس کے پینے والے کو کوڑے مارتا اور اس کے بیچنے والے کو قتل کر دیتا۔(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اور باب التجارہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

سکنجبین، جلاب[۱] توت کا شیرہ، انار کا شیرہ، سیب کا شیرہ، بہی کا شیرہ حرام نہیں ہے اور ان کے پانی کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر بن احمد مکفوف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں سکنجبین، جلاب، توت کے شیرہ، سیب کے شیرہ،

۱۔ عرق گلاب شہد یا شکر سے تیار کئے ہوئے شربت کو جلاب کہا جاتا ہے۔(احقر مترجم عفی عنہ)

بہی کے شیرہ اور انار کے شیرہ کے بارے میں سوال کیا تھا؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ (یہ سب) حلال ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود خلیلان بن ہاشم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ہمارے ہاں ایک مشروب ہے جس کا نام المیبہ ہے وہ اس طرح بنایا جاتا ہے کہ ہم پہلے بہی کو مقشر کرتے ہیں (چھیلتے ہیں) اور اسے آگ میں ڈال دیتے ہیں اور پھر اس کا جوس لے کر اسے ایک ثلث کی بنیاد پر پکاتے ہیں پھر اس بہی کا پانی لے لیتے ہیں اور اسے پھینک دیتے ہیں پھر اس ثلث میں کچھ مشک، کچھ زعفران اور کچھ شہد ڈالتے ہیں اور پھر اس کو اس قدر پکاتے ہیں کہ اس کے دو ثلث چلے جاتے ہیں اور ایک ثلث باقی رہ جاتا ہے آیا اس کا پینا حلال ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جب تک اس میں تغیر (اسکار) پیدا نہ ہو۔ (ایضاً)

باب ۳۰

شراب کے برتنوں کا دھونے کے بعد استعمال کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس مٹکے کے بارے میں سوال کیا جس میں شراب تھا کہ اس میں سرکہ یا پانی یا سالن یا زیتون ڈالا جائے؟ فرمایا: جب دھولیا جائے (پاک کرلیا جائے) تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اس لوٹے یا اس گل کے بارے میں پوچھا جس میں شراب تھا۔ اس میں پانی ڈالا جا سکتا ہے؟ فرمایا: جب دھولیا جائے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ اور آپ اس برتن یا پیالہ کے بارے جس میں شراب پی جاتی تھی۔ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اسے تین بار دھو ڈالو...... پوچھا کہ آیا اس میں صرف پانی کا ڈالنا کافی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ بلکہ اسے ہاتھ سے ملنا اور تین بار دھونا ضروری ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس روایت میں اس قدر اضافہ کیا ہے کہ راوی نے پوچھا کہ جس برتن میں نبیذ پیا جائے؟ فرمایا: اسے (بطور مستحب) سات بار دھویا جائے اور یہی حکم کتے کا ہے۔ (التہذیب)

۳۔ جناب حمیری باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے شراب کے مٹکے کے بارے میں پوچھا: آیا اس میں کوئی زیتون وغیرہ ڈالا جا سکتا ہے؟ فرمایا: جب اسے دھولیا جائے (پاک کرلیا جائے) تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۱

سرکہ حرام نہیں ہے اور یہ کہ جب شراب سرکہ بن جائے تو حلال ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ پرانی شراب جو سرکہ بن جائے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادخود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص شراب کو سرکہ بنادیتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود جمیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک شخص سے کچھ درہم لینے ہیں۔ اور وہ ان کے عوض مجھے شراب دیتا ہے تو؟ فرمایا: لے لے اور اسے خراب کردے یعنی اسے سرکہ بنادے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ نیز باسنادخود عبدالعزیز بن المھتدی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں، انگور کا جوس شراب بن گیا۔ بعد ازاں اس میں کچھ سرکہ اور کچھ اور چیزیں ڈالی گئیں جن سے وہ سرکہ بن گیا تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادخود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک چیز پہلے شراب تھی۔ پھر سرکہ بن گئی تو؟ فرمایا: جب اس سے نشہ کا مادہ ختم ہو جائے تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

۶۔ جناب ابن ادریسؒ جامع بزنطی سے اور وہ باسنادخود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ شراب میں نمک وغیرہ ڈال کر اسے سرکہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے تو؟ فرمایا: ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے! راوی نے عرض کیا کہ میں نے ایسا کیا اور اس کے سر کو گل حکمت کر دیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد جب اسے کھول کر دیکھا تو وہ ہنوز شراب تھی۔ تو اس کا باقی رکھنا جائز ہے؟ فرمایا: چونکہ تیرا ارادہ اسے سرکہ بنانا ہے کوئی غلط کام کرنا نہیں ہے لہٰذا اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ (سرائر ابن ادریسؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۲

اس نضوح [1] کا حکم جس میں ضیاح [2] ہو؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیثمہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپؑ کی مستورات بھی آپؑ کے پاس موجود تھیں۔ کہ امامؑ نے نضوح کی بومحسوس کی۔ فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ یہ نضوح ہے اور اس میں ضیاح ڈالا گیا ہے! امام علیہ السلام نے حکم دیا اور اسے گندے نالہ میں بہا دیا گیا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک حدیث کے ضمن میں آپ سے پرانے نضوح کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ کون سا طریقۂ کار ہے جس سے وہ حلال ہو جائے؟ فرمایا: کھجور کا پانی لو اور اسے دھوؤ۔ یہاں تک کہ اس کے دو حصے ختم ہو جائیں۔ (باقی حلال ہو جائے گا)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

جس دسترخوان پر شراب پی جائے اور اگر شرابخواری کے بعد کوئی اور چیز لائی جائے تو اس کا کھانا حرام نہیں ہے۔ اور شراب کی محفل میں بحالت اختیاری بیٹھنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جس دسترخوان پر شراب یا کوئی اور مسکر پیا جائے وہاں بیٹھنا جائز ہے! فرمایا: وہ دسترخوان حرام ہے (یعنی وہاں بیٹھ کر کھانا کھانا حرام ہے)۔ پھر سوال کیا گیا کہ اگر دسترخوان کھانا کھانے کے لئے بچھایا جائے مگر وہاں ایک شخص کے پاس مسکر ہے وہ کھڑا ہوتا ہے۔ لیکن ہنوز اس نے کسی کو وہ مسکر پلایا نہیں ہے تو؟ فرمایا: جب تک شرابخواری نہ کی جائے تب تک دسترخوان حرام نہ ہوگا۔..... اور اگر شرابخواری ہو چکنے کے بعد کوئی نئی چیز

---

[1] ایک قسم کی خوشبو منہ میں ڈالنے کی دوا۔ (المنجد)

[2] پانی ملا دودھ۔ شوربا۔ (المنجد)

لائی جائے مثلاً فالودہ لایا جائے تو؟ فرمایا: تو تم کھا سکتے ہو کیونکہ یہ گویا نیا دسترخوان ہے یعنی فالودہ۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ شراب خواروں کے ساتھ مت بیٹھو۔ کیونکہ جب لعنت نازل ہوتی ہے تو پھر سب حاضرین مجلس کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۴

شراب کا نچوڑنا، اس کا پینا، اس کا اٹھانا، اس کی حفاظت کرنا، اس کا بیچنا، خریدنا، اس کی قیمت کا کھانا اور اس کے بنانے اور پینے پر اعانت کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب کے بارے میں دس آدمیوں پر لعنت کی ہے: (۱) اس کے بونے والے پر، (۲) اس کی نگہبانی کرنے والے پر، (۳) اسکے نچوڑنے والے پر، (۴) اسکے پینے والے پر، (۵) اسکے پلانے والے پر، (۶) اسکے اٹھانے والے پر، (۷) جس کی طرف اٹھا کر لایا جا رہا تھا اس پر، (۸) اسکے بیچنے والے پر، (۹) اس کے خریدار پر، (۱۰) اور اس کی قیمت کھانے والے پر۔

(الفروع، الخصال، عقاب الاعمال)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک حدیث کے اندر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ دو نصرانی آدمیوں نے ایک دوسرے کے ساتھ خمر و خنزیر بیچا اور خریدا اور قبل اس کے کہ درہم وصول کریں دونوں اسلام لے آئے تو کیا وہ درہم حلال ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں جوئے کے آلات بیچنے اور شراب خریدنے اور شراب پینے کی مناہی فرمائی۔ اور فرمایا: خداوند عالم نے شراب پر اور اس کے بونے والے پر، اس کے نچوڑنے والے پر.......... (وہی دس افراد کا تذکرہ جو پہلی والی حدیث میں مذکور ہیں)۔ نیز فرمایا: جو شخص شراب پیئے گا اللہ تعالیٰ چالیس دنوں تک اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔

اور اگر وہ اس حال میں مر جائے کہ اس کے پیٹ میں شراب کا ایک گھونٹ موجود ہوگا تو خدا پر لازم ہوگا کہ وہ اسے طینت خبال سے پلائے اور وہ دوزخیوں کی پیپ ہے اور جو کچھ زنا کاروں کے اندر سے نکلتا ہے اس سب کو جہنم کی ہانڈیوں میں ڈال کر دوزخیوں کو پلایا جائے گا جس سے ان کے چمڑے اور جو کچھ ان کے اندر ہے وہ پگھل جائے گا۔ (الفقیہ)

۴۔ نیز باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص دنیا میں شراب پئے گا۔ اسے خداوند جبار سانپوں اور بچھوؤں کی زہر میں سے ایسا زہر پلائے گا جس کے پینے سے پہلے اس کے چہرہ کا گوشت گر جائے گا۔ اور جب پئے گا تو اس کا گوشت اور چمڑا الگ الگ ہو جائے گا۔ مردار کی طرح جس سے تمام اہل محشر متاذی ہوں گے یہاں تک کہ اسے جہنم کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اس کا پینے والا، نچوڑنے والا بھی جہنم واصل ہوگا۔ نیز اس کا بیچنے والا، خریدنے والا، اٹھانے والا اور جس کے لئے اٹھایا جائے گا اور اس کی قیمت کا کھانے والا عار وشنار اور گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ اور جو اسے کسی غیر کے لئے بیچے یا خریدے خدا اس کی نہ نماز قبول کرتا ہے، نہ روزے کو، نہ حج کو اور نہ عمرہ کو، یہاں تک کہ وہ بارگاہِ خداوندی میں توبہ کرے۔ اور اگر توبہ کرنے سے پہلے مر جائے تو خدا پر لازم ہوگا کہ شراب کے ایک ایک گھونٹ کے عوض جو اس نے دنیا میں پیا ہوگا ایک ایک گھونٹ جہنم کے پیپ سے پلائے گا۔ پھر فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ خدا نے شراب اور ہر قسم کی نشہ آور چیز کو حرام قرار دیا ہے آگاہ باشید کہ ہر قسم کا مسکر حرام ہے۔ (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب التجارۃ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۵

شراب اور ہر مسکر نجس ہے اور شرابخوار کا تھوک نجس نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الدیلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص شراب پیتا ہے اور وہ تھوکتا ہے اور اس کا تھوک میرے کپڑے کو لگ جاتا ہے تو؟ فرمایا: کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک برتن میں نبیذ پیا جاتا ہے تو؟ فرمایا: اسے (بطور استحباب) سات بار دھویا جائے۔ اور یہی کتے کا حکم ہے...... (یہاں تک کہ) فرمایا: اس گھر میں نماز نہ پڑھ جس میں شراب موجود ہو یا مسکر۔ کیونکہ ایسے گھر میں ملائکہ داخل

نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی اس کپڑے میں نماز پڑھ جس کو شراب یا مسکر لگا ہو جب تک اسے پاک نہ کر لیا جائے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۴ میں اور اس سے پہلے) باب النجاسات میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۶

پیاس کے وقت شراب پینے کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کو اس قدر پیاس لگتی ہے کہ اسے اپنی جان کے تلف ہونے کا اندیشہ لاحق ہو جاتا ہے اس اثنا میں اسے شراب مل جاتی ہے تو؟ فرمایا: اتنی مقدار پی لے کہ اس کی جان بچ جائے۔(التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: مضطر آدمی شراب نہ پیئے کیونکہ یہ اس کے شر میں اضافہ ہی کرے گا۔ اور اگر وہ اسے پیئے گا تو وہ اسے قتل کر دے گا لہٰذا اس کا ایک قطرہ بھی نہ پیئے۔(علل الشرائع)

۳۔ نیز مروی ہے کہ فرمایا: اس کا پینا اس کی پیاس میں اضافہ کرے گا۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں یونہی وارد ہے مگر سخت ضرورت کے تحت اس کا پینا جائز ہے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (حدیث نمبر۲) اس صورت پر محمول ہے کہ جب شراب خواری سخت ضرر کا باعث ہے یا اس صورت پر محمول ہے کہ جب شدتِ پیاس سے ہلاکت کا خطرہ نہ ہو۔ نیز اس سے پہلے اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۷

نضوح کو کنگھی میں اور سر پر ڈالنا جائز ہے بعد اس کے کہ اس کو آگ پر چڑھایا جائے اور اس کے دو حصے ختم ہو جائیں اور ایک ثلث باقی رہ جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے نضوح کے بارے میں پوچھا کہ آیا نضوح کنگھی پر لگانا جائز ہے؟ آپؑ نے فرمایا: کھجور کو (پانی میں

ڈال کر) آگ پر چڑھایا جائے یہاں تک کہ اس کے دو حصے ختم ہو جائیں اور ایک ثلث باقی رہ جائے تو پھر اسے کنگھی پر لگایا جا سکتا ہے۔ (التہذیب)

۲۔ جناب علی بن جعفرؒ اپنی کتاب میں روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ نضوح میں نبیذ ڈالا جاتا ہے۔ اور عورت اسے اپنے سر پر لگاتی ہے آیا وہ اس حالت میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا: نہیں! جب تک اسے دھو نہ لے (نماز نہیں پڑھ سکتی)۔ (البحار، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ و ۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۸

انگور کا اس کے جوس کے عوض بیچنا جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ جوس کا نقد اور ادھار پر بیچنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے پاس انگور ہیں جو پک چکے ہیں وہ کاشتکار سے کہتا ہے کہ وہ اتنے مٹکے جوس کے عوض لے لے؟ فرمایا: نہیں (ایسا نہیں کر سکتا)۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن اسماعیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں سن رہا تھا کہ ایک شخص عصیر عنبی (جوس) کو خمر بننے سے پہلے کسی مجوس، یہود، نصاریٰ اور مسلمانوں کے ہاتھ نقد یا اُدھار پر بیچتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ تم نے اسے حلال صورت میں فروخت کیا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۳ و ۷ و ۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۹

جب تک فقاع جوش نہ مارے تب تک حرام نہیں ہے
اور اس صورت کا حکم جب اس کا جوش مارنا معلوم نہ ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مرازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کیلئے ان کے گھر میں فقاع تیار کیا جاتا تھا۔ ابن ابی عمیر کا بیان ہے کہ وہ ایسا فقاع نہیں ہوتا تھا جو جوش مارتا۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو فقاع بازار میں بنایا جاتا ہے اور فروخت کیا جاتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ وہ کس طرح بنایا گیا؟ اور کب بنایا گیا؟ آیا اس کا میرے لئے پینا جائز ہے؟ فرمایا: میں اسے پسند نہیں کرتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۰

مری[1] اور کامخ حرام نہیں ہے اور بادام کے شیرہ کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود برقی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ مرّی اور کامخ کا کھانا کیسا ہے؟ میں نے یہ بھی عرض کیا کہ یہ چیزیں گندم اور جو سے بنتی ہیں اور ہم اسے کھاتے ہیں؟ فرمایا: ہاں یہ حلال ہیں اور ہم بھی کھاتے ہیں۔ (التہذیب)

۲۔ جناب احمد بن علی بن ابیطالب طبرسیؒ باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیریؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت صاحب العصر والزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ الشریف کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تھا کہ ہمارے حلق کے درد اور آواز کے بیٹھ جانے کے لئے بادام کا شیرہ اس طرح بنایا جاتا ہے کہ تر بادام اس کے پکنے سے پہلے لیا جاتا ہے۔ اور اسے نرم نرم کوٹا جاتا ہے اور اس کا پانی نکالا جاتا ہے اور اس کو صاف کیا جاتا ہے اور اسے آگ پر چڑھایا جاتا ہے۔ اور جب پانی آدھا باقی رہ جاتا ہے تو اسے اتار کر ایک شب و روز تک رکھا جاتا ہے۔ اور بعد ازاں اسے آگ پر چڑھایا جاتا ہے اور ہر چھ رطل پر ایک رطل شہد ڈالا جاتا ہے اور اسے جوش دلایا جاتا ہے اور اس کی جھاگ ہٹائی جاتی ہے اور پھر نوشادر پیس کر اور شب یمانی نصف نصف مثقال ڈالی جاتی ہے تاکہ پانی کا ذائقہ ٹھیک ہو جائے اور بعد ازاں پسے ہوئے زعفران کا ایک درہم ڈالا جاتا ہے پھر اسے جوش دیا جاتا ہے اور اس کی جھاگ اتار لی جاتی ہے۔ اور یہاں تک کہ اسے برابر آگ پر چڑھایا جاتا ہے کہ وہ حجم میں شہد کی مانند ہو جاتا ہے پھر اسے آگ سے اتار لیا جاتا ہے اور ٹھنڈا ہونے پر پیا جاتا ہے آیا اس کا پینا جائز ہے یا نہ؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: اگر اس کی زیادہ مقدار نشہ آور ہے یا (دماغ میں کچھ اور) تغیر کرتی ہے تو پھر اس کا قلیل و کثیر حرام ہے اور اگر نشہ آور نہیں ہے تو پھر حلال ہے۔ (احتجاج طبرسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۴۶ از اطعمہ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

---

[1] نوٹ مجمع البحرین دیکھی جائے۔ (احقر مترجم)

باب ۴۱

قہوہ کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن بن فضل طبرسیؒ نے اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں باسناد خود عبداللہ بن مسعود سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اے ابن مسعود! میرے بعد کچھ ایسی قومیں آئیںگی جو مختلف قسم کے عمدہ و اعلیٰ کھانے کھائیں گے اور بہترین سواریوں پر سوار ہوں گی۔ اور اس طرح اپنے آپ کو مزین کریں گے جس طرح کوئی بیوی اپنے شوہر کے لئے زینت کرتی ہے اور اس طرح اپنی زینت کا اظہار کریں گے جس طرح عورتیں کرتی ہیں اور ان کی زیب و زینت جابر بادشاہوں کی طرح ہوگی۔ وہ اس امت کے آخری زمانہ کے منافق ہوں گے۔ وہ قہوہ پئیں گے، گوٹیوں کے ساتھ کھیلیں گے، شہوت رانیاں کریں گے، جماعتوں کو ترک کرنے والے ہوں گے، نماز ہائے عشاء کے وقت سو جانے والے ہوں گے اور صبح کی نمازوں میں کوتاہی کرنے والے ہوں گے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے بعد کچھ ایسے بُرے جانشین آئے جنھوں نے نمازوں کو ضائع کر دیا اور شہوات کی پیروی کی۔ وہ عنقریب گمراہی کا سامنا کریں گے۔(مکارم الاخلاق)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اہل لغت نے خمر کے ایک ہزار نام ذکر کئے ہیں جن میں سے ایک قہوہ بھی ہے۔ لہٰذا احتمال ہے کہ یہاں قہوہ سے مراد شراب ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے دودھ والا مشہور قہوہ مراد ہو۔ اور اس کا قرینہ لفظ آخر الزمان ہے۔

۲۔ جناب کراجکی اپنی کتاب معدن الجواہر و ریاضۃ الخواطر میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ شخص ایسے ہیں جن کی طرف خدا قیامت کے دن نظر عنایت نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی ان کو پاکیزہ کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو (۱) نماز ہائے عشاء کے وقت سونے والے ہوں گے، (۲) اور صبح کی نمازوں میں غفلت برتنے والے ہوں گے، (۳) وہ سامات کے ساتھ کھیلنے والے ہوں گے، (۴) وہ قہوہ پینے والے ہوں گے، (۵) اور آباء و امہات کو گالیاں دینے پر لذت حاصل کرنے والے ہوں گے۔(معدن الجواہر)

کتاب الغصب

اضافہ منجانب مترجم

''غصب'' کا مطلب ہے ناجائز طریقہ سے کسی کے مال یا حق پر قبضہ کرنا جو کہ عقلاً، شرعاً، قانوناً اور رواجاً حرام و ناجائز ہے جو قرآن وسنت سے ثابت ہے اور ایک حکومت کا فرض ہے کہ اس کا سدباب کرے ورنہ انارکی پھیل جائے گی۔
(احقر مترجم عفی عنہ)

(اس سلسلہ میں کل نو (۹) ابواب ہیں)

باب ا

غصب حرام ہے اور غصب شدہ مال کا اس کے مالک کی طرف واپس لوٹانا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلمہ بن کہیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ (قاضی) شریح سے فرما رہے تھے ان لوگوں کی طرف دیکھو جو جھگڑالو اور ٹال مٹول کرنے والے ہیں اور جو اہل قدرت لوگوں کے حقوق کو ادا نہیں کرتے جو لوگوں کے مالوں سے حکام کا تقرب حاصل کرتے ہیں لوگوں کے حقوق ان سے وصول کر کے ان تک پہنچاؤ۔ اور اس سلسلہ میں جائیدادوں کو فروخت کرنا پڑے تو فروخت کردو۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا کہ جو شخص اپنے پڑوسی کی ایک بالشت زمین خیانت کاری

سے ہتھیا لے تو خدا اسے اس کے سات طبقوں سمیت اس کے گلے میں ڈالے گا مگر یہ کہ توبہ کر لے اور اس سے باز آ جائے۔ (الفقیہ)

۳۔ ایک اور حدیث میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ کسی کے لئے حلال نہیں ہے کہ کسی کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب سید رضیؒ نہج البلاغہ میں حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: کسی عمارت میں ایک غصبی پتھر اس کی خرابی کا ضامن ہے۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے فئی، خمس اور غنائم وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جو شخص غصبی زمین پر کچھ زراعت کرے یا کچھ درخت لگائے تو زراعت اور درخت تو اسی شخص کے ہوں گے مگر مالک زمین کو زمین کی اجرۃ المثل ادا کی جائے گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عقبہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کی زمین میں اس کی اجازت کے بغیر زراعت کی۔ جب فصل تیار ہوگئی تو زمین کا مالک آ گیا اور اس نے زراعت کرنے والے سے کہا کہ چونکہ تو نے میری اجازت کے بغیر میری زمین میں زراعت کی ہے لہٰذا یہ زراعت میری ہے البتہ جو کچھ تو نے خرچ کیا ہے وہ میں ادا کروں گا۔ آیا اسے یہ حق حاصل ہے؟ فرمایا: زراعت زارع کی ہے اور زمین کے مالک کو اس کی زمین کی اجرت ادا کی جائے گی۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک مکان کرایہ پر لیا جس میں ایک باغ بھی تھا۔ چنانچہ اس نے باغ میں کچھ زراعت کی اور کھجور کے کچھ درخت لگا دے اور پھل فروٹ اُگا دے اور صاحب خانہ سے اجازت نہیں لی تو؟ امامؑ نے فرمایا: وہ شخص زمین کا کرایہ (پٹہ) ادا کرے گا اور زراعت اور درخت اسی کے سمجھے جائیں گے اور اگر اجازت لی تھی تو مالک اسے زراعت اور درختوں کی منصفانہ قیمت ادا کرے گا اور خود زمین کا کرایہ وصول کرے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الاجارۃ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳

جو شخص کسی کی زمین غصب کر کے اس پر کوئی عمارت کھڑی کرے وہ اپنا ملبہ اٹھائے گا۔ اور زمین اس کے مالک کے حوالے کی جائے گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالعزیز بن محمد الدراوردی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص کسی کی زمین پر ناجائز طریقہ پر عمارت کھڑی کرے تو؟ فرمایا: وہ اپنی عمارت (اس کا ملبہ) اٹھائے گا اور زمین اس کے مالک کے حوالے کی جائے گی۔ ظالم کے پسینہ بہانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی حق کے بغیر کسی کی زمین پر قبضہ کرے تو اسے تکلیف دی جائے گی کہ حشر تک اس زمین کی مٹی (عالم برزخ میں) اٹھائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

ظلم و جور سے یتیم کا مال کھانا حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے یتیم کا مال کھانے کے بارے میں دو طرح کی وعید و تہدید کی ہے ایک یہ ہے کہ اس کے لئے آخرت میں (دوزخ کی) آگ ہے۔ دوسری یہ کہ اس کو دنیا میں اپنی اولاد کے بارے میں ڈرنا چاہئے کہ کہیں ان کے ساتھ بھی ایسا سلوک نہ کیا جائے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے کہ ان لوگوں کو جو اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ جاتے ہیں اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں ان کی اولاد کے ساتھ وہی سلوک نہ کیا جائے جو وہ آج دوسروں کی اولاد کے ساتھ کر رہے ہیں۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے ابواب التجارہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

غصبی مال میں جبکہ اس کے مالک کا علم ہو تصرف کرنا جائز نہیں ہے حتیٰ کہ حج وعمرہ اور جہاد اور صدقہ میں بھی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار چیزیں ایسی ہیں جو نہ خود جائز ہیں اور نہ چار چیزوں میں جائز ہیں: (۱) عام خیانت، (۲) مال غنیمت میں خیانت، (۳) چوری، (۴) سود۔ یہ چار چیزوں میں جائز نہیں ہیں۔ (۱) نہ حج میں، (۲) نہ عمرہ میں، (۳) نہ جہاد میں، (۴) اور نہ صدقہ میں۔ (الفروع، الفقیہ، الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الحج وغیرہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۶

جو شخص کسی کنیز کو غصب کرے اور پھر اس سے بچہ جنوائے تو اس پر کنیز کا واپس کرنا واجب ہے اور بچہ کنیز کے مالک کا مال سمجھا جائے گا مگر یہ کہ قیمت لے کر غاصب کو دینے پر راضی ہو جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس کے گھر والوں نے یہ خیال کیا تھا کہ وہ مر گیا ہے یا قتل کر دیا گیا ہے لہٰذا اس کی بیوی نے (عدت گزار کر) عقد ثانی کر لیا یا اس کی کنیز نے دوسری جگہ شادی کر لی۔ اور دونوں کے ہاں ان کے دوسرے شوہروں سے ایک ایک بچہ بھی پیدا ہو گیا۔ کہ اچانک پہلا شوہر یا کنیز کا آقا آ گیا۔ یہ فیصلہ کیا کہ پہلا شوہر اپنی بیوی کو لے جائے گا کیونکہ وہ اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ اور مالک اپنی کنیز اور اس کے بچہ کو لے جائے گا مگر یہ کہ وہ بچہ کی قیمت پر راضی[1] ہو جائے (اور بچہ اس کے باپ کے حوالے کر دے)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ابواب النکاح میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] بظاہر یہ حکم اور یہ فیصلہ اس صورت پر محمول ہے کہ گم شدہ مالک کی کنیز اور اس کے نئے شوہر کو اس کی زندگی کا علم ہو جس کی وجہ سے یہ مباشرت حرام ہوگی اور بچہ مالک کا مال سمجھا جائے گا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۷

جو شخص کوئی جانور غصب کرے پس اگر وہ تلف ہو جائے تو غاصب اس کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر اس میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو وہ قیمت کی کمی کا ضامن ہوگا اور اگر اس سے کام لیا تو اجرۃ المثل کا ضامن ہوگا اور اگر اس پر کچھ مال خرچ کیا تو اس کا مطالبہ مالک سے نہیں کر سکے گا۔ اور اگر اس کی قیمت میں مالک اور غاصب میں اختلاف پیدا ہو گیا تو مالک کا قول مقدم ہوگا مگر قسم یا بیّنہ (گواہوں) کے ساتھ۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاّد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے (کوفہ سے) قصر ابن ہبیرہ تک جانے آنے کے لئے مخصوص کرایہ پر ایک خچر لیا۔ اور میں اپنے ایک مفرور مقروض کی تلاش میں نکلا اور میں جب کوفہ کی پل کے قریب پہنچا تو مجھے اطلاع دی گئی کہ میرا مطلوبہ شخص نیل کی طرف ہے۔ تو میں بھی اُدھر ہی چل پڑا۔ اور جب وہاں پہنچا تو مجھے اطلاع ملی کہ وہ شخص تو بغداد چلا گیا ہے تو میں بھی اس کے پیچھے چل پڑا حتی کہ اسے پکڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور پھر کوفہ واپس آیا۔ (یہاں تک کہ کہا) کہ جب میں نے اس ماجرا کی اطلاع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دی تو آپؑ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تجھ پر لازم ہے کہ تو اس خچر کا کوفہ سے نیل اور نیل سے بغداد اور پھر بغداد سے کوفہ جانے آنے کا پورا کرایہ اس کے مالک کو ادا کر (کیونکہ معاہدہ کے خلاف اس کا خچر استعمال کیا) اس پر ابو ولاّد نے کہا کہ میں نے اس خچر کے چارہ پر جو چند درہم خرچ کئے ہیں میں وہ لے سکتا ہوں؟ فرمایا: نہیں۔ کیونکہ تو غاصب ہے (اس کا خچر اس کی اجازت کے بغیر استعمال کیا)۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر خچر ہلاک ہو جاتا تو آیا مجھ پر اس کی قیمت لازم نہ تھی؟ فرمایا: جس دن معاہدہ کی مخالفت کی تھی اس دن کے نرخ سے لازم ہوتی۔ پھر عرض کیا کہ اگر اس دوران خچر کا کوئی عضو ٹوٹ جاتا، یا اس کی پیٹھ پر کوئی زخم لگ جاتا، یا عام زخم لگ جاتا تو اس کا تاوان مجھ پر لازم ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ صحیح و سالم اور عیب دار کی قیمت میں جو تفاوت ہوگا اس کی ادائیگی لازم ہوگی۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر اس میں اختلاف ہو جائے تو کون طے کرے گا؟ فرمایا: تو اور وہ (مالک)! وہ قسم کھائے گا کہ اس کی قیمت اس قدر ہے۔ تو تمہیں ادا کرنا پڑے گی۔ اور اگر وہ انکار کر دے اور تجھے قسم کو کہتے تو جب تم کھا لوگے تو وہی قیمت لازم ہو جائے گی اور اگر مالک گواہ پیش کر دے کہ جس دن تم نے خچر کرایہ پر لیا تھا تو اس کی قیمت یہ تھی تو پھر وہ قیمت واجب الاداء ہوگی۔

(التہذیب، الفروع، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب الاجارہ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸

غصبی مال میں اس شخص کے سوا جسے مالک اجازت دے ہر شخص کیلئے تصرف کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جراح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چوری چکاری اور خیانت کاری کے مال کا خریدنا جائز نہیں ہے جبکہ تمہیں اس کا علم ہو۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا کوئی شخص ظالم عامل سے کوئی چیز خرید سکتا ہے؟ فرمایا: (ہاں) اس سے اس وقت تک خرید سکتا ہے جب تک اس کا اس مال میں کسی پر ظلم کرنے کا علم نہ ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (جلد ۱۲ باب ۴ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹

مالک کو یہ حق حاصل ہے کہ اسے اس کا مال جس کے ہاں بھی ملے وہ اسے حاصل کر لے اگر چہ اس شخص نے وہ مال غاصب سے خریدا ہو۔ اور غاصب سے رجوع کرنے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعمرو سراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس کے ہاں سے چوری کا مال پایا جائے فرمایا: وہ اس مال کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے جب تک کہ وہ گواہوں سے ثابت نہ کرے کہ اس نے فلاں شخص سے خریدا ہے۔

(التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب وہ شخص گواہ پیش کر دے کہ اس نے یہ مال فلاں شخص سے خریدا ہے تو پھر مالک اس بیچنے والے کی طرف رجوع کرے گا۔ اور اگر وہ شخص ایسا نہ کر سکے تو پھر وہ اس مال کی ادائیگی کا ضامن ہوگا۔ اور جب فروخت کرنے والا مال بیچنے کا انکار کر دے تو یہ اس کی طرف رجوع بھی نہیں کر سکے گا۔ اور اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (جلد ۱۲ میں) گزر چکی ہیں۔

کتاب الشفعہ

اضافہ منجانب مترجم

شفعہ کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ کوئی زمین (یا مکان، یا دکان وغیرہ غیر منقولہ جائیداد) دو آدمیوں کی مشترکہ ملکیت ہو اور تقسیم سے پہلے ایک شریک کسی اجنبی آدمی کے ہاں اپنا مشترکہ حصہ فروخت کر دے تو شریعت نے دوسرے شریک کو یہ حق دیا ہے کہ وہ شفعہ کر کے اسی قیمت پر وہ جائیداد واپس لے لے یہ بات دین اسلام کے خصوصیات میں سے ہے اسلام سے پہلے یہ کسی دین میں جائز نہیں تھا۔ بہرحال اگر شفعہ کے حدود و قیود کی پابندی کی جائے تو اس سے تمدنی و معاشرتی بڑے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں اور کئی قسم کے فتنہ و فساد سے بچا جا سکتا ہے جو نئے خریدار اور پرانے شریک کار کے درمیان جنم لے سکتے ہیں جو مزاجوں کی عدم موافقت، سابقہ کسی رنجش و عداوت کی وجہ سے نوبت نہ صرف جنگ و جدال بلکہ قتل و قتال تک پہنچ سکتی ہے۔ مگر یہ خیال رہے کہ شرعی شفعہ اور ہے اور مروجہ قانونی شفعہ اور؟ لہٰذا شفعہ کرتے وقت اس کے حدود و قیود کا خیال رکھنا ضروری ہے واللہ الموفق۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(اس سلسلہ میں کل بارہ (۱۲) باب ہیں)

باب ۱
شفعہ شریک کے سوا اور کسی کے لئے ثابت نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کر کے باقی ایک کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالعباس بقباق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ شفعہ نہیں ہوتا مگر شریک کیلئے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

شفعہ اس پڑوسی کے لئے نہیں ہے جو شریک (جائیداد) نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہارون بن حمزہ غنوی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے گھروں کے سلسلہ میں شفعہ کرنے کے بارے میں سوال کیا کہ آیا اس سلسلہ میں شریک کے لئے کوئی واجب (حق) ہے؟ اور اگر یہ معاملہ پڑوسی پر پیش کیا جائے تو آیا وہ دوسروں سے اس کا زیادہ حقدار ہے؟ فرمایا: بیع و شرا میں جب کوئی شریک موجود ہو تو وہ سب سے زیادہ شفعہ کرنے کا (ادا کردہ) قیمت پر حقدار ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

شفعہ جو شریک کیلئے ثابت ہے وہ تقسیم سے پہلے ہوتا ہے اس کے بعد شفعہ نہیں ہوسکتا۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شفعہ نہیں ہوتا مگر دو شریکوں کے درمیان اور وہ بھی باہمی تقسیم سے پہلے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حصے الگ الگ کر لئے جائیں تو پھر شفعہ ختم ہو جاتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود ابوالعباس اور عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان دونوں کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ شفعہ نہیں ہوتا مگر اس شریک کیلئے جس نے ہنوز (جائیداد) تقسیم نہ کی ہو۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے شفعہ کے متعلق فیصلہ یوں کیا وہ اس وقت تک ہے جب تک (جائیداد) تقسیم نہ کرلی جائے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

مشترکہ جائیداد کی تقسیم کے بعد بھی اس صورت میں شفعہ جائز ہے جبکہ راستہ مشترک ہو اور وہ بھی جائیداد کے ساتھ بیچ دیا جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک بڑے مکان میں کئی چھوٹے چھوٹے مکان ہیں اور ان سب کا راستہ مشترک ہے اور ان میں سے بعض نے اپنا مکان ایک آدمی کے ہاں فروخت کر دیا۔ آیا راستہ میں شریک لوگ شفعہ کر کے وہ مکان واپس لے سکتے ہیں؟ فرمایا: اگر اس شخص نے صرف مکان فروخت کیا ہے (اور راستہ فروخت نہیں کیا بلکہ) اپنے گھر کا راستہ دوسری طرف پھیر دیا ہے (اور سابقہ راستہ میں شرکت باقی ہے) تو پھر تو ان کو شفعہ کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور اگر مکان کے ساتھ اپنا راستہ بھی فروخت کر دیا ہے تو پھر وہ شفعہ کر سکتے ہیں۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک (بڑا سا) مکان چند آدمیوں کا مشترکہ تھا۔ جو انہوں نے باہم تقسیم کر لیا۔ اور ہر ایک نے اپنا مکان علیٰحدہ بنا لیا۔ مگر درمیان میں گزرگاہ کے طور پر کچھ جگہ مشترکہ چھوڑ دی۔ پس ایک شخص نے آ کر ان میں سے بعض شرکاء کا مکان خرید لیا۔ تو آیا اسے یہ حق حاصل ہے؟ فرمایا: ہاں۔ مگر وہ اپنے مکان کا دروازہ بند کر دے۔ اور ایک اور دروازہ راستہ کی طرف کھول لے۔ یا پھر مکان کی چھت سے نیچے اترے اور دروازہ بند کر دے پس اگر راستہ کا مالک راستہ بھی بیچنا چاہے تو پھر وہ شرکاء اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ اور اگر وہ اسے نہ بیچے تو وہ (نیا خریدار) راستہ میں شریک ہے اس سے آ جا سکتا ہے۔ اور اپنے مکان کے دروازہ پر بیٹھ سکتا ہے۔ (ایضاً)

باب ۵

شفعہ، زمینوں، گھروں، مکانوں اور دوسری فانی چیزوں پر (مگر غیر منقولہ) میں سوائے چند مستثنیٰ صورتوں کے جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عقبہ بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے زمینوں اور مکانوں میں شریکوں کے درمیان شفعہ کے جواز

کا فیصلہ کیا ہے اور فرمایا کہ (اسلام میں) نہ ضرر (سہنا) ہے اور نہ ضرر پہنچانا ہے اور فرمایا: جب (جائیداد کی) حد بندی کردی جائے تو پھر شفعہ نہیں ہوتا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ بعض حضرات سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شفعہ ہر چیز میں جائز ہے خواہ وہ حیوان ہو، یا زمین یا کوئی اور مال و متاع[1]

(الفقیہ، التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ و ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

یہودی و نصرانی مسلمان کے خلاف شفعہ نہیں کر سکتا۔ ہاں البتہ جو غائب ہو اور جو یتیم ہو ان کے لئے شفعہ ثابت ہے اور جب یتیم کی مصلحت ہو تو اس کا ولی کر سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب و جد کے سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہودی و نصرانی کیلئے (مسلمان کے خلاف) کوئی شفعہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یہودی اور نصرانی کیلئے (مسلمان کے خلاف) کوئی شفعہ نہیں ہے اور فرمایا: شفعہ صرف اس شریک کے لئے ہے جس نے ہنوز جائیداد تقسیم نہ کی ہو۔ اور فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یتیم کا وصی بمنزلہ اس کے والد کے ہے۔ اگر شفعہ میں یتیم کا فائدہ ہو تو وہ اس کے لئے شفعہ کر سکتا ہے۔ اور فرمایا: جو آدمی غیر حاضر ہو وہ (حاضر ہونے پر) شفعہ کر سکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] غیر منقولہ جائیداد جیسے زمین، مکان اور باغ وغیرہ میں تو شفعہ کا ثبوت اتفاقی ہے۔ لیکن منقولہ مال یا وہ غیر منقولہ جائیداد جو اپنی تنگی کی وجہ سے قابل تقسیم نہ ہو اس میں شفعہ کے جواز میں اختلاف ہے۔ اگرچہ اشبہ عدم جواز ہے مگر احوط یہ ہے کہ اگر شفیع شفعہ کرنا چاہے تو خریدار کی اجازت سے کرے اور خریدار کے لئے بھی انسب ہے کہ شفیع سے مصالحت کرے واللہ اعلم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۷

شفعہ صرف دو شریکوں کے لئے ثابت ہے زیادہ میں نہیں۔ پس اگر دو سے زائد ہوں تو پھر کسی کے لئے شفعہ نہیں ہے۔ اور یہ کہ شفعہ حیوان اور غلام میں بھی ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شفعہ نہیں ہوتا مگر دو شریکوں میں اور وہ بھی اس وقت تک جب جائیداد تقسیم نہ کرلیں۔ اور جب تین شریک ہو جائیں تو پھر کسی کو شفعہ کا کوئی حق نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ باسناد خود یونس سے اور وہ بعض آدمیوں سے روایت کرتے ہیں: موصوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ شفعہ کس کیلئے ہے؟ کس چیز میں ہے؟ اور کس کو کرنا چاہئے؟ اور کیا حیوان میں بھی شفعہ ہوتا ہے؟ اور وہ کس طرح ہے؟ فرمایا: شفعہ ہر چیز میں جائز ہے حیوان ہو یا زمین یا کوئی اور مال ومتاع۔ جبکہ وہ چیز صرف دو شریکوں کے درمیان مشترک ہو۔ اور ان میں سے ایک اپنا حصہ فروخت کر دے تو اس کا شریک اس کا سب سے زیادہ مستحق ہوتا ہے اور اگر شرکاء دو سے زیادہ ہوں تو پھر کسی کیلئے شفعہ کا کوئی حق نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک مملوک (غلام) دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہے اور ان میں سے ایک شریک اپنا حصہ فروخت کر دیتا ہے تو دوسرا کہتا ہے کہ میں اس کا سب سے زیادہ حقدار ہوں آیا اسے یہ حق حاصل ہے؟ فرمایا: ہاں۔ جبکہ وہ (شریک) ایک ہو۔ (التہذیب)

۴۔ نیز باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیوان میں شفعہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ اور دوسرے علماء نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب شریک دو سے زائد ہوں۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ و ۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸

کشتی، نہر، راستہ، چکی اور کبوتر میں شفعہ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کشتی، نہر اور راستہ میں شفعہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

اس روایت کو حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی نقل کیا ہے مگر اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ شفعہ نہیں ہوتا چکی میں اور نہ کبوتر میں۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ شفعہ نہیں ہوتا مگر صرف زمینوں اور مکانوں میں۔ (الفروع)

باب ۹

شفعہ کے ذریعہ سے فروخت شدہ چیز اگر قبضہ سے پہلے کچھ تلف ہو جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن محبوب سے اور وہ ایک اور شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے ایک شخص سے مشترکہ مکان کا نصف حصہ خریدا اور اس مکان میں دوسرا شریک اس وقت غائب تھا۔ پس جب اس نے اس مکان کا قبضہ لیا تو مکان گر گیا۔ بعد ازاں ایک طغیانی آئی اور اس مکان کو گرا کر اور بہا کر لے گئی۔ پس جب دوسرا غائب شریک آیا تو اس نے شفعہ کر کے وہ فروخت شدہ حصہ حاصل کرنا چاہا۔ تو خریدار نے کہا کہ بے شک میری ادا کردہ پوری قیمت مجھے دے دے اور حصہ لے لے۔ مگر شریک نے کہا کہ اس قیمت میں سے عمارت کی قیمت کم کر دے (جو کہ اب گر چکی ہے)۔ تو اس سلسلہ میں کیا لازم ہے؟ امام علیہ السلام نے اپنے دستخطوں سے لکھا کہ اس (شفعہ کرنے والے) کیلئے پہلی بیع و شرا والا معاملہ لازم ہے (کہ پوری قیمت ادا کر کے حصہ واپس لے لے)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰

اگر شفعہ والے مال کی قیمت شہر میں ہو تو تین دن تک اس کا انتظار کیا جائے گا اور اگر کسی دوسرے شہر میں ہو تو وہاں آنے جانے اور مزید تین دن تک انتظار کیا جائے گا۔ اور اگر اس سے زائد درکار ہو تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے زمین کا شفعہ کیا اور قیمت لینے کے لئے گیا۔ مگر رقم لے کر واپس نہیں آیا۔ تو زمین (بیچنے) والا کیا کرے؟ آیا اسے فروخت کر دے یا اپنے شریک (شفعہ کرنے والے) کا انتظار

کرے؟ فرمایا: اگر وہ وہیں شہر میں ہے تو تین دن تک اس کا انتظار کرے پس اگر قیمت لائے تو فبہا ورنہ زمین بیچ دے اور شفعہ باطل ہو جائے گا اور اگر وہ اس قدر مہلت طلب کرے کہ دوسرے شہر سے جا کر قیمت لے آئے تو وہاں تک آنے جانے کی مدت کے علاوہ تین دن تک اسے مہلت دی جائے گی۔ پس اگر اس اثنا میں قیمت لے کر آ گیا تو فبہا ورنہ شفعہ ختم ہو جائے گا۔ (التہذیب، الفقیہ)

باب ۱۱

جب کسی مکان کو غلام اور کچھ مال و متاع اور جوہر کے عوض خریدا جائے تو اس میں شفعہ نہیں ہے اور اس صورت کا حکم کہ جب اس مکان کو کسی عورت کا حق مہر قرار دیا جائے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن رئاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے غلام، کچھ مال و متاع اور جوہر کے عوض مکان خریدا؟ فرمایا: اس میں کسی کو شفعہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنے بڑے گھر میں موجود ایک مکان کے حق مہر پر ایک عورت سے عقد وازدواج کیا اور اس گھر میں اس کے ساتھ کچھ شریک بھی ہیں تو؟ فرمایا: ان زن و مرد کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ اور شرکاء میں سے کسی کے لئے شفعہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۲

آیا شفعہ میں وراثت جاری ہوتی ہے یا نہ؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شفعہ نہیں ہے مگر اس شریک کے لئے جس نے اپنا حصہ تقسیم نہ کیا ہو۔ نیز فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حدودِ الٰہی میں شفعہ نہیں ہے اور فرمایا: شفعہ میں وراثت نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ عمومی احادیث وراثت میں وہ حدیثیں بھی آئیں گی جو شفعہ کو بھی شامل ہیں۔ اور خاص کی دلالت زیادہ قوی ہوتی ہے۔ (لہٰذا اس میں وراثت نہیں ہے)۔

کتاب احیاء الموات
یعنی مردہ زمین کو زندہ کرنے کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل بیس (۲۰) باب ہیں)

باب ۱
جو شخص مردہ (اور لاوارث) زمین کو (آباد کر کے) زندہ کرے وہ اسی کی ہے البتہ اس کے محاصل میں سے مقررہ شرائط کے ساتھ زکوٰۃ واجب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے پوچھا کہ یہود و نصاریٰ کی زمین کا خریدنا کیسا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (یہاں تک کہ فرمایا) لوگ کچھ مردہ زمین کو زندہ کریں یا اس میں کچھ (اصلاحی) کام کریں وہ اس کے زیادہ حقدار ہیں اور وہ زمین انہی لوگوں کی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص خراب (اور لاوارث) زمین کے پاس جاتا ہے اور اس کی اصلاح کرتا ہے، نہریں جاری کرتا ہے (الغرض اسے) آباد کرتا ہے اور اس میں فصل بوتا ہے تو اس پر کیا ہے؟ فرمایا: اس پر صرف زکوٰۃ ہے (مگر وہ بھی اپنے مقررہ شرائط کے ساتھ)۔ (التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص مردہ زمین کو زندہ کرے وہ زمین اسی کی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ جبکہ میں بھی حاضر تھا کہ مردہ زمین کو بایں طور زندہ کرتا ہے کہ اس میں نہر جاری کرتا ہے، مکانات بناتا ہے اور کھجوریں اور دوسرے درخت لگاتا ہے تو؟ فرمایا: وہ زمین اسی کی ہے اور اسے

مکانات بنانے کا اجر ملے گا۔ ہاں البتہ اس پر صرف عشر (دسواں حصہ زکوٰۃ) لازم ہے اگر وہ فصل بارش یا سیلاب کے پانی سے سیراب ہو اور نصف عشر (بیسواں حصہ) لازم ہے اگر اسے ڈولوں سے سینچا گیا ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الخمس والجہاد میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ۔

باب ۲

جو شخص کوئی درخت لگائے وہ اسی کا ہے، اور جو پانی (زمین سے نکالے) وہ اسی کا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص (کسی مردہ اور لاوارث زمین میں) کوئی درخت لگائے یا کوئی ایسی وادی کھودے جو پہلے کسی نے نہ کھودی ہو یا مردہ زمین کو (زراعت وغیرہ کرکے) زندہ کرے وہ سب کچھ اسی شخص کا ہے۔ یہ خدا اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئندہ باب میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

جو شخص مردہ زمین کو زندہ کرے اور پھر اسے اپنے حال پر چھوڑ دے یہاں تک کہ پھر خراب ہو جائے تو اس طرح اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی اور وہ اس کی ہوگی جو اسے از سر نو زندہ کرے گا۔ اور اگر وہ (مردہ) زمین کسی اور کی ہو تو اسے زندہ کرنے والا اصلی مالک کا حق ادا کرے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو کوئی شخص بنجر اور مردہ زمین کے پاس جائے اور اسے آباد کرے، نہریں جاری کرے (وہ اسی کی ہے) اور اس پر اس کی زکوٰۃ (اپنے مقررہ شرائط کے ساتھ) واجب ہے۔ اور اگر کوئی زمین کسی شخص کی ہو اور وہ اسے چھوڑ کر کہیں چلا جائے یہاں تک کہ زمین خراب و بنجر ہو جائے اور (کوئی آدمی آکر اسے زندہ کرے) اور پھر وہ (اصلی مالک) اس کا مطالبہ کرے تو زمین اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اور اس کی ہے جو اسے آباد کرے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خالد کابلی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم نے حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب میں پایا (آپ لکھتے ہیں کہ) زمین خدا کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور انجام تو متقیوں کا (اچھا) ہے۔ (پھر فرمایا) میں اور میرے اہل بیتؑ ہی وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے زمین کا وارث بنایا ہے اور ہم ہی متقی ہیں اور تمام زمین ہماری ہے پس مسلمانوں میں سے جو شخص اسے آباد کرے وہ اس کے حاصل سے فائدہ اٹھائے اور کھائے اور اس کا خراج میرے اہل بیتؑ میں سے امام (وقت) کو ادا کرے اور وہ اگر اس زمین کو چھوڑ کر کہیں چلا جائے اور اس طرح زمین خراب ہو جائے اور کوئی دوسرا مسلمان آ کر اسے آباد کرے تو وہ سابقہ شخص سے اس کا زیادہ حقدار ہے۔ لہٰذا وہ اس سے کھائے اور فائدہ اٹھائے مگر اس کا خراج امام (زمانہ) کو ادا کرے۔ یہاں تک میرے اہل بیتؑ میں سے قائم آل محمدؑ کا تلوار کے ساتھ ظہور ہو۔ تو وہ اس وقت زمین کو اپنے قبضہ میں لیں گے اور لوگوں کو اس سے نکال دیں گے۔ جس طرح پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔ سوائے اس زمین کے جو ہمارے شیعوں کے قبضہ میں ہوگی۔ کیونکہ وہ ان کا معاملہ طے کریں گے (کہ وہ زکوٰۃ اور خمس وغیرہ ادا کریں گے) اور زمین ان کے قبضہ میں رہے گی۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص خراب اور بنجر زمین کے پاس آتا ہے اور اس میں نہریں جاری کرتا ہے اور زراعت کر کے اسے آباد کرتا ہے۔ اس پر کیا ہے؟ فرمایا: اس پر صرف زکوٰۃ ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ اس کے (اصلی) مالک کو پہچانتا ہو تو پھر؟ فرمایا: اس کا حق اسے ادا کرے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جب کوئی کافر ذمّی صلح والی زمین میں سے مردہ زمین کو زندہ کرے تو وہ اسی کی ہے اور مسلمان کے لئے جائز ہے کہ اس سے خریدے اور کافر ذمی کی زمین کا حکم جبکہ وہ اسلام لائے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں، جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اہل ذمہ (کفار) سے زمین خریدنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب وہ زمینوں کو

آباد کریں اور ان میں کام کریں تو پھر ان سے ان زمینوں کے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جس طرح کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل خیبر پر غلبہ پانے کے بعد ان کے ساتھ معاملہ کیا تھا کہ زمین ان کے قبضہ میں رہے گی جسے وہ آباد کریں گے ہاں البتہ وہ اس کا خراج ادا کریں گے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ جب اہل نجران (عیسائیوں) میں سے کوئی شخص اسلام لے آئے تو اس پر کیا لازم ہے؟ آیا وہ جس پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے مصالحت کی تھی؟ (خراج) یا وہ کچھ ہے جو دوسرے مسلمانوں پر ہے (زکوٰۃ)؟ فرمایا: اس پر وہی کچھ ہے جو دوسرے مسلمانوں پر ہے۔ (پھر فرمایا) اگر وہ لوگ (اس وقت) اسلام لے آتے۔ تو پھر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ (خراج پر) مصالحت نہ کرتے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ابواب عقد البیع وغیرہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵

سب عامۃ المسلمین پانی، آگ اور چارہ میں برابر کے شریک ہیں جب تک کسی خاص آدمی کی ملکیت ثابت نہ ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے وادی کے پانی کے بارے میں سوال کیا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: تمام مسلمان پانی، آگ اور گھاس میں باہم شریک ہیں۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی کیلئے نمک اور آگ سے روکنا حلال نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

جو پانی کسی نالی وغیرہ میں مملوکہ ہو اس کا درہم اور غلہ کے عوض بیچنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید اعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک نالی سے پانی پینے میں چند آدمی شریک ہیں۔ ان میں سے ایک شخص وہاں سے بے نیاز ہے تو وہ اپنا حصہ فروخت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر چاہے تو فروخت کر سکتا ہے یعنی چاہے تو چاندی کے عوض اور چاہے تو گندم کے عوض۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود عبداللہ بن الحسن سے اور وہ علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ پانی کی ایک نالی چند آدمیوں کے درمیان مشترک ہے یعنی ان میں سے ہر ایک کے لئے پینے کی ایک خاص مقدار ہے! پس ان میں سے ایک اپنا حصہ چند درہموں یا کچھ طعام وغیرہ کے عوض فروخت کر دیتا ہے تو؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) اور اس سے پہلے باب التجارہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۷

زائد از ضرورت پانی اور گھاس کا فروخت کرنا مکروہ ہے اور مستحب ہے کہ ضرورتمند آدمی کو یہ چیزیں مفت فراہم کی جائیں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نطاف اور اربعاء کی ممانعت فرمائی ہے۔ (پھر ان چیزوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) اربعاء یہ ہے کہ پانی کے لئے ایک بند بندھا جائے تاکہ اس پانی سے زمین سیراب کی جائے اور پھر آدمی اس پانی سے بے نیاز ہو جائے۔ فرمایا: اسے فروخت نہ کر بلکہ اسے اپنے پڑوسی کو عاریۃً دے دے اور نطاف یہ ہے کہ تمہارا پانی پینے میں حصہ ہو مگر تمہیں اس کی ضرورت نہ رہے تو اسے فروخت نہ کر بلکہ اپنے بھائی یا پڑوسی کو عاریۃً دے دے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بادیہ نشینوں کو منع فرمایا کہ وہ زائد از ضرورت پانی سے ایک دوسرے کو منع نہ کریں اور زائد از ضرورت گھاس کو فروخت نہ کریں۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب التجارہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۸

جب مشترک پانی والے (اس کی کمی وبیشی میں) باہم نزاع کریں تو زراعت کیلئے تسمہ تک اور کھجور کے لئے ٹخنوں تک پانی روکا جائے گا بعدازاں جو اس سے متصل ہوگا اسے دیا جائے گا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں موصوف کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وادیٔ مہزور والوں کے درمیان سیلاب کے پانی کا فیصلہ اس طرح کیا تھا کہ زراعت کے لئے تسمہ تک اور کھجور کے لئے ٹخنے تک پانی روکا جائے اس کے بعد اس سے نیچے والوں کے لئے پانی چھوڑا جائے۔(الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں یوں وارد ہے کہ زراعت کے لئے دو تسموں تک اور کھجور کے لئے دو ٹخنوں تک حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہ وادی کے پانی کی قوت وضعف پر منحصر ہے۔ لہٰذا ان دو حدیثوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔(الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عقبہ بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیلاب کے پانی سے کھجوروں کے سیراب کرنے کے سلسلہ میں اس طرح فیصلہ کیا تھا کہ پہلے اوپر والی کھجوروں کو سیراب کیا جائے گا دو ٹخنوں تک اور ان کے بعد پستی والوں کو سیراب کیا جائے گا پھر اسکے بعد جو متصل ہیں یہاں تک کہ باغات اور پانی ختم ہو جائے۔(الفروع، التہذیب)

باب ۹

جو چراگاہ کسی شخص کی ملکیت میں اُگے اس کا فروخت کرنا جائز ہے اور یہی حکم کاٹے ہوئے گھاس وغیرہ کا ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کی جائیداد ہے جس کے حدود کم وبیش بیس میل تک پھیلے ہوئے ہیں اس کے پاس ایک شخص آتا ہے کہ مجھے اپنی جائیداد کی چراگاہ میں سے اتنی مقدار اتنے درہم کے عوض دے دے تو؟ فرمایا: جب جائیداد اس کی اپنی ہے تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن فضل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے پوچھا کہ ایک شخص کا گھاس ہے جسے اس نے خود پیدا کردہ پانی سے سینچا ہے۔ اور اسی پانی سے وہ کھیتی باڑی بھی کرتا ہے۔ آیا وہ گھاس فروخت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب پانی اس کا اپنا ہے تو وہ اس سے جس قدر چاہے زراعت بھی کر سکتا ہے اور جس قدر چاہے فروخت بھی کر سکتا ہے! راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے گندم اور جو وغیرہ کی کٹائی کے بعد جو کچھ زمین میں باقی رہ جاتا ہے اس کی فروخت کے بارے میں پوچھا؟ فرمایا: ہاں ایسا کرنا حلال ہے جس قدر چاہے فروخت کر سکتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود موسیٰ بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے گھاس اور چراگاہ کی بیع وشرا کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (پھر فرمایا) خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھنڈا اور میٹھا پانی مسلمانوں کے گھوڑوں کیلئے بچا کر رکھا تھا۔ (ایضاً)

باب ۱۰

کھجور کا حریم وہ مقدار ہے جہاں تک اس کی شاخ پھیل کر پہنچ جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عقبہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کے اردگرد کی جگہ کے بارے میں جبکہ کسی شخص کی ایک دو کھجوریں کسی دوسرے شخص کے باغ میں ہوں۔ تو یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ ہر کھجور کی شاخ کے پھیلاؤ تک اس کا حریم تصور کیا جائے گا۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر کھجور کا حریم اس کی شاخ کی طوالت تک ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (جلد ۱۲ احکام عقود میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

کنویں، چشمے، راستے، اونٹ کے بیٹھنے، پانی کھینچنے والے اونٹ، نہر، مسجد اور مومن کا حریم (جس کی حفاظت ضروری ہے) کس قدر ہے؟

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ کنویں کا حریم اس کے اردگرد چالیس ہاتھوں تک

ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ اور دوسری روایت میں پچاس ہاتھ مذکور ہیں۔ مگر یہ کہ (دوسری طرف) اونٹ بٹھانے کی جگہ ہو یا راستہ ہو تو پھر اس کا کم فاصلہ ہوگا جو پچیس ہاتھ تک ہو سکتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب علی بن ابراہیم مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا: نہر کا حریم اس کے دونوں کنارے اور ان سے متصل جگہ ہے۔(الفروع)

۴۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کنواں جس کے اردگرد اونٹ بیٹھتے ہیں اس کے اور اس جیسے دوسرے کنویں کے درمیان چالیس ہاتھ اور جس کنویں سے اونٹ کے ذریعہ سے پانی کھینچا جاتا ہے اس جیسے دوسرے کنویں کے درمیان ساٹھ ہاتھ کا فاصلہ ہوتی ہے اور ایک چشمے یعنی ایک نالے سے دوسرے نالہ تک پانچ سو ہاتھ کا فاصلہ ضروری ہے اور جس راستہ پر جھگڑا ہو تو اس کی حد سات ہاتھ ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ ایک کنویں کی حریم چالیس ہاتھ ہے کہ اس کے پہلو میں دوسرا کنواں نہیں کھودنا چاہیے۔ (الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مسجد کی حریم اس کی ہر طرف سے چالیس ہاتھ ہے اور مومن کی حریم (بیٹھنے میں) موسم گرما میں ایک ہاتھ ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ایک ہاتھ کی بڑی حریم ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مسجد کی حریم کا تذکرہ مساجد کے ابواب میں اور بعض مطلب پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں باب الصلح میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

کسی مسلمان کو ضرر پہنچانا جائز نہیں ہے اور اگر کسی کی صرف ایک کھجور ہو اور وہ بھی کسی اور کے گھر کی چار دیواری میں جس میں اس کے اہل و عیال موجود ہوں اور وہ اجازت بھی طلب نہ کرے اور اسے فروخت بھی نہ کرے تو پھر اس کا اکھیڑ کر پھینک دینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبیدہ حذاء سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سمرہ بن جندب کی بنی فلاں کے باغ میں ایک کھجور تھی اور اس شخص کا گھر اس باغ کے دروازہ پر تھا تو جب وہ اپنی اس کھجور کی طرف جاتا تھا تو وہ اس شخص کے اہل خانہ کی ان چیزوں کی طرف نگاہ کرتا تھا جسے صاحب

خانہ پسند نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ وہ شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سمرہ کی روش کی شکایت کی کہ وہ میرے گھر میں میری اجازت کے بغیر داخل ہوتا ہے تو آپؐ اسے حکم دیں کہ جب وہ داخل ہونا چاہے تو اجازت طلب کر لیا کرے تاکہ میرے اہل خانہ سنبھل جائیں (اور پردہ وغیرہ کر لیں) چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بلوا بھیجا اور جب وہ آیا تو آپ نے اس سے فرمایا: اے سمرہ! کیا بات ہے کہ فلاں شخص تیری شکایت کرتا ہے کہ تو اذن طلب کیے بغیر اس کے گھر کے اندر داخل ہو جاتا ہے؟ فرمایا: اے سمرہ! جب وہاں جانا ہو تو اذن طلب کیا کر! مگر اس نے انکار کیا۔ پھر فرمایا: اے سمرہ! کیا یہ بات تجھے پسند ہے کہ تیری اس ایک کھجور کے عوض جنت میں تیرے لئے ایک پھل دار کھجور ہو؟ کہا: نہیں۔ فرمایا: تجھے پسند ہے کہ ایک کے عوض تین کھجوریں ہوں؟ کہا: نہیں! یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے سمرہ! میں سمجھتا ہوں کہ تو ضرر پہنچانے والا شخص ہے! پھر اس شخص کو حکم دیا کہ جا اور اس کی کھجور کو اکھیڑ کر اس کے منہ پر مار دے۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے بھی یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے۔ مگر اس میں یہ اضافہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو ضرر پہنچانے والا شخص ہے۔ حالانکہ اسلام میں ضرر و ضرار نہیں ہے۔ چنانچہ آپؐ کے حکم پر وہ کھجور اکھیڑ دی گئی اور آپؐ نے اس سے فرمایا: لے جا اپنی کھجور کو اور جہاں جی چاہے اسے گاڑ۔ (الفروع)

۳۔ نیز باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پڑوسی بمنزلہ جان کے ہوتا ہے وہ (کبھی پڑوسی کو) ضرر و زیاں نہیں پہنچاتا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب شفعہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

جب کوئی چشمہ والا اپنے چشمہ کو موجودہ جگہ سے نیچے بنانا چاہے جبکہ وہ کسی دوسرے چشمہ کو ضرر پہنچائے تو اس کا حکم کیا ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حفص سے اور وہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں موصوف کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کچھ لوگوں کے اپنی زمین میں کچھ چشمے ہیں جو باہم قریب قریب ہیں تو ان میں سے بعض نے چاہا کہ اپنے چشمہ کو نیچا کرے جبکہ اس کے ایسا کرنے سے بعض چشموں

کو نقصان پہنچتا ہے اور بعض کو نہیں پہنچتا؟ فرمایا: جہاں زمین سخت ہو اور ایسا کرنے سے دوسروں کو کوئی نقصان نہ پہنچے وہاں جائز ہے۔ اور جہاں زمین نرم ہو اور دوسروں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو وہاں جائز نہیں ہے۔ (پھر پوچھا) کہ اگر ایک پڑوسی دوسرے سے کہے کہ وہ بھی اسی طرح ایک مقدار پر چشمہ جاری کرے تو؟ فرمایا: جب دونوں راضی ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے! فرمایا: دو چشموں کے درمیان ایک ہزار ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہئے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

ایک نالے کے پہلو میں دوسرا نالہ کھودنا جائز نہیں ہے جبکہ وہ پہلے نالے کو ضرر پہنچائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الحسن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص کا ایک دیہات میں ایک نالہ ہے۔ اب ایک دوسرے شخص نے چاہا کہ وہ اپنے دیہات میں ایک نالہ جاری کرے تو ان کے درمیان کس قدر فاصلہ ہونا چاہئے تا کہ ایک دوسرے کو نقصان نہ پہنچائے سخت زمین میں بھی اور نرم زمین میں بھی؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ بس اتنا فاصلہ ہونا چاہئے کہ ایک دوسرے کو نقصان نہ پہنچائے وبس۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں اور شفعہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

کسی نہر والے کے لئے جائز نہیں ہے کہ اسے (بند کر کے) کسی اور جگہ سے نہر جاری کرے اور (پہلی نہر پر) جو چکی لگی ہوئی ہے اسے معطل کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الحسین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک شخص کی ایک دیہات کی نہر پر چکی ہے جبکہ وہ دیہات کسی اور شخص کا ہے (اور نہر بھی)۔ تو دیہات کے مالک نے چاہا کہ اس نہر کے علاوہ کسی اور نہر سے اپنے

دیہات کی طرف پانی لے جائے اور اس چکی کو معطل کر دے۔ آیا اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے یا نہ؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ وہ خدا سے ڈرے اور وہ اس معاملہ میں نیکی پر عمل کرے اور اپنے مؤمن بھائی کو نقصان نہ پہنچائے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۶

جب کوئی نالی کھودے پھر اسے پتہ چلے کہ وہ تو پہلی نالی کو نقصان پہنچاتی ہے تو وہ بند کر دی جائے گی۔ اور اگر پہلی نالی دوسری کو نقصان پہنچائے تو اس کا مالک ضامن نہیں ہوگا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عقبہ بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو ایک پہاڑ پر گیا اور وہاں سے پانی کی ایک نالی جاری کی۔ جو پہلی نالی کے پانی کو لے گئی؟ فرمایا: وہ دونوں اس طرح تخمینہ لگائیں گے کہ ایک رات ایک نالی جاری کی جائے گی اور دوسری رات دوسری۔ پس اگر آخر والی پہلی کو نقصان پہنچائے تو وہ بند کر دی جائے گی۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ اس روایت کو جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی اس طرح نقل کیا ہے مگر اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح فیصلہ کیا تھا کہ اگر پہلی نالی دوسری کے پانی کو کھینچ لے تو دوسری نالی والے کو پہلی نالی والے پر کوئی قابو نہ ہوگا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۷

اس شخص کا حکم جو زمین کو تین سال تک معطل رکھے اور جو شخص دس سال تک اپنے حق کا مطالبہ نہ کرے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زمین خداوند عالم کی ہے جو اس نے اپنے بندوں پر وقف کر دی ہے۔ پس جو شخص بغیر کسی وجہ کے مسلسل تین سال تک زمین کو معطل رکھے (اور اسے استعمال نہ کرے) تو اس سے وہ زمین لے لی جائے گی اور کسی اور کو دے دی جائے گی اور جو شخص اپنے کسی حق کا دس سال تک مطالبہ نہ کرے تو اسکا حق ختم ہو جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود یونس سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص سے زمین لے لی جائے اور وہ تین سال تک اس کا مطالبہ نہ کرے تو پھر تین سال کے بعد اس کے لئے اس کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

(چونکہ یہ دونوں حدیثیں بظاہر قانون شرع کے منافی نظر آتی ہیں اس لئے) مؤلف علام فرماتے ہیں شاید یہ اور پہلی حدیث اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے کہ جب کسی شخص نے مردہ زمین کو آباد کیا ہو اور پھر اسے خراب کر دے اور پہلی حدیث کے آخر میں جس حق کا تذکرہ ہے کہ اگر دس سال تک اس کا مطالبہ نہ کیا جائے تو وہ ختم ہو جاتا ہے تو اس سے بھی شاید وہ زمین والا حق مراد ہے جس میں آدمی کوئی درخت وغیرہ لگائے اور پھر اسے اپنے حال پر چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ خراب و برباد ہو جائے اور ایسا عموماً دس سال کی مدت میں ہوتا ہے اور مخفی نہیں ہے کہ ان دو حدیثوں کے معارض بہت سی حدیثیں موجود ہیں۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حدیث تقیہ پر محمول ہو۔

۳۔ جناب سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے حق جدید ہے اگرچہ مدتِ مدید بھی گزر جائے اور باطل مخذول ہے اگرچہ بہت سی قومیں اس کی تائید کریں۔ (نہج البلاغہ)

باب ۱۸

جو زمین جنگ و جدال کے بغیر فتح ہو جائے وہ سب مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہوتی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سواد (جو زمین جنگ کے بغیر فتح ہو جائے) کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا: وہ تمام مسلمانوں کی ہے جو آج موجود ہیں یا جو آج کے بعد اسلام میں داخل ہوں گے۔ اور وہ بھی جو ہنوز پیدا ہی نہیں ہوئے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۹

مکانوں اور گھر سے اذن طلب کرنے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جراح مدائنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک (بڑا) گھر ہے جس میں تین مکان ہیں۔ مگر ان کا حجرہ کوئی نہیں ہے (اس کے لئے اذن طلب کرنا ضروری ہے؟) فرمایا: اذن صرف مکانوں کے لئے ہے (جن میں کچھ مکین رہتے

ہوں) اور گھر کے لئے اذن نہیں ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ گھر جو غلہ وغیرہ رکھنے کے لئے بنایا گیا ہو اور اس میں کچھ لوگ کرایہ پر رہتے ہوں۔ یا ویسے سکونت رکھتے ہوں۔ ان سے اذن حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔ ہاں البتہ اذن کی پابندی مکانوں کے لئے ہے (جن میں لوگ رہتے ہیں)۔ اور وہ گھر جو غلہ کے لئے نہیں ہے (بلکہ اس میں لوگ رہتے ہیں) تو اس میں کسی کے لئے اذن کے بغیر داخل ہونا جائز نہیں ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۰

راستہ کی طرف مکان کا چھجا وغیرہ رکھنے کا حکم؟ اور اسی طرح پرنالہ اور طہارت خانہ بنانے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب حضرت قائم علیہ السلام قیام فرمائیں گے تو کوفہ میں جا کر چار مسجدوں کو گرا دیں گے اور روئے زمین پر کوئی ایسی مسجد نہیں چھوڑیں گے کہ جس کے کنگرے ہوں۔ مگر یہ کہ انہیں گرا دیں گے اور اسے کنگروں کے بغیر بنا دیں گے۔ اور ہر اس چھجے کو گرا دیں گے جو راستہ کی طرف نکلا ہوا ہوگا اور جو پرنالے اور طہارت خانے راستے کی طرف بنے ہوئے ہوں گے ان کو بھی گرا دیں گے خلاصہ یہ کہ وہ ہر بدعت کو مٹا دیں گے اور ہر سنت کو زندہ فرما دیں گے۔ (ارشاد المفیدؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ علماء کرام کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے جن میں جناب علامہ حلی و جناب شہید ثانی بھی شامل ہیں کہ راستہ کی طرف روشن دان اور چھجا رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جبکہ راستہ کو (یا رہ گزروں کو اس سے کوئی تکلیف نہ ہو) کیونکہ تمام اعصار و اعوام میں اس بات پر لوگوں کا اتفاق (اور عمل) رہا ہے۔ اور سقیفہ بنی ساعدہ اور محلہ بنی نجار (اور اس کے روشن دان اور چھجے) تو آفتاب نیمروز سے بھی زیادہ مشہور ہیں اور یہ دونوں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حین حیات میں مدینہ کے اندر موجود تھے۔ (لہٰذا اوپر والی حدیث کی کوئی مناسب تاویل کرنا پڑے گی۔ جیسے یہ کہ وہ وہ روشن دان اور چھجے گرائیں گے جو رہ گزروں کو نقصان پہنچائیں گے)۔

﴿ کتاب اللقطۃ ﴾
(گری پڑی چیز اٹھانا)

(اس سلسلہ میں کل تئیس (۲۳) باب ہیں)

باب ۱
مستحب ہے کہ لقطہ نہ اٹھایا جائے اور اس کا اٹھانا مکروہ ہے بالخصوص حرم کے لقطہ کا۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے لقطہ کے بارے میں ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے اہل و عیال سے فرمایا کرتے تھے کہ آپ اسے (لقطہ کو) چھوئیں بھی نہیں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود ابوالعلاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں لقطہ کا تذکرہ کیا۔ جس پر آپؑ نے فرمایا: اس کے درپے نہ ہو۔ (پھر فرمایا) اگر لوگ اسے اپنی حالت پر چھوڑ دیتے (اور نہ اٹھاتے) تو اس کا مالک اس کو اٹھا لے جاتا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے حرم کے اندر ایک دینار پایا اور اسے اٹھا لیا تو؟ فرمایا: اس نے بہت بُرا کیا۔ اسے اٹھانا نہیں چاہئے تھا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود وھب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ گم شدہ مال کو نہیں کھاتے مگر گمراہ لوگ۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اب و جد کے سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لقطہ سے اجتناب کرو۔ کیونکہ یہ مؤمن کا گم شدہ مال ہے اور دوزخ کے شعلوں میں سے ایک شعلہ ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ جناب علی بن جعفرؒ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک فقیر و نادار آدمی لقطہ (گم شدہ چیز) کو پاتا ہے تو آیا وہ اس سلسلہ میں بمنزلۂ مالدار آدمی کی ہے؟ (کہ اس کی طرف توجہ نہ کرے؟) فرمایا: ہاں۔ پھر فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے اہل و عیال سے فرماتے تھے کہ اسے چھوا بھی نہ کیا کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (جلد ۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

لقطہ (گم شدہ چیز) جبکہ ایک درہم سے زیادہ مالیت کی ہو تو ایک سال تک مالک تلاش کرنا واجب ہے۔ پھر (اگر نہ مل سکے) تو آدمی کو اختیار ہے کہ اسے صدقہ کر دے، یا مالک کے لئے بحفاظت رکھ دے اور اگر چاہے تو اس میں تصرف کرے اور اس کے دوسرے چند احکام؟

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے لقطہ کے بارے میں جسے آدمی اٹھاتا ہے۔ فرمایا: ایک سال تک اس کا تعارف کرائے۔ پس اگر اس کا مالک مل جائے تو فبہا ورنہ وہ مال اس کے اپنے مال کی طرح ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود حسین بن کثیر سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سے لقطہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہ اس کا تعارف کرائے۔ پس اگر اس کا مالک آجائے تو اسے اس کے حوالے کر دے۔ ورنہ ایک سال تک انتظار کرے گا۔ پس اگر اس کا کوئی مالک اور طلبگار نہ آئے تو اسے صدقہ کر دے اور اگر اسے صدقہ کرنے کے بعد مالک آجائے (اور اپنے مال کا مطالبہ کرے) تو وہ (صدقہ کرنے والا) اپنی طرف سے اس مال کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا اور صدقہ کا اجر اسے ملے گا اور اگر مالک اس مطالبہ کو ناپسند کرے تو پھر صدقہ کا ثواب اسے ملے گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے لقطہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اسے مت اٹھاؤ۔ اور اگر اس (اٹھانے کی) مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ تو سال بھر اس کا اعلان کراؤ۔ پس اگر اس کا طلبگار آجائے تو فبہا ورنہ اسے اپنا مال قرار دے دو۔ یہاں تک کہ اس کا طلبگار آئے (اور اپنا مال لے جائے)۔ (ایضاً)

۴۔ اسی قسم کی ایک اور روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: اور اگر ایک سال کے بعد اس کا مالک آ جائے تو اسے اختیار دے دے کہ وہ اس کا اجر وثواب لے جائے یا پھر تم اس کا تاوان ادا کرو۔ اگر تم نے وہ مال استعمال کیا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسنادِ خود ابان بن تغلب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک دن مجھے تیس دینار ملے۔ تو میں نے اس کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ امامؑ نے فرمایا: کہاں سے ملے؟ عرض کیا کہ اپنے گھر جا رہا تھا کہ راستہ میں ملے! فرمایا: اسی جگہ واپس جاؤ اور اعلان کرو۔ پس اگر تین دن کے بعد اس کا طلب گار آ جائے تو پھر اس کے حوالے کر دو۔ ورنہ صدقہ کر دو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (یہ تین دن کے بعد صدقہ کرنے کا حکم) اس صورت پر محمول ہے کہ جب مالک کے ملنے سے مکمل مایوسی ہو جائے۔ ورنہ اعلان کی ذمہ داری ختم نہ ہوگی۔ اور سال تک مالک مل گیا تو یہ ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا۔ واللہ اعلم۔

۶۔ جناب حمیریؒ باسنادِ خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے لقطہ کے بارے میں سوال کیا کہ ایک شخص کو کچھ درہم، یا کوئی کپڑا یا کوئی جانور مل جاتا ہے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: ایک سال تک اعلان کرائے۔ اور اگر مالک نہ ملے تو اسے اپنے مال میں رکھ کر اس کی حفاظت کرے۔ یہاں تک کہ اس کا حقیقی طلبگار آ جائے تو اس کے حوالے کر دے۔ اور اگر مرنے لگے تو اس کے بارے میں وصیت کر جائے۔ اور اگر اسے کچھ ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہے۔ (قرب الاسناد)

۷۔ نیز باسنادِ خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر لقطہ (گم شدہ مال کنیز ہو) تو وہ جسے ملے اس کے لئے اس سے مباشرت کرنا جائز ہے؟ فرمایا: نہیں۔ البتہ جو کچھ اس پر خرچ کیا ہے اس کی وصولی کی خاطر اس کا فروخت کرنا جائز ہے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز باسنادِ خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کو لقطہ ملتا ہے اور وہ ایک سال تک اس کا اعلان کراتا ہے (مگر مالک کے نہ ملنے کی وجہ سے) وہ اسے صدقہ کر دیتا ہے اور بعد ازاں اس کا مالک آ جاتا ہے تو پھر آیا وہ ضامن ہے کہ وہ مال یا اس کی قیمت واپس لوٹائے؟ فرمایا: ہاں وہ اس کا ضامن ہے۔ مگر یہ کہ مالک اس کے صدقہ کرنے پر راضی ہو جائے تو پھر اسے اجر و ثواب مل جائے گا۔ (ایضاً)

۹۔ نیز باسنادِ خود حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ایک کنیز سے روایت کرتے ہیں جو کہ آپؑ کی سچی خادمہ تھی۔ ان

کا بیان ہے کہ میں ایک بار آپ کو وضو کرا رہی تھی۔ تو جب پانی زمین پر گرا تو نیچے سے دو گوشوارے ظاہر ہوئے جن میں ایک ایسا موتی جڑا ہوا تھا جس سے بہتر میں نے کبھی کوئی دُر نہیں دیکھا تھا۔ امام علیہ السلام نے میری طرف سر بلند کر کے فرمایا کہ تو نے یہ گوشوارے دیکھے ہیں؟ عرض کیا کہ ہاں! ان پر مٹی ڈال کر چھپا دو اور کسی کو نہ بتاؤ۔ چنانچہ میں نے ایسا کیا اور ان کے حین حیات میں کسی کو نہیں بتایا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

کسی شخص کو اپنے گھر میں کوئی چیز ملے تو وہ لقطہ تصور کی جائے گی بشرطیکہ اس گھر میں اور لوگوں کا آنا جانا ہو ورنہ اس کی اپنی سمجھی جائے گی اور یہی حکم صندوق کا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جمیل بن صالح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنے مکان میں ایک دینار پایا ہے تو؟ امامؑ نے پوچھا کہ آیا اس مکان میں اس کے علاوہ بھی کوئی شخص داخل ہوتا ہے؟ عرض کیا: ہاں بہت لوگ! فرمایا: پھر یہ لقطہ ہے! میں نے عرض کیا کہ ایک شخص اپنے صندوق میں ایک دینار پاتا ہے تو؟ امامؑ نے فرمایا: آیا اس صندوق میں اس کے علاوہ کوئی اور شخص بھی ہاتھ داخل کرتا ہے یا اس میں کچھ رکھتا ہے؟ عرض کیا کہ نہیں! فرمایا: پھر وہ اس کا اپنا مال ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۴

اس لقطہ کا اعلان کرانا واجب نہیں جو ایک درہم (ساڑھے تین ماشہ چاندی) سے کم ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ابوحمزہ سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لقطہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہ قلیل ہو یا کثیر ایک سال تک اس کا اعلان کراؤ۔ ہاں البتہ اگر درہم سے کم ہو تو پھر اعلان نہیں کرایا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کو کوئی چیز ملے وہ اسی کی ہے بس اس سے فائدہ اٹھائے یہاں تک کہ اس کا طلبگار آجائے تو پھر اسے لوٹا دے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے جب لقطہ کی مالیت ایک درہم سے کم ہو۔

باب ۵

اس صورت کا حکم کہ جب کچھ مال کسی گھر یا اس جیسی جگہ پر پایا جائے خواہ حرم میں ہو یا کسی اور جگہ میں؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ گھر میں چاندی پائی جاتی ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ آباد ہے اور اس میں کچھ لوگ رہائش پذیر ہیں تو پھر انہی لوگوں کی ہے! اور اگر وہ خرابہ بن چکا ہے جس کے رہائشی وہاں سے جا چکے ہیں تو پھر جس شخص کو ملی ہے وہ اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے! (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص (دورانِ حج) مکہ کے مکانوں میں سے ایک مکان میں اترا اور اس نے وہاں قریباً ستر درہم دفن شدہ پائے اس نے اٹھائے اور پھر بھول گیا۔ یہاں تک کہ کوفہ پہنچ گیا اب وہ کیا کرے؟ فرمایا: اس مکان والوں سے پوچھ گچھ کرے شاید وہ کچھ بتا سکیں! اور اگر وہ بھی کچھ نہ بتائیں تو پھر اسے صدقہ کر دے۔ (التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود فضیل بن غزوان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ طیار نے عرض کیا: میرے بیٹے حمزہ کو طواف کرتے وقت ایک ایسا دینار ملا ہے جس کی تحریر مٹ چکی ہے تو؟ فرمایا: وہ اسی کا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ہارون بن خارجہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کچھ مال بطور دفینہ مل جاتا ہے۔ آیا اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کیا: خواہ بہت زیادہ ہو؟ فرمایا: ہاں اگرچہ بہت زیادہ ہو۔ (البتہ اس کا خمس ادا کیا جائے گا)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس مقصد پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے باب الخمس اور باب الحج میں گزر چکی ہیں۔

باب ۶

جہاں لوگ بکثرت جمع ہوتے ہوں وہاں لقطہ کا اعلان کرانا واجب ہے اور جب کوئی شخص ایسی علامت بتائے جو عموماً مالک کے سوا دوسروں پر مخفی ہوتی ہے تو پھر اس کے طلبگار کو دینا جائز ہے اور جو کچھ مالک اس مال کے اٹھانے والے کو دے اس کا لینا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن عمرو جعفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں مکہ گیا جبکہ

میں سب لوگوں سے زیادہ بدحال تھا۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں (حاضر ہوکر) اپنی بدحالی کی شکایت کی۔ جب میں ان کی بارگاہ سے باہر نکلا تو وہاں دروازہ پر ایک بٹوہ ملا جس میں سات سو درہم تھے۔ میں فوراً واپس امام علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور سارا قصہ بیان کیا۔ امامؑ نے فرمایا: اے سعید! اللہ سے ڈر اور عام مشاہد میں اعلان کرا...... سعید بیان کرتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ امامؑ مجھے (اس مال کے) استعمال کرنے کی اجازت دے دیں گے (مگر آپ نے ایسا نہ کیا) لہٰذا جب میں باہر نکلا تو انتہائی غمناک تھا۔ چنانچہ میں منٰی میں گیا اور لوگوں سے دور دور رہا۔ یہاں تک کہ بمقام مافوقہ گیا اور عام لوگوں سے الگ تھلگ ایک مکان میں قیام کیا۔ پھر اعلان کیا: کون ہے جو اس بٹوہ کو پہچانتا ہو؟ میری پہلی آواز پر ایک شخص کو اپنے سرہانے کھڑا ہوا پایا۔ جو کہہ رہا تھا کہ وہ بٹوہ میرا ہے (یہ دیکھ کر) میں نے دل میں کہا: اے کاش کہ تو نہ ہوتا! بہرحال میں نے اس سے کہا: اس کی کوئی علامت؟ پس اس نے وہ علامت بتائی۔ اور میں نے وہ بٹوہ اس کو دے دیا۔ پس اس نے علیحدگی میں دینار شمار کئے۔ تو دیکھا کہ سب دینار بحال خود موجود ہیں۔ پھر اس نے گن کر ستر دینار مجھے دیئے اور کہا کہ یہ لے ستر دینار جو حلال ہیں یہ بہتر ہیں ان سات سو دینار سے جو حرام تھے۔ پس میں نے وہ لے لئے اور پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا بیان کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تو جب پہلی بار یہاں آیا تھا اور اپنی بدحالی کی شکایت کی تھی تو میں نے تمہارے لئے تیس دینار کا حکم دیا تھا۔ (پھر کنیز سے فرمایا) اے کنیز! وہ تیس دینار لا۔ پس وہ لائی اور میں نے لے لئے۔ اس وقت میں اپنی قوم میں سے سب سے زیادہ خوشحال تھا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

اعلان کرانے (اور مالک کے نہ ملنے کی صورت میں) لقطہ کا صدقہ کرنا جائز ہے اسی طرح اٹھانے والا اور مالک اس مقام سے علیحدہ ہو جائیں اب نہ مالک کا پتہ ہو اور نہ اس کے شہر کا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن ابو یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ مال ملا ہے اور اس سلسلہ میں مجھے سخت اندیشہ ہے اگر مجھے اس کا مالک مل جاتا تو میں یہ مال اس کے حوالے کرکے اس سے گلوخلاصی کرالیتا۔ امامؑ نے اس سے پوچھا: (تو سچ کہتا ہے) کہ بخدا مجھے مالک مل جاتا تو اس کے حوالے کر دیتا؟ اس نے کہا: ہاں بخدا۔ اس پر

امامؑ نے فرمایا: بخدا اس مال کا مالک میرے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر امامؑ نے اس سے حلف لیا کہ وہ جسے کہیں گے وہ مال اس کے حوالے کر دے گا۔ چنانچہ اس نے حلف اٹھایا۔ پس امامؑ نے اس سے فرمایا: جا اور یہ مال اپنے برادران (ایمانی) میں تقسیم کر دے اور جس چیز کا تجھے اندیشہ ہے اس سے تجھے امان ہے۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے (حسب الحکم) وہ مال برادران (ایمانی) میں تقسیم کر دیا۔ جناب صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایسا ایک سال کے اعلان کے بعد کیا گیا تھا۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا گیا جبکہ میں وہاں موجود تھا کہ ایک شخص مکہ میں ہمارا رفیق تھا۔ پھر وہ اپنے گھر چلا گیا اور ہم اپنے گھروں کی طرف چلے گئے۔ اثناءِ راہ میں ہم نے دیکھا کہ اس کا کچھ مال و متاع ہمارے سامان میں موجود ہے تو اب ہم کیا کریں؟ امامؑ نے فرمایا: آیا تم وہ مال و متاع اٹھا کر کوفے اس تک پہنچا سکتے ہو؟ عرض کیا کہ ہمیں نہ اس کے شہر کا علم ہے، نہ اس کا اور نہ یہ جانتے ہیں کہ ہم کیا کریں؟ فرمایا: اگر صورت حال یہ ہے تو پھر اسے فروخت کر کے اسے صدقہ کر دے! سائل نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! کن کو دیں؟ فرمایا: ولایت (اہل بیتؑ) کا اقرار کرنے والوں کو۔ (التہذیب، کذا فی الفروع)

۳۔ نیز باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے لقطہ کے بارے میں سوال کیا؟ امامؑ نے چاندی کی ایک انگوٹھی پہنی ہوئی تھی وہ مجھے دکھائی اور فرمایا: یہ انگوٹھی سیلاب میں بہہ کر آئی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اسے صدقہ کر دوں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

جو شخص لقطہ (کی قیمت) سے مالک کی بیٹی خریدے تو وہ آزاد نہیں ہوگی بلکہ اس پر مالک کا اصل مال لوٹانا واجب ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالعلا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کو کچھ مال ملا۔ اور اس نے اس کا اعلان کیا۔ پس جب ایک سال گزر گیا (اور مالک نہیں ملا) تو اس شخص نے اس مال سے ایک خادمہ خریدی۔ اس کے بعد مال کا مالک مل

گیا۔ اور جب وہ آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کے مال سے جو خادمہ خریدی گئی ہے وہ تو اس کی بیٹی ہے تو؟ فرمایا: وہ صرف اپنے درہموں کا حقدار ہے۔ وہ بیٹی کا حقدار نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا مال درہم ہیں۔ باقی رہی اس کی بیٹی! تو وہ ایک اور قوم کی کنیز ہے (جسے ان سے خریدا گیا ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۹

جو شخص کوئی جانور خریدے اور اس کے پیٹ سے کچھ مال نکلے تو اس پر واجب ہے کہ بیچنے والے کو حقیقت حال سے آگاہ کرے۔ پس اگر وہ اقرار نہ کرے تو وہ مال خریدار کا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک شخص نے قربانی کیلئے اونٹ کا بچہ خریدا یا کوئی گائے خریدی اور جب اس نے اسے ذبح کیا تو اس کے پیٹ سے ایک تھیلی نکلی جس میں چند درہم یا چند دینار یا کوئی جوہر تھا وہ کس کا متصور ہوگا؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ فروخت کرنے والے کو بتا پس اگر وہ اس کا اقرار نہ کرے تو وہ مال تمہارا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کیا ہے! (الفروع، التہذیب)

باب ۱۰

جو شخص مچھلی کے پیٹ میں کچھ مال پائے وہ اسی کا ہے اور اس پر لازم نہیں ہے کہ فروخت کنندہ کو بتائے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار شخص رہتا تھا جو کاروبار کرتا تھا جس نے کچھ سوت لیا اور وہ دے کر ایک مچھلی خریدی جس کے پیٹ سے اسے ایک موتی ملا جسے اس نے بیس ہزار درہم قیمت پر فروخت کیا۔ پس ایک سائل آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس شخص نے کہا: اندر داخل ہو جا اور ان دو تھیلیوں میں سے ایک اٹھا کر لے جا۔ چنانچہ وہ اندر داخل ہوا اور ایک تھیلی اٹھا کر چلا گیا۔ پس تھوڑی دیر گزری تھی کہ سائل نے پھر دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس شخص نے اس سے کہا: اندر داخل ہو۔ پس وہ سائل اندر داخل ہوا اور وہ تھیلی اپنی جگہ پر رکھ دی۔ اور کہا کہ تجھے یہ گوارا ہو۔ میں تیرے پروردگار کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں تمہارے پروردگار نے تمہارا امتحان لینا چاہا تھا۔ پس اس نے تجھے شکرگزار بندہ پایا ہے اس کے بعد وہ چلا گیا۔ (روضۂ کافی)

۲۔ جناب ھبۃ اللہ راوندی اپنی کتاب قصص الانبیاء میں باسنادِ خود حفص بن غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک محتاج شخص رہتا تھا اس کی زوجہ نے اصرار کیا کہ کچھ روزی کمائے اور اس نے خداوند عالم کی بارگاہ میں الحاح وزاری کی۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ (کوئی اس سے کہہ رہا ہے) تجھے حلال کے دو درہم قبول ہیں یا حرام کے دو ہزار درہم؟ اس نے جواب دیا کہ حلال کے دو درہم! اس نے کہا: وہ تیرے سر کے نیچے موجود ہیں۔ چنانچہ جب وہ شخص بیدار ہوا تو اس نے اپنے تکیہ کے نیچے دو درہم موجود پائے اور انہیں اٹھالیا اور ایک درہم کے عوض ایک مچھلی خریدی۔ اور گھر میں آیا تو جب اس کی زوجہ نے یہ کیفیت دیکھی تو وہ ملامت کرتے ہوئے ادھر متوجہ ہوئی اور قسم کھائی کہ وہ اس مچھلی کو ہاتھ بھی نہیں لگائے گی۔ تو مرد اٹھا اور جب اس کا پیٹ چاک کیا تو اس کے پیٹ میں دو قیمتی موتی پائے جنہیں اس نے چالیس ہزار درہم کے عوض فروخت کیا۔ (قصص الانبیاء راوندی)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود زہری سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امام علیہ السلام کی خدمت میں اہل وعیال اور قرضہ کی کثرت کی شکایت کی۔ امام سن کر رو پڑے اور فرمایا: اس سے بڑھ کر ایک آزاد مؤمن پر اور کیا مصیبت ہوگی۔ کہ وہ اپنے مؤمن بھائی کی احتیاج کو دیکھے اور اسے دور نہ کر سکے! (یہاں تک کہ کہا) کہ امامؑ نے اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیری کشائش کی اجازت دی ہے۔ پھر کنیز کو حکم دیا: میرے روزہ رکھنے اور روزہ کھولنے کا سامان لے آ۔ چنانچہ وہ دو روٹیاں لے آئی۔ امامؑ نے اس شخص سے فرمایا: انہیں اٹھا کر لے جا۔ ہمارے پاس اور کچھ نہیں ہے۔ امید ہے کہ ان کے ذریعہ سے خدا تیرا ہم وغم دور کر دے گا۔ اور تجھے رزقِ وسیع عطا فرمائے گا چنانچہ وہ شخص وہ دو روٹیاں لے کر چلا گیا۔ اور ایک کے عوض ایک مچھلی اور دوسری کے عوض نمک خریدا۔ پس جب مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو اس میں دو قیمتی موتی پائے۔ اس نے خدا کی حمد وثنا کی۔ اسی اثنا میں دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ جب وہ دروازہ پر گیا تو دیکھا کہ مچھلی اور نمک بیچنے والے دونوں دروازہ پر کھڑے ہیں۔ بولے ہم نے یہ روٹیاں کھانے کی بہت کوشش کی ہے مگر ہمارے دانت کام ہی نہیں کرتے لہٰذا یہ روٹیاں واپس لے لو۔ اور ہم نے ان کے عوض تمہیں جو کچھ دیا ہے وہ ہم بلا معاوضہ حلال کرتے ہیں بس تھوڑی دیر گزری تھی کہ امام زین العابدین علیہ السلام کا ایلچی حاضر ہوا اور کہا کہ امامؑ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تمہیں کشائش عطا کر دی ہے لہٰذا ہمارا طعام واپس کر دو۔ کیونکہ اسے ہمارے سوا اور کوئی نہیں کھا سکتا۔ چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ اور پھر وہ دو موتی اس قدر گراں قیمت پر فروخت کئے کہ اس کا قرضہ بھی ادا ہوگیا اور وہ مرفہ الحال ہوگیا۔ (امالی شیخ صدوقؒ)

باب ۱۱

اس صورت حال کا حکم کہ جب کوئی کشتی اور جو کچھ اس میں تھا غرق ہو جائے اور عام لوگ کچھ مال و متاع کو کنارے سے اور بعض کو غوطہ زنی کر کے اپنے قبضہ میں لے لیں؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب کوئی کشتی اور جو کچھ اس میں تھا غرق ہو جائے اور اس مال میں سے کچھ کو سمندر باہر اچھال دے اور وہ کنارے پر مل جائے تو وہ اس کے اہل کا مال ہے اور وہی اس مال کے زیادہ حقدار ہیں البتہ جو کچھ لوگ غوطہ زنی کر کے نکالیں وہ ان کا مال ہے۔ اور وہ اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ (الفروع، الفقیہ، السرائر)

باب ۱۲

لاٹھیوں، ٹیڑھی سرے کی لکڑیوں (جو بورے کے گوشوں میں لگائی جاتی ہیں)، میخ، رسّی اور اونٹ کا گھٹنہ باندھنے کی رسّی اور اس قسم کی چیزوں کا کراہت کے ساتھ اٹھانا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لاٹھی، ٹیڑھے سر والی لکڑی، میخ، رسی اور عقال اور اس قسم کی چیزوں کے اٹھانے پر لقطہ والے احکام لاگو نہیں ہوتے۔ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ان (معمولی چیزوں) کا کوئی طلبگار نہیں ہوتا۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آدمی راستہ میں جوتا، یا چڑے کا چھوٹا سا ظرف، یا چابک پاتا ہے تو آیا اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ فرمایا: اسے نہ چھوئے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ کراہت پر محمول ہے کہ ان چیزوں کا اٹھانا مکروہ ہے۔ (اور کل مکروہ جائز کی صداقت مسلّم ہے)۔

باب ۱۳

بکری، گھوڑا (گدھا وغیرہ) اونٹ اور جس کا مالک کی جانب سے مباح ہونا معلوم ہو ان کے قبضہ میں لینے کا حکم؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک آدمی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے ایک (گم شدہ) بکری ملی ہے تو؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ تیرے لئے ہے یا تیرے کسی بھائی کے لئے یا پھر بھیڑیے کے لئے ہے۔ پھر اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے ایک اونٹ ملا ہے تو؟ فرمایا: جب اس کا موزہ یعنی خضر اور اس کا پالن یعنی مقذہ اس کے ہمراہ ہے تو پھر اسے نہ چھیڑ۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جنگل میں کچھ مال یا کوئی اونٹ پائے جو تھک ہار چکا ہو۔ اور اس کے مالک نے اسے اس طرح چھوڑ دیا ہو کہ اس کا پیچھا نہ کیا ہو۔ اور پھر اسے کوئی اور شخص پکڑ لے اور اس کی نگہداشت کرے اور اس پر خرچ بھی کرے یہاں تک اسے تھکاوٹ اور مرنے سے بچالے تو وہ اسی شخص کا ہے اور (اصلی) مالک کا اس پر کوئی حق نہیں ہے اور وہ بمنزلہٗ مباح مال کے ہے۔(ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود مسمع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام جانور کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ جب اس کے مالک اسے چھوڑ دیں یا اس کے خرچہ سے عاجز ہو جائیں تو وہ جانور اسی شخص کا ہے جو اسے (کھلا پلا کر اور حفاظت کر کے) زندہ کرے (فرمایا) اور حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے جانور کو وہاں چھوڑ دیا تھا جہاں ضائع ہونے کا سخت اندیشہ ہوتا ہے۔ یہ فیصلہ کیا تھا کہ اگر تو مالک نے وہاں چھوڑا تھا جہاں گھاس بھی تھا اور پانی بھی اور امن وامان بھی تو پھر تو یہ اسی کا مال ہے جب چاہے اسے پکڑ لے۔ اور اگر اسے ایسی جگہ چھوڑا تھا جہاں نہ گھاس ہے اور نہ پانی۔ تو وہ جانور اس شخص کا متصور ہوگا جو اسے ہلاکت سے بچائے گا۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مدینہ سے ایک شخص نے آکر مجھ سے پوچھا کہ ایک آدمی کو بکری ملی ہے تو وہ کیا کرے؟ تو میں نے اسے حکم دیا کہ تین دن تک اسے روکے رکھے اور اس کے مالک کو تلاش کرے پس اگر مالک مل جائے تو فبہا

ورنہ اسے فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کر دے۔ (التہذیب)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفرؒ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کو جنگل میں بکری ملی ہے آیا وہ اس کے لئے حلال ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ تیرے لئے ہے یا تیرے بھائی کے لئے یا پھر بھیڑیے کیلئے ہے (پھر فرمایا) اسے پکڑ لے اور جہاں سے ملی ہے وہاں اس کا اعلان کرا۔ پس اگر مالک کا پتہ چل جائے تو اسے لوٹا دے۔ اور اگر پتہ نہ چلے تو پھر اسے (ذبح کر کے) کھا جا اور اگر اس کا مالک آ گیا تو تو اس کی قیمت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔ (قرب الاسناد، البحار)

باب ۱۴

جو شخص لقطہ کا اعلان نہ کرے اور پھر وہ چیز اس کے پاس پائی جائے تو (مالک کے مل جانے کی صورت میں) اس کا واپس لوٹانا واجب ہے اور تلف ہو جانے کی صورت میں اس کا مثل ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کوئی گم شدہ جانور پائے مگر اس کا اعلان نہ کرے پھر وہ اس کے ہاں پایا جائے تو وہ اپنے مالک کا مال ہے یا (اس کے تلف ہو جانے کی صورت میں) وہ اس کے مثل کا ضامن ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۶ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جن میں مذکور ہے کہ اعلان کرنا ضروری ہے لہٰذا جو شخص اعلان نہیں کرے گا وہ کوتاہی کرنے والا متصور ہوگا جو موجب ضمانت ہے۔

باب ۱۵

اس پرندہ کے شکار کا حکم جس کے پر برابر ہو چکے ہوں اور دوسرے پرندہ کا...... اور اس صورت کا حکم کہ جب اس کی ملکیت کا وہ شخص دعویٰ کرے جو متہم بالکذب نہیں ہے۔ اور اس صورت کا حکم کہ جو شخص کوئی پرندہ دیکھے اور اس کے پیچھے لگے مگر اسے کوئی دوسرا شخص پکڑ لے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابو نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو ایک ایسے پرندہ کا شکار کرتا ہے جس کے دونوں پر برابر ہیں اور وہ چند درہم قیمت کا ہے۔ جبکہ وہ اس کے مالک کو جانتا ہے تو آیا اس صورت میں اس کے لئے اس کا اپنے ہاں روکنا روا ہے؟ فرمایا: جب وہ اس کے مالک کو جانتا ہے تو پھر اسے واپس لوٹائے۔ اور اگر وہ اس کے مالک کو نہیں جانتا مگر اس کے پر برابر ہیں تو پھر وہ تمہارا مال ہے اور اگر تمہارے پاس وہ شخص آ کر اس کا مطالبہ کرے جسے تم متہم نہیں سمجھتے تو پھر اسے دے دو۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک پرندہ دیکھا اور وہ اس کے پیچھے لگا یہاں تک کہ وہ ایک درخت پر جا بیٹھا اور ایک شخص نے آ کر اسے پکڑ لیا تو؟ فرمایا: آنکھ کے لئے وہ کچھ ہے جو اس نے دیکھا اور ہاتھ کے لئے وہ کچھ ہے جو اس نے پکڑا (خلاصہ یہ کہ وہ پرندہ اس کا ہے جس نے اسے پکڑا)۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الصید میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۶

لقطہ کے معاملہ میں فقیر و امیر کا ایک ہی حکم ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک فقیر آدمی کو لقطہ ملتا ہے تو آیا وہ اس معاملہ میں امیر کی مانند ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (قرب الاسناد، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن رجاء خیاط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام علی رضا علیہ السلام) کو خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ میں مسجد الحرام میں بیٹھا تھا کہ میں نے ایک دینار دیکھا اور اسے اٹھانے کیلئے جھکا کہ دوسرا نظر آ گیا۔ پھر سنگریزوں کو کریدا تو تیسرا دینار مل گیا۔ اور میں نے سب کو اٹھا لیا۔ اور اعلان کرایا مگر کوئی مالک نہ ملا۔ تو آپ اس سلسلہ میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں میں آپ پر قربان ہو جاؤں! آپؑ نے میرے خط کے جواب میں بین السطور لکھا کہ تم نے دیناروں کے معاملہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ میں نے سمجھ لیا ہے۔ اگر تم محتاج ہو تو پھر ایک ثلث صدقہ کر دو (اور دو ثلث رکھ لو) اور اگر مالدار ہو تو پھر سب صدقہ کر دو۔ (التہذیب، الفقیہ)

(اس حدیث سے چونکہ لقطہ کے معاملہ میں فقیر و امیر میں فرق معلوم ہوتا ہے اس لئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ ایک ثلث دوسرے محتاجوں پر صدقہ کرے اور دو ثلث اپنے اہل و عیال پر اور اس کی نظیر قبل ازیں فطرہ اور زکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ یا یہ اس بات پر محمول ہے کہ بعض مال کا صدقہ کرنا اور بعض کا اپنی ملکیت میں داخل کرنا جائز ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس صدقہ کرنے کو استحباب پر محمول کیا جائے۔

باب ۱۷

حرم کے لقطہ کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن غزوان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ طیار نے آپؑ سے عرض کیا کہ میرے بیٹے حمزہ کو طواف کے دوران ایک ایسا دینار ملا ہے جس کی تحریر مٹی ہوئی ہے تو؟ فرمایا: وہ اسی کا مال ہے۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے حرم کے اندر دینار پایا اور اسے اٹھا لیا؟ فرمایا: اس نے بُرا کام کیا۔ اسے نہیں اٹھانا چاہئے تھا۔ میں نے عرض کیا: اب تو وہ اس میں گرفتار ہو چکا؟ فرمایا: اعلان کرائے۔ عرض کیا کہ وہ اعلان کرا چکا ہے۔ مگر اسے کوئی طلبگار نہیں ملا۔ فرمایا: اپنے شہر لوٹ جائے اور وہاں کسی مسلمان گھرانہ پر صدقہ کر دے۔ لیکن یاد رکھے کہ اگر اس کا کوئی طلبگار آ گیا (اور مطالبہ کیا) تو یہ اس کی ادائیگی کا ضامن ہوگا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۳ میں) اور اس سے بھی پہلے مقدماتِ طواف میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۸

جو مال و متاع چوروں سے پکڑا جاتا ہے اگر اس کا مالک معلوم ہو تو اسے اس پر لوٹانا واجب ہے ورنہ اس کا حکم لقطہ والا ہوگا۔

(اس سلسلہ میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس بعض چوروں نے کچھ درہم یا کچھ اور مال و متاع بطور امانت رکھا جبکہ چور مسلمان ہے آیا اسے واپس لوٹایا جائے؟ فرمایا: نہ لوٹائے۔ بلکہ اگر اس مال کے

اصلی مالکوں کو لوٹا سکے تو ایسا کرے ورنہ اس کے پاس وہ مال بمنزلۂ لقطہ کے ہوگا جس کا ایک سال تک اعلان کرائے گا۔ پس اگر مالک مل گیا تو اسے لوٹائے گا ورنہ صدقہ کر دے گا۔ اگر بعدازاں مالک آ گیا تو اسے اجر اور تاوان کے درمیان اختیار دے گا۔ پس اگر اس نے اجر کو اختیار کیا تو (صدقہ کرنے کا ثواب) اسے مل جائے گا۔ اور اگر تاوان کو اختیار کیا تو یہ ادا کرے گا اور (صدقہ کا) ثواب اسے مل جائے گا۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، الفروع، المقنع)

باب ۱۹

جو شخص گم شدہ جانور پر انعام حاصل کرنے کی نیت کرے اور وہ تلف ہو جائے تو یہ ضامن ہوگا ورنہ ضامن نہ ہوگا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ اس گم شدہ جانور کے بارے میں جسے کوئی شخص پائے اور نیت کرے کہ کچھ انعام لے کر واپس کرے گا اور وہ تلف ہو جائے تو یہ ضامن ہوگا اور اگر یہ نیت نہ کرے تو پھر ضامن نہیں ہوگا۔ (التہذیب، الفقیہ)

باب ۲۰

غلام کیلئے کوئی چیز اٹھانا جائز نہیں ہے اور اس صورت کا حکم جب اٹھانے والا مر جائے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو خدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ذریح نے آپؑ سے پوچھا کہ ایک غلام لقطہ اٹھاتا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: غلام کا لقطہ سے کیا واسطہ ہے۔ جبکہ غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ کیونکہ غلام کو لقطہ میں دخل نہیں دینا چاہئے! کیونکہ ایک سال تک مجمع عام میں اس کا اعلان کرانا پڑتا ہے۔ پس اگر طلبگار آ جائے تو پھر وہ مال اسے واپس لوٹانا پڑتا ہے ورنہ وہ اس مال کا مالک سمجھا جاتا ہے اور اگر وہ مر جائے تو وہ مال بطور وراثت اس کی اولاد یا دوسرے وارثوں کو مل جاتا ہے اور اگر اب بھی اس کا طلبگار آ جائے تو وہ اسے لوٹا دیں گے ورنہ وہ ان کا مال شمار ہوگا۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۲۔ نیز باسنادِ خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے لقطہ کے بارے میں پوچھا؟ (یہاں تک کہ کہا) کہ میں نے آپؑ سے پوچھا کہ ایک شخص درہم، یا کپڑا،

یا جانور پاتا ہے وہ کیا کرے؟ فرمایا: ایک سال تک اعلان کرائے۔ اور اگر اعلان نہ کرائے تو پھر اپنے مال کی طرح اس کی حفاظت کرے۔ یہاں تک کہ اس کا طلبگار آجائے اور یہ اسے دے دے۔ اور اگر مالک کے آنے سے پہلے اسے موت آجائے تو پھر وصیت کر جائے اور وہ اس مال کا ضامن ہوگا۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو بعض مقصود پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۱

بھگوڑے غلام کے انعام کا حکم؟ اور اس صورت کا حکم کہ جب کوئی بھگوڑے غلام کو پکڑے اور پھر وہ بھاگ جائے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود وھب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے بھگوڑے غلام اور گم شدہ مال کے انعام کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الجعالہ اور باب العتق میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

لقیط (گرا پڑا بچہ) آزاد متصور ہوگا اور اس پر خرچ کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لقیط نہ خریدا جائے گا اور نہ فروخت کیا جائے گا (یعنی وہ آزاد متصور ہوگا)۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود حاتم بن اسماعیل مدائنی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پھینکا ہوا بچہ آزاد ہے۔ اگر وہ (بڑا ہو کر) اپنی پرورش کرنے والے کے علاوہ کسی اور سے بھائی چارہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے پس اگر پرورش کرنے والا اس سے اخراجات کا مطالبہ کرے اور یہ مالدار ہو تو ادا کرے گا اور اگر نادار ہو تو پھر جو کچھ اس نے اس پر خرچ کیا ہے وہ صدقہ متصور ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن احمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لقیط کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: نہ بیچا جائے اور نہ خریدا جائے۔ البتہ تم اس سے خدمت لے سکتے ہو۔ ان

اخراجات کی وجہ سے جو تم نے اس پر کئے تھے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ابان سے اور وہ ایک اور شخص سے روایت کرتے ہیں موصوف کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ولد الزنا کے بارے میں سوال کیا کہ آیا میں اسے خرید سکتا ہوں یا اسے فروخت کر سکتا ہوں یا اس سے خدمت لے سکتا ہوں؟ فرمایا: بے شک اسے خریدو، اور اسے غلام بناؤ اور اس سے خدمت لو اور اسے فروخت کرو۔ مگر لقیط کی خرید و فروخت نہ کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب التجارہ وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

گوشت، روٹی، پنیر اور انڈوں کے اٹھانے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام سے ایک دسترخوان کے بارے میں پوچھا گیا جو راستہ میں گرا ہوا پایا گیا تھا۔ اس میں بہت سا گوشت، روٹی، پنیر اور انڈے تھے اور اس میں چھری بھی تھی! حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: اس کی قیمت کا تخمینہ لگایا جائے پھر اسے کھایا جائے کیونکہ وہ خراب ہونے والی چیز ہے جسے بقا نہیں ہے۔ پس اگر اس کا طلبگار مل گیا تو وہ اس کی قیمت ادا کریں گے۔ عرض کیا گیا کہ یا امیر المؤمنینؑ! یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ دسترخوان کسی مسلمان کا ہے یا کسی مجوسی (وغیرہ غیر مسلمان) کا، تو؟ فرمایا: جب تک (نجاست کا) علم نہ ہو تب تک وہ وسعت و آسائش میں ہیں۔ (الفروع)

(یہاں پر کتاب تفصیل وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ کی جزء خامس اختتام پذیر ہوتی ہے اور اس کے بعد جزء سادس کتاب المواریث سے شروع ہوگی انشاءاللہ)۔

﴿ کتاب الفرائض والمواریث ﴾

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد و آلہ الطاھرین ۔لمابعد بے نیاز اللہ کامحتاج بندہ شیخ محمد بن الحسن حر عاملی عاملہ اللہ بلطفہ الخفی کہتا ہے کہ یہ کتاب وسائل الشیعہ کی کتاب الفرائض والمواریث ہے اس سلسلہ کے مختلف ابواب کی اجمالی فہرست یہ ہے: (۱) ابواب موانع ارث، (۲) ابواب موجبات ارث، (۳) والدین اور اولاد کی وراثت کے ابواب، (۴) بھائیوں، بہنوں اور اجداد کی وراثت کے ابواب، (۵) چچاؤں اور ماموؤں کی وراثت کے ابواب، (۶) زن وشوہر کی وراثت کے ابواب، (۷) ولاء العتق کی وراثت کے ابواب، (۸) ضمان الجریرہ والامامۃ کی وراثت کے ابواب، (۹) ولد الملاعنہ کی وراثت کے ابواب، (۱۰) خنثیٰ کی وراثت کے ابواب، (۱۱) غرق شدہ اور مکان کے نیچے دب کر مرنے والوں کی وراثت کے ابواب، (۱۲) قیدی کی وراثت کے ابواب۔

اب ان ابواب کی ذیل میں تفصیل درج کی جاتی ہے۔

موانع ارث کے ابواب از قسم کفر، قتل اور غلامی کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چوبیس (۲۴) باب ہیں)

اضافہ منجانب مترجم عفی عنہ

میراث اسلامی فقہ کا ایک عظیم الشان باب ہے جس کے مسائل سے واقفیت حاصل کرنے پر شریعت اسلامیہ میں بڑا زور دیا گیا ہے اور بعض روایات کے مطابق اسے علم دین کا نصف قرار دیا گیا ہے اگرچہ وراثت کا قانون کسی نہ کسی رنگ میں قدیم الایام سے جاری ہے اور اب بھی مختلف اقوام میں جاری ہے۔ مگر دنیا کا کوئی قانون وراثت اسلامی قانون وراثت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اسلام کے علاوہ جس قدر وراثت کے قوانین ہیں وہ افراط وتفریط کی وجہ سے ظلم و بے انصافی پر مبنی ہیں مگر ان کے برعکس اسلام کا قانونِ میراث ایک مستحکم اور عادلانہ نظام پر مبنی ہے جو کہ صراط مستقیم ہے۔ جس میں ذکور واناث اور صغار وکبار میں سے کسی کو بھی اپنے حق سے محروم نہیں کیا گیا۔ اس میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی شریک وراثت قرار دیا گیا ہے کیونکہ ان کو بھی وراثتی مال کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہاں البتہ اسلام نے دو باتوں کو ملحوظ رکھا

ہے ایک یہ کہ اس میں قریب کی موجودگی میں بعید کو اور اقرب کی موجودگی میں ابعد کو محروم قرار دیا گیا ہے اور یہی عدل و انصاف کا تقاضا ہے۔ الغرض اسلامی نظام میراث میں اس بات کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے کہ میت کے مال کو اس کے ان تمام اعزا و اقارب میں متفرق طور پر تقسیم کیا جائے جو اس کی زندگی میں اس کی دولت سے متمتع ہوتے تھے یا متمتع ہونے کا حق رکھتے ہیں اور اس اصول کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے کہ وراثت کی وجہ سے ایک شخص بہت مالدار اور دوسرا بہت نادار نہ بن جائے اس لئے مال کے بہت سے حصے کر دیئے گئے ہیں تاکہ دولت گردش کرتی رہے اور اس سے بہتوں کا فائدہ ہو۔

اس اجمال کی ذیل میں تفصیلات ملاحظہ فرمائیں:

باب ۱

کافر اگرچہ ذمی ہو وہ مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا مگر مسلمان، مسلمان اور کافر دونوں کا وارث بن سکتا ہے۔

(اس باب میں کل چوبیس حدیثیں ہیں جن میں سے بارہ مکررات کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاّد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ مسلمان مرد اپنی ذمیہ بیوی کا وارث بن سکتا ہے مگر وہ اس کی وارث نہیں بن سکتی۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود حسن بن صالح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمان کافر کو وارث بننے سے روکتا ہے اور خود کافر کا وارث بنتا ہے اور کافر نہ مسلمان کو وراثت سے روکتا ہے اور نہ مسلمان کا وارث بنتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابو خدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔ لیکن مسلمان کافر کا وارث بن سکتا ہے مگر یہ کہ مسلمان کسی کافر کیلئے کسی چیز کی وصیت کر جائے (کہ وہ اسے مل جائے گی)۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک نصرانی مرجاتا ہے مگر اس کا بیٹا مسلمان ہے آیا وہ اس کا وارث بنے گا؟ فرمایا: ہاں (پھر) فرمایا: اسلام نے ہماری عزت میں اضافہ ہی کیا ہے اس لئے ہم ان کے وارث بنتے ہیں مگر وہ ہمارے وارث نہیں بن سکتے۔ (کتب اربعہ)

۵۔ نیز باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا

کہ کیا مسلمان مشرک کا وارث بن سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں لیکن مشرک مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود عبد الرحمٰن بن اعین سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو ملتوں میں باہمی وراثت نہیں ہے یعنی ہم تو ان کے وارث بن سکتے ہیں مگر وہ ہمارے وارث نہیں بن سکتے کیونکہ خداوند عالم نے اسلام کے ذریعہ سے ہماری عزت میں اضافہ ہی کیا ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسلام (عزت میں) اضافہ تو کرتا ہے مگر (حصہ میں) کمی نہیں کرتا۔ (الفقیہ)

۸۔ نیز فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام میں ضرر وضرار نہیں ہے۔ لہٰذا اسلام ایک مسلمان کی خیر وخوبی میں اضافہ تو کرتا ہے مگر اس کے شر وضرر میں اضافہ نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۹۔ نیز فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اسلام خود بخود بلند وبالا ہے۔ اس پر کسی کو بلند نہیں کیا جا سکتا۔ (ایضاً)

۱۰۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا مطلب کیا ہے کہ دو ملتوں کے درمیان وراثت نہیں ہوتی؟ فرمایا: ہم ان کے وارث بنتے ہیں مگر وہ ہمارے وارث نہیں بن سکتے (لہٰذا دو ملتوں والوں میں باہمی وراثت نہیں ہے)۔ کیونکہ اسلام نے کافر کی وراثت میں سختی کی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۱۱۔ نیز باسناد خود مہزم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک مسلمان غلام ہے اور اس کی ماں نصرانیہ ہے اور اس غلام کا بیٹا آزاد ہے (اور مسلمان بھی ہے) جب اس غلام کی ماں مر جائے تو اس کا وارث کون ہوگا؟ فرمایا: اس کا آزاد (اور مسلمان) پوتا اس کا وارث ہوگا۔ (ایضاً)

۱۲۔ جناب عبد اللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفر سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ ایک نصرانی باپ کا مسلمان بیٹا مر جائے تو آیا اس کا نصرانی باپ اس کا وارث بنے گا؟ فرمایا: دوسری ملت والا (مسلمان کا) وارث نہیں بن سکتا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

اس صورت حال کا حکم کہ جب ایک نصرانی مر جائے اور اس کی چھوٹی یا بڑی (نصرانی) اولاد موجود ہو اور اس کا ایک بھتیجا اور ایک بھانجا مسلمان موجود ہوں؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الملک بن اعین اور مالک بن اعین سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں

نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک نصرانی شخص مرجاتا ہے اور اپنے پیچھے ایک نصرانی زوجہ اور نصرانی اولاد اور ایک مسلمان بھتیجا اور ایک مسلمان بھانجا چھوڑ جاتا ہے اس کی وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ترکہ کے دو ثلث اس کے مسلمان بھتیجے کو دیئے جائیں اور ایک ثلث اس کے مسلمان بھانجے کو دیا جائے اور یہ اس صورت میں ہے کہ جب اس کی کوئی چھوٹی اولاد نہ ہو...... اور اگر ہو تو پھر اس کے وارثوں پر (جو کہ بھتیجا اور بھانجا ہیں) لازم ہے کہ اس کی چھوٹی اولاد کے نان ونفقہ کا انتظام کریں! عرض کیا گیا کہ وہ کس طرح خرچ کریں؟ فرمایا: دو ثلث لینے والا (بھتیجا) خرچہ کا دو ثلث اور ایک ثلث لینے والا (بھانجا) ایک ثلث خرچ کرے گا۔ اور جب وہ بچے بالغ ہو جائیں گے تو یہ نان ونفقہ بند کر دیں گے۔ امامؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ پہلی صورت میں (جبکہ نصرانی اولاد ہے اور بیوی۔ اور ایک مسلمان بھتیجا اور ایک مسلمان بھانجا چھوڑ کر کوئی نصرانی مرجائے) اور اس کی چھوٹی اولاد اسلام کا اظہار کرے تو پھر اس نصرانی کی وراثت کس طرح تقسیم کی جائے گی؟ فرمایا: ان کے باپ کا ترکہ امام کے حوالے کیا جائے گا۔ اور وہ اولاد کے بالغ ہونے تک انتظار کریں گے۔ پس اگر وہ اسلام پر قائم رہے تو پھر وہ (قانونِ شرع کے مطابق) وہ ترکہ ان میں تقسیم کر دیں گے اور اگر منحرف ہو گئے تو وہ ترکہ میت کے بھتیجا اور بھانجے میں اس طرح تقسیم کریں گے کہ بھتیجے کو دو ثلث اور بھانجے کو ایک ثلث دیں گے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

باب ۳

جب کوئی کافر (اپنے مورث کی وراثت کی تقسیم سے پہلے) مسلمان ہو جائے تو وہ دوسرے وارثوں کے ساتھ شریک ہوگا اگر مساوی درجہ میں ہوا اور اگر ان سے اولیٰ ہوا تو پھر صرف وہی وارث ہوگا۔ اور اگر وراثت تقسیم ہو جانے کے بعد اسلام لائے تو پھر وہ وارث متصور نہیں ہوگا۔ اور اگر مرنے والے کا وارث امام علیہ السلام ہو اور کافر (وارث) اسلام لے آئے تو پھر وہی وارث ہوگا اور وارث کے ایک ہونے کا حکم؟ اور اگر کسی مسلمان کے وارث کافروں کے سوا کوئی نہ ہوں تو پھر اس کا وارث امام ہوگا۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک مسلمان مرجاتا ہے اور ایک نصرانی ماں اور ایک (نصرانی) زوجہ اور مسلمان اولاد چھوڑ جاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر وراثت کی تقسیم سے پہلے اس کی ماں اسلام لے آئے۔ تو پھر اسے ایک سدس (۱/۶ حصہ) دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اس کی نہ بیوی ہو اور نہ اولاد اور نہ ہی کوئی ایسا مسلمان

وارث ہو جس کا قرآن میں کوئی حصہ ہے۔ ہاں البتہ اس کے وہ رشتہ دار موجود ہیں جن کا قرآن میں حصہ مقرر ہے مگر وہ ہیں نصرانی تو اس کی میراث کسے ملے گی؟ فرمایا: اگر اس کی ماں اسلام لے آئے تو ساری میراث اس کی ہوگی۔ اور اگر ماں اسلام نہ لے آئے مگر اس کے دوسرے بعض وہ رشتہ دار اسلام لے آئیں جن کا حصہ قرآن میں مقرر ہے تو پھر ساری میراث ان کو ملے گی۔ اور اگر اس کے رشتہ داروں میں سے کوئی بھی اسلام نہ لے آئے تو پھر اس کی میراث امام کو ملے گی۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص (کسی مسلمان مرنے والے کی) میراث کی تقسیم کے وقت اسلام لے آئے تو اگر تقسیم سے پہلے لے آئے تو وہ وارث ہوگا اور اگر تقسیم کے بعد لائے تو محروم الارث متصور ہوگا اور جو (وارث) غلام وراثت کی تقسیم سے پہلے آزاد ہو جائے وہ وارث متصور ہوگا اور جو تقسیم کے بعد آزاد ہو وہ وارث قرار نہیں پائے گا۔ اور زوجہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ اگر تقسیم سے پہلے اسلام لے آئے تو اسے وراثت ملے گی (ورنہ نہیں)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک مسلمان آدمی قتل ہو گیا اور اپنا نصرانی باپ چھوڑ گیا۔ تو اس کی دیت کسے ملے گی؟ فرمایا: وہ لے کر بیت المال میں جمع کرا دی جائے گی۔ کیونکہ وہ (مسلمان) کوئی جنایت کاری کرتا تو اس کا تاوان بھی بیت المال سے ادا کیا جاتا تھا۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

جب کوئی مسلمان وارث موجود نہ ہو تو پھر کافر کافر کا وارث ہوتا ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام مشرک کا مال اس طرح تقسیم کرتے تھے کہ اس کے جو وارث تقسیم سے پہلے اسلام لے آتے تھے تو عورتوں کو ان کا حصہ اور مردوں کو ان کا حصہ کتاب وسنت کے مطابق عطا فرماتے تھے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود یونسؒ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ اہل کتاب اور مجوسی ایک دوسرے کے وارث بھی قرار پائیں گے اور مورث بھی اسلام کے طریقہ پر۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جب کوئی شخص مر جائے اور اس کا ایک وارث مسلمان ہو اور ایک وارث کافر تو اس کی وراثت صرف مسلمان کو ملے گی اگرچہ مرنے والا کافر ہی ہو۔

(اس باب میں صرف تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن رباط سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی کافر ذمی اسلام لے آئے اور اس کا باپ زندہ ہو اور اس کے باپ کا ایک اور بیٹا بھی ہو (یعنی میت کا بھائی)۔ پھر باپ مر جائے تو اس کی تمام میراث کا وارث اس کا مسلمان بیٹا ہوگا اور اس کی (غیر مسلمہ) بیوی اور (غیر مسلم) بیٹا کسی چیز کے وارث نہیں ہوں گے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود ابن ابی نجران سے اور وہ کئی حضرات سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس یہودی یا نصرانی کے بارے میں فرمایا: جو مر جائے اور اپنی اولاد چھوڑ جائے جن میں سے کچھ مسلمان اور کچھ غیر مسلمان ہوں تو وہ قانونِ میراث پر قائم رہیں گے (کہ صرف مسلمان وارث ہوں گے اور غیر مسلمان کو کچھ نہیں ملے گا)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور کئی حضرات سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس یہودی یا نصرانی کے بارے میں جو غیر مسلمان اولاد چھوڑ کر مر جائے فرمایا: وہ اپنی وراثت پر قائم رہیں گے یعنی اپنے غیر مسلم باپ کے وارث ہوں گے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ اور باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

مرتد ملی اور مرتد فطری کی میراث اور اس کی توبہ اور قتل اور اس کی زوجہ کے عدت گزارنے کے احکام؟ اور مسلمانوں کے باہمی اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کے وارث ہونے کا حکم؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک نصرانی شخص اسلام لایا اور پھر (مرتد ہو کر) نصرانیت کی طرف لوٹ گیا۔ اور پھر مر گیا تو؟ فرمایا: اس کا وارث اس کا نصرانی بیٹا ہوگا۔ (پھر) پوچھا کہ ایک مسلمان تھا جو نصرانی ہو گیا اور پھر مر گیا۔ تو؟ فرمایا: اس کی میراث اس کی مسلمان اولاد کو ملے گی۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ نصرانی کی میراث اس کی نصرانی اولاد کو ملتی ہے جب اس کا کوئی مسلمان بیٹا موجود نہ ہو۔

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک کنیز کے بارے میں جو نصرانیہ تھی اور ایک (مسلمان) شخص کے ہاں اسلام لائی اور اپنے آقا سے ایک بچے کو جنم دیا پھر اس کا آقا مر گیا۔ مگر اس کنیز کو آزاد کرنے کی وصیت کر گیا (چنانچہ ایسا کیا گیا) اور اس نے ایک نصرانی شخص سے نکاح کر لیا جو کہ عطار تھا اور وہ خود بھی نصرانیہ بن گئی! اور اس سے دو بیٹوں کو جنم دیا اور تیسرے کے ساتھ حاملہ ہو گئی! یہ فیصلہ فرمایا کہ اس پر اسلام پیش کیا جائے (لہٰذا اگر قبول کر لے تو فبہا ورنہ) اس نے (نصرانی خاوند کے ہاں) جو دو بچے جنے ہیں وہ اس کے آقا والے بیٹے کا مال سمجھے جائیں گے اور وہ (اس کا پہلا بیٹا) اسے محبوس رکھے گا۔ یہاں تک کہ اس کا وضع حمل ہو جائے پھر وہ اسے قتل کر دے[1] گا۔

(التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبکر حضرمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مسلمان مرتد ہو جائے تو اس کی بیوی اس سے اس طرح علیحدہ ہو جائے گی جس طرح مطلقہ عورت علیحدہ ہو جاتی تھی ہے پس اگر وہ شخص عدت ختم ہونے سے پہلے قتل ہو جائے یا طبعی موت مر جائے تو وہ عورت اس کی وارث قرار پائے گی اگر وہ زوجہ اس اثنا میں مر گئی تو وہ مرتد اس کا وارث نہیں بن سکے گا۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۴۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مرتد کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جو شخص اسلام کے بعد اسلام سے روگردانی کرے اور جو کچھ پیغمبر اسلام ﷺ پر نازل ہوا ہے اس کا انکار کر دے تو (ظاہری شریعت میں) اس کی توبہ قبول نہیں ہے اور وہ واجب القتل ہے اور اس کی بیوی اس سے علیحدہ ہو جائے گی۔ اور اس کا ترکہ اس کی اولاد میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

---

[1] اس کے قتل کے کئی اسباب ہیں: (۱) ایک اس کا ارتداد ہے، (۲) دوسرا چونکہ اس کے ارتداد کی وجہ سے اس کی آزادی غلط ہے۔ کیونکہ وصیت غلط ہے لہٰذا اس کا نکاح باطل ہے اور زنا ثابت۔ اور زنا بھی محصنہ کا اور دو بچوں کو جنم دینا اس زنا کاری کے جرم کو اور پختہ کر دیتا ہے۔ واللہ العالم۔
(احقر مترجم عفی عنہ)

۵۔ عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مرتد آدمی کی میراث اس کی اولاد کے لئے ہے۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں باب الطلاق میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب الحدود میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

جو شخص ظلم و جور سے کسی شخص کو قتل کرے تو قاتل مقتول کا شرعاً وارث نہیں بنتا۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قاتل کیلئے (مقتول کی) کوئی وراثت نہیں ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: آپؑ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی ماں کو قتل کر دیا تھا۔ مگر وہ اس (ماں) کا وارث قرار نہیں پائے گا بلکہ اسے ذلیل کر کے قتل کیا جائے گا اور میں خیال نہیں کرتا کہ اس کا یہ (قصاص) قتل اس کے گناہ کا کفارہ بن سکے گا۔(ایضاً)

۳۔ جمیل بن دراج امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بیٹے یا باپ کو قتل کر دے تو وہ ان کا وارث نہیں بن سکے گا۔ ہاں البتہ قاتل کی میراث اس کے وارثوں کو ملے گی۔(ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جب کوئی باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے تو آیا اسے قصاص میں قتل کیا جائے گا؟ فرمایا: نہیں۔ البتہ ان (باپ بیٹے میں سے) جب کوئی ایک دوسرے کو قتل کر دے تو پھر قاتل وارث قرار نہیں پائے گا۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

جو شخص عمداً کسی کو قتل کرے اسے (مقتول کی) دیت میں سے کچھ نہیں ملتا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت جو کہ حاملہ تھی اس نے ایسی دوائی پی کہ جس سے اس کا حمل ساقط ہو گیا۔ مگر

اس کے شوہر کو اس بات کا کوئی علم نہ تھا تو؟ فرمایا: اگر بچہ کی ہڈی بن چکی تھی اور اس پر گوشت بھی چڑھ چکا تھا۔ تو پھر عورت پر اس کی دیت واجب ہے جو بچہ کے باپ کو ادا کرے گی اور اگر وہ سقط کے وقت صرف علقہ یا مضغہ تھا تو پھر اس پر صرف چالیس دینار یا ایک غلام (یا لونڈی) کی ادائیگی واجب ہے جو اس کے باپ کو ادا کرے گی۔ راوی نے عرض کیا کہ آیا وہ خود عورت اپنے بچہ کی دیت کی باپ کے ہمراہ وارث نہیں قرار پائے گی؟ فرمایا: نہیں۔ کیونکہ وہ اس کی قاتلہ ہے لہٰذا وہ اس کی وارث نہیں ہوگی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت اپنے شوہر کی دیت سے اور شوہر اپنی بیوی کی دیت سے وراثت حاصل کرتے ہیں جب تک ان میں سے کوئی دوسرے کو قتل نہ کرے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس عورت کو طلاق دی جائے اور اس کی عدت ختم ہونے سے پہلے شوہر مر جائے تو وہ اس کی وارث بنے گی...... اور اگر وہ قتل ہو جائے تو اس کا شوہر اس کی دیت میں سے وارث بنے گا۔ اور اگر شوہر قتل ہو جائے تو وہ اس کی دیت میں سے وارث بنے گی جب تک وہ ایک دوسرے کو قتل نہ کریں (کیونکہ اس صورت میں قاتل مقتول کی وراثت سے محروم ہوتا ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۹

جو شخص کسی کو خطاءً قتل کرے وہ (مقتول کی) وراثت سے محروم نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب کوئی خطاءً اپنی ماں کو قتل کر دے تو وہ اس کا وارث ہوگا۔ اور اگر عمداً قتل کرے تو پھر وارث نہیں بن سکے گا۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

(نوٹ) اور روایت میں بھی جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس میں بھی یہی مضمون وارد ہے۔ (فراجع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بیٹے کو قتل کرے تو وہ اس کے عوض میں قتل نہیں کیا جائے گا...... ہاں البتہ اگر کوئی بیٹا اپنے باپ کو قتل کرے تو اسے (باپ کے قصاص میں) قتل کیا جائے گا۔ اور جب کوئی شخص اپنے باپ کو قتل کرے تو وہ اس کا وارث نہیں بنے گا اگرچہ خطاءً بھی قتل کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ علاوہ اس کے کہ یہ خبر مرسل اور مقطوع الاسناد ہے (جو قابل اعتماد نہیں ہوتی) اس میں یہ احتمال ہے کہ قاتل خطئی مقتول کی دیت سے وراثت نہیں پاتا۔ مگر دوسری جائیداد سے پاتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ محمول برتقیہ ہو۔

باب ۱۰

دیت کا وہی وارث ہوتا ہے جو دوسرے مال کا وارث ہوتا ہے سوائے مادری بہن بھائیوں کے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے مقتول کی دیت کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ کتاب اللہ کے قانون اور اس کے مقرر کردہ حصوں کے مطابق جو وارث ہوں گے وہ حاصل کریں گے جبکہ میت کے ذمہ کوئی قرضہ نہ ہو (ورنہ پہلے وہ ادا کیا جائے گا)۔ سوائے (مقتول کے) مادری بہن بھائیوں کے ان کو اس کی دیت سے کچھ نہیں ملے گا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (جنگ جمل میں) طلحہ و زبیر اور ان کے اصحاب بھاگ کھڑے ہوئے تو وہ ایک ایسی عورت کے پاس سے گزرے جو حاملہ تھی اور راستہ پر کھڑی تھی وہ گھبرا گئی اور اس کا زندہ بچہ سقط ہوگیا۔ جو کچھ دیر تڑپ کر دم توڑ گیا۔ اور اس کی موت کے کچھ دیر بعد (صدمہ کی شدت سے) اس کی ماں بھی چل بسی جب حضرت امیر علیہ السلام اور ان کے اصحاب وہاں سے گزرے تو آپ نے دیکھا کہ وہ عورت اور اس کا بچہ مردہ حالت میں راستہ پر پڑے ہوئے ہیں تو آپؑ نے (وہاں کے لوگوں سے) اس کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ حاملہ تھی اور جدال وقتال اور پھر لوگوں کا بے تحاشا بھاگنا دیکھ کر گھبرا گئی اور اس کا حمل ساقط ہوگیا (اور پھر دونوں ماں بیٹا) مر گئے۔ پھر آپؑ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ پہلے کون مرا (بیٹا یا ماں؟) لوگوں نے عرض کیا کہ پہلے بچہ مرا اور اس کے بعد ماں۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت امیر علیہ السلام نے اس عورت کے خاوند کو بلایا جو کہ مردہ بچہ کا باپ تھا۔ اور اسے بچہ کی دیت کے دوثلث کا اور اس کی (مردہ) ماں کو ایک ثلث کا وارث قرار دیا۔ بعد ازاں شوہر کو اس کی عورت کو بچہ کی دیت سے ملنے والے

ایک ثلث کے نصف کا وارث قرار دیا اور باقی (نصف) کا وارث عورت کے قرابتداروں کو وارث قرار دیا۔ پھر آپ نے اس کے شوہر کو اس کی کامل دیت کے نصف یعنی دو ہزار پانچ سو درہم کا وارث قرار دیا اور باقی نصف یعنی دو ہزار پانچ سو درہم کا وارث عورتوں کے رشتہ داروں کو قرار دیا کیونکہ اس مرحومہ کا اس مردہ بچہ کے سوا اور کوئی اولاد نہیں تھی اور آپ نے وہ دیت بصرہ کے بیت المال سے ادا فرمائی۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کتاب اللہ کے قانون کے مطابق جو مرنے والے کے وارث ہوتے ہیں وہی (مقتول کی) دیت کے وارث ہوتے ہیں سوائے مادری بھائیوں (اور مادری بہنوں) کے کہ ان کو دیت کی وراثت سے کچھ بھی نہیں ملتا۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی حاملہ بیٹی کو مارا پیٹا جس سے اس کا مردہ بچہ سقط ہو گیا جس پر اس عورت کے خاوند نے اس (مارنے والے سسر) پر دعویٰ دائر کر دیا (یعنی اس کے برخلاف لوگوں سے مدد طلب کی)۔ جس پر اس کی (مضروبہ) بیوی نے کہا کہ اگر اس سقط شدہ بچہ کی کچھ دیت ہے جس میں میرا بھی کچھ حصہ ہے تو میرا وہ حصہ میرے باپ کا ہے۔ تو؟ فرمایا: جو کچھ بیٹی ہبہ کرتی ہے اس کا لینا باپ کے لئے جائز ہے۔ (الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

شوہر (اپنی بیوی کی) دیت سے اور بیوی (اپنے شوہر کی) دیت سے وراثت حاصل کریں گے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیوی کو اپنے (مقتول) شوہر کی دیت سے وراثت ملے گی اور شوہر کو اپنی (مقتولہ) بیوی کی دیت سے وراثت ملے گی جب تک وہ ایک دوسرے کو قتل نہ کریں۔ (کہ اس صورت میں قاتل اپنے مقتول کی وراثت حاصل نہیں کر سکے گا)۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس کسی عورت کو طلاق دی جائے اور اس کی عدت ختم ہونے سے پہلے اس کا شوہر مر جائے تو یہ اس کی

وراثت پائے گی۔ بعد ازاں عدتِ وفات گزارے گی اور اگر وہ عورت عدت کے دوران مر جائے تو اس کا خاوند اس کی وراثت پائے گا اور اگر عدت کے دوران قتل ہو جائے تو اس کا خاوند اس کی دیت سے بھی وراثت پائے گا۔ اور اگر اس اثنا میں شوہر قتل ہو جائے تو اس کی دیت سے اس کی زوجہ وراثت پائے گی۔ جب تک خود میاں بیوی ایک دوسرے کو قتل نہ کریں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نہ عورت اپنے خاوند کی دیت سے وراثت پاتی ہے اور نہ خاوند اپنی عورت کی دیت سے وراثت حاصل کرتا ہے اور نہ ہی مادری بھائیوں کو دیت میں سے کچھ ملتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس بات کو حضرت شیخ نے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب میاں بیوی ایک دوسرے کے قاتل ہوں۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں اور باب ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

قاتل سے قرابتداری آدمی کو وراثت سے محروم نہیں کرتی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنے باپ کو قتل کر دیا تھا۔ فرمایا کہ وہ (قاتل) اس (مقتول باپ) کا وارث نہیں بنے گا۔ ہاں البتہ اگر قاتل کا کوئی بیٹا ہو تو وہ اپنے مقتول دادا کا وارث قرار پائے گا۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن درّاج سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بیٹے یا اپنے باپ کو قتل کر دے تو وہ مقتول کا وارث نہیں بن سکتا۔ ہاں البتہ وراثت قاتل کے وارثوں کو ملے گی۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۳

جب کوئی برحق کسی کو قتل کرے تو پھر وہ مقتول کا وارث بنے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان دو گروہوں کے بارے میں پوچھا جو آپس میں لڑ پڑیں کہ ایک گروہ باغی ہو اور دوسرا عادلہ۔ تو اہل عراق (حضرت علی والوں) سے ایک شخص اپنے باپ یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے دوست کو قتل کر ڈالتا ہے جو باغی گروہ (اہل شام) میں داخل تھے۔ اور یہی اس (مقتول) کا وارث ہے تو آیا یہ اس کا وارث بنے گا؟ فرمایا: ہاں۔ کیونکہ اس نے اسے برحق قتل کیا ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

(مقتول کی) دیت کا حکم مرنے والے کے مال کی مانند ہے کہ اس سے اس کے قرضے ادا کئے جائیں گے، اس کی وصیتیں نافذ کی جائینگی اور اس میں وراثت بھی چلے گی اگرچہ وہ عمداً قتل کیا گیا ہو اور اسکی دیت قبول کر لی جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب قتل عمد کی (قصاص کی بجائے) دیت قبول کر لی جائے تو یہ میت کے دوسرے اموال کی طرح ایک قابل وراثت مال ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کچھ یہاں (سابقہ باب میں) اور کچھ باب الوصایا اور باب الدین والقرض میں گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب القصاص اور باب الدیات میں) آئینگی انشاء اللہ۔

باب ۱۵

جو بدوی ہے اور مہاجر نہیں ہے وہ میراث سے محروم نہیں کیا جاتا اور ایک مؤمن اور ایک مسلمان میں باہمی وراثت چلتی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص قتل ہو جاتا ہے اور اس کا ایک بھائی دار الہجرت میں ہے۔ اور دوسرا دار البدو میں جس نے ہجرت نہیں کی۔ تو آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر مہاجری (بھائی۔ قاتل کو) معاف کر دے۔ اور بدوی چاہے کہ اسے (قصاص میں) قتل کرے تو آیا وہ ایسا کر سکتا ہے؟ فرمایا: بدوی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ مہاجر کو

قتل کرے۔ اور اگر مہاجر معاف کر دے تو اس کی معافی نافذ ہوگی۔ راوی نے عرض کیا کہ آیا بدوی کو وراثت سے کچھ ملے گا؟ فرمایا: جہاں تک وراثت کا تعلق ہے تو اسے اس کا حصہ ملے گا۔ اور مقتول بھائی کی دیت سے بھی اسے حصہ ملے گا جب دیت لی گئی۔ (الفقیہ، التہذیب، الفروع)

۲۔ تفسیر عیاشی باسناد خود حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ وراثت، قضاوت اور دوسرے احکام میں ایک مؤمن کو ایک عام مسلمان پر کچھ فضیلت ہے؟ فرمایا: نہیں بلکہ دونوں پر یکساں سب احکام لاگو ہوں گے۔ ہاں البتہ اعمال و افعال میں مؤمن کو فضیلت حاصل ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس موضوع پر وہ سب حدیثیں دلالت کرتی ہیں جو وراثت کے سلسلہ میں علی الاطلاق وارد ہیں اور اس قسم کی کچھ حدیثیں قبل ازیں باب النکاح میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۶

غلام نہ خود کسی کا وارث بنتا ہے اور نہ کوئی اس کا کوئی وارث بنتا ہے اور یہی حکم آزاد کردہ غلام کا ہے!

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آزاد اور غلام میں باہمی وراثت نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نہ غلام وارث ہوتا ہے اور نہ آزاد کردہ غلام وارث ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ غلام کسی آزاد آدمی کا وارث نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن رئاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غلام وارث نہیں ہوتا اور آزاد کردہ غلام بھی کسی کو وارث نہیں بناتا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ باسناد خود فضل بن عبد الملک سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ غلام اور کنیز جب کسی کے وارث نہیں بن سکتے تو آیا وہ کسی کو روک سکتے ہیں؟ فرمایا: نہیں۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

جو شخص ایک وارث آزاد اور دوسرا غلام چھوڑ کر مرے تو اس کا وارث آزاد متصور ہوگا اگرچہ بعید ہی ہو اور غلام محروم ہوگا اگرچہ قریب ہی ہو اور آزاد وارث جب غلام سے رشتہ داری رکھتا ہو تو وہ وراثت سے ممنوع نہیں ہوگا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود مہزم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس مسلمان غلام کے بارے میں جس نے ایک نصرانی ماں اور ایک آزاد بیٹا چھوڑا تھا۔ امام سے پوچھا کہ جب وہ ام الولد (نصرانیہ) مر جائے اور کچھ مال چھوڑ جائے تو اس کا وارث کون ہوگا؟ فرمایا: اس کا آزاد پوتا اس کا وارث ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو خدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص مر گیا۔ اور ایک غلام بھائی چھوڑ گیا جس کے حق میں اس نے ایک ہزار درہم کی وصیت کی۔ مگر اس (غلام) کے مالک نے اسے اجازت نہ دی اور معاملہ عمر بن عبدالعزیز کے سامنے پیش کیا گیا۔ عمر نے غلام سے پوچھا کہ آیا تیری کوئی اولاد ہے؟ اس نے جواب میں کہا: ہاں ہیں۔ پوچھا گیا: کیا آزاد ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ عمر نے کہا: تو اس مال سے ایک ہزار درہم پر راضی ہو جا اور باقی مال و جائیداد کے وارث تیرے بیٹے ہوں گے (جو اپنے چچا کے وارث ہوں گے)۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ عمر بن عبدالعزیز نے صحیح فیصلہ کیا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۸

جو شخص اپنے کسی مورث کی وراثت کی تقسیم سے پہلے آزاد ہو جائے تو وہ وارث قرار پائے گا اور اگر تقسیم کے بعد آزاد ہوا تو پھر وارث قرار نہیں پائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی غلام کے بارے میں دعویٰ کیا تھا کہ وہ اس کا بیٹا ہے۔ یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ غلام اس شخص کے مال سے آزاد کیا جائے گا جس نے اس کے بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا ہے! پس اگر وہ مدعی مر جائے اور اس کا مال اس غلام کے آزاد ہونے سے پہلے تقسیم ہو جائے تو

خیر۔ اور اگر تقسیم ترکہ سے پہلے وہ آزاد ہو جائے تو پھر وہ اپنے حصہ کا وارث بنے گا۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود ابن مُسکان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو غلام (اپنے مورث کا) ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے آزاد ہو جائے وہ وارث قرار پائے گا۔ اور جو تقسیم کے بعد آزاد ہو وہ محروم الارث متصور ہوگا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) بیان ہو چکی ہیں۔

باب ۱۹

جس غلام کا بعض حصہ آزاد ہو چکا ہو اور بعض حصہ ہنوز غلام ہو وہ آزادی کی اسی نسبت سے وارث بنے گا اور وارث بنائے گا اور بمقدار غلامی محروم رہے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس مکاتب[1] غلام کے بارے میں جس کی بیوی آزاد تھی جس نے مرتے وقت اس (مکاتب) کے حق میں کوئی مالی وصیت کی مگر اس کے وارثوں نے کہا کہ ہم اس کی وصیت کو نافذ نہیں کرتے کیونکہ وہ مکاتب ہے جو ہنوز آزاد نہیں ہوا اور نہ ہی وارث۔ فرمایا: وہ جس قدر آزاد ہو چکا ہے اسی نسبت سے وارث ہوگا۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ اس مکاتب غلام کے بارے میں جس کے پاس کچھ مال تھا اور وفات پا گیا۔ فرمایا: وہ جس قدر آزاد ہو چکا تھا اسی نسبت سے اس کے وارثوں کو وراثت ملے گی اور باقی مال اس کے ان مالکوں کو ملے گا جنہوں نے اس سے مکاتبت کی تھی۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عمار ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس کنیز کے بارے میں جو دو شریکوں کے درمیان مشترکہ تھی مگر ایک نے اپنے حصہ سے اسے آزاد کر دیا اور دوسرے نے بحال رکھا۔ تو کیا کرے گی؟ فرمایا: وہ ایک دن اپنے دوسرے مالک کی خدمت کرے گی اور دوسرے دن اپنی خدمت کرے گی (یعنی آزاد ہوگی) اور اگر کچھ مال چھوڑ کر مرگئی تو اس کے دو حصے کر دیئے جائیں گے نصف مال

---

[1] مکاتب اس غلام کو کہا جاتا ہے کہ جس کی قیمت طئے ہو جائے اور وہ اپنے مالکوں سے یہ معاہدہ کرلے کہ جب وہ اپنی یہ قیمت ادا کر دے گا تو آزاد ہو جائے گا۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) مکاتب مطلق اور وہ یہ ہے کہ وہ جس قدر قیمت ادا کرتا جائے گا اتنا آزاد ہوتا جائے گا۔ (۲) مکاتب مشروط اور وہ یہ ہے کہ جب پوری قیمت ادا کرے گا تب آزاد ہوگا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اسے آزاد کرنے والے کو ملے گا اور نصف مال دوسرے مالک کو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (جلد ۱۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۳ از موانع ارث میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

جب کوئی آزاد آدمی مر جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو یا صرف غلام رشتہ دار ہیں یا بیوی ہے تو اس کے مالک کو مجبور کیا جائے گا کہ عادلانہ قیمت پر غلام کو فروخت کرے اور پھر اسے خرید کر آزاد کیا جائے تا کہ وہ وارث قرار پائے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام اس شخص کے بارے میں جو ایک کنیز ماں چھوڑ کر مر جائے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اس (کنیز ماں) کو اس کے بیٹے کے ترکہ سے خرید کر آزاد کیا جائے اور پھر اسے (اپنے بیٹے کا) وارث قرار دیا جائے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ نیز باسناد خود ابن بکیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی (آزاد آدمی) فوت ہو جائے اور اپنے پیچھے غلام باپ، یا کنیز ماں، یا غلام بھائی یا کنیز بہن اور مال چھوڑ جائے تو اس کے ترکہ سے اس کے غلام باپ (یا ماں یا دوسرے غلام رشتہ داروں) کو خرید کر آزاد کیا جائے گا اور وہ باقیماندہ مال کا وارث بنے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ نیز باسناد خود جمیل بن درّاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک (آزاد) آدمی فوت ہو جاتا ہے اور اس کا صرف ایک غلام بیٹا موجود ہے تو؟ فرمایا: اسے (باپ کے ترکہ سے) خریدا جائے گا اور باقیماندہ اُس کے حوالے کیا جائے گا (کیونکہ وہی اس کا وارث ہے)۔ (الفروع، الفقیہ)

۴۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام کا ایک غلام مر گیا۔ آپؑ نے فرمایا: دیکھو آیا اس کا کوئی وارث موجود ہے؟ عرض کیا گیا کہ اس کی دو کنیز بیٹیاں ہیں جو یمامہ میں رہتی ہیں پس آپ نے مرنے والے کے مال سے ان کو خرید کر (آزاد کیا) اور پھر باقی ماندہ مال ان کے حوالے کیا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود وھب بن عبد ربہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کی ام ولد کنیز تھی۔ اور اس کا بیٹا مر گیا۔ اور اس نے اس کی شادی ایک شخص سے کر دی اور اس سے اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اور پھر اس کا خاوند مر گیا۔ اور وہ پھر لوٹ کر اپنے آقا کے پاس آ گئی۔ تو آیا وہ اس سے مباشرت کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ جب تک وہ اپنے خاوند کی وفات کی عدتِ وفات چار ماہ اور دس دن نہ گزار دے ہاں البتہ اس کے بعد اپنی کنیز ہونے کے ناطے کر سکتا ہے۔ عرض کیا: اس (کنیز) کا وہ بیٹا جو خاوند سے ہے اس کا کیا بنے گا؟ فرمایا: اگر اس کے باپ نے کچھ مال چھوڑا ہے تو اس سے اسے خرید کر آزاد کیا جائے گا اور پھر اسے وارث قرار دیا جائے گا۔ عرض کیا: اور اگر اس نے کوئی مال نہ چھوڑا ہو تو پھر؟ فرمایا: پھر وہ اپنی ماں کی طرح غلام ہی رہے گا۔ (جبکہ اس کا باپ بھی غلام ہو۔ یا اس کا بعض حصہ ہنوز غلام ہو واللہ العالم)۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب العتق میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں اور کتاب الحدود میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

جو شخص کسی غلام کو اس شرط پر آزاد کرے کہ اس کے رشتہ داروں والی پوری میراث یا اس کا کچھ حصہ اس کا ہوگا یا غلام خود اللہ سے عہد کرے کہ اس کی وراثت اس کے آزاد کرنے والے کی ہوگی تو یہ شرط لازم ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی ماں کنیز تھی جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص اس کے پاس گیا اور اس نے اسے اس شرط پر خرید کر آزاد کر دیا کہ جب تیرا بیٹا فلاں بن فلاں جب مر جائے گا اور تو اس کے مال و جائیداد کی وارث بنے گی تو آدھی وراثت مجھے دے گی۔ اور پھر اس سے خدا و رسول کے نام پر عہد و پیمان لیا کہ وہ وفا کرے گی۔ اور وہ اس پر راضی ہوگئی۔ چنانچہ اس شخص نے حسب العہد اسے خرید کر آزاد کر دیا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد اس کا بیٹا مر گیا۔ اور اس (ماں) کے سوا اس کا کوئی وارث نہ تھا امامؑ نے فرمایا: اس شخص نے اس عورت کے ساتھ احسان کیا اور اجر کا مستحق قرار پایا۔ یہ ضرور دینی معرفت رکھنے والا شخص ہے۔ اور مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہوتے ہیں لہٰذا اس عورت پر لازم ہے کہ جس بات کا خدا و رسولؐ کے

نام پر عہد و پیمان کیا ہے اسے پورا کرے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب العتق، عہد اور خیار شرط میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۲

جو شخص غلام مکاتب کے ساتھ وراثت کی شرط مقرر کرے تو یہ شرط باطل ہوگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی اپنے غلام سے مکاتبہ کرے اور اس سے شرط مقرر کرے کہ (اس کی موت کی صورت میں) اس کی میراث اس کی ہوگی تو؟ فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک ایسا مقدمہ پیش کیا گیا تھا اور آپؑ نے اس شرط کو باطل قرار دیا تھا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شرط تیری شرط سے پہلے (اور مقدم) ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب العتق میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۳

مکاتب مطلق اور مشروط کی وراثت کا حکم جبکہ مر جائیں؟ اور ان کی اولاد کا حکم؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مالک بن عطیہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک غلام مکاتب مر گیا جس نے ہنوز اپنی مکاتبت کی قیمت ادا نہیں کی تھی۔ اور مرا بھی ہے کچھ مال اور اولاد چھوڑ کر تو؟ فرمایا: اگر اس کے مالک نے یہ شرط مقرر کی تھی کہ اگر وہ اپنی قیمت کا کچھ بھی حصہ ادا نہ کر سکا تو بدستور غلام رہے گا (یعنی یہ مکاتب مشروط تھا) تو پھر تو اسے غلام ہی تصور کیا جائے گا۔ اور وہ جو کچھ چھوڑ کر مرا ہے وہ مال اس کے مالک کا متصور ہوگا اور اس کی اولاد بھی غلام سمجھی جائے گی اگر وہ مکاتبت سے پہلے پیدا ہوئی ہے۔ اور اگر اس نے مکاتبۂ مطلقہ کیا تھا اور مشروطہ نہیں کیا تو پھر اولاد کو آزاد تصور کیا جائے گا۔ اور اس پر لازم ہوگا کہ اپنے باپ کے ترکہ سے اس کی باقیماندہ قیمت ادا کرے۔ اور جب تک اس کی قیمت ادا نہ کر لے تب تک اسے باپ کے مال سے وراثت نہیں ملے گی۔ اور اگر اس کا باپ کچھ مال چھوڑ کر نہیں مرا تو پھر بیٹے پر کچھ واجب نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود برید عجلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ اُن (حضرت امام محمد باقر یا

امام جعفر صادق علیہما السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنے غلام سے ایک ہزار درہم قیمت پر مکاتبہ کیا اور کوئی شرط عائد نہیں کی۔ اور مکاتب نے ہنوز پانچ سو درہم ادا کئے تھے کہ وفات پا گیا۔ اور کچھ مال اور ایک بالغ لڑکا چھوڑ گیا تو؟ فرمایا: اس صورت میں چونکہ وہ آدھا آزاد تھا۔ اور آدھا غلام۔ لہٰذا اسکا ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا۔ کہ آدھا اسکے مالک کو ملے گا اور آدھا اسکے بیٹے کو اور چونکہ وہ اپنی مکاتبت کی نصف قیمت ادا کر چکا تھا۔ اب جب اسکا بیٹا وہ باقیماندہ پانچ سو درہم ادا کر دیگا تو وہ آزاد متصور ہوگا اور اس پر کسی کو کوئی تسلط نہیں ہوگا۔ (التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود مہزم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک مکاتب مر گیا جبکہ اس کی اولاد ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ مکاتب مشروط تھا (اور ہنوز کچھ قیمت کی ادائیگی باقی تھی)...... پھر تو اس کی اولاد غلام متصور ہوگی اور اگر مشروط نہ تھا (بلکہ مکاتب مطلق تھا) تو اس کی اولاد اس کی قیمت ادا کرنے کی کوشش کرے گی اور اس کے بعد آزاد ہو جائیں گے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ نیز باسناد خود محمد بن سماعہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس مکاتب (مطلق) کے بارے میں جس نے اپنی مکاتبت کی کچھ قیمت ادا کی تھی! کہ ایک بیٹا اور اپنی مکاتبت کی قیمت سے زائد مال چھوڑ کر مر گیا۔ فرمایا: پہلے اس کے مالک کو اس کی مکاتبت کی باقیماندہ قیمت ادا کی جائے گی اور جو مال باقی بچے گا وہ اس کی اولاد کا مال ہوگا۔ (التہذیب، الفقیہ)

۵۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک غلام نے مکاتبہ کیا۔ اور ایک لاکھ درہم چھوڑ کر مر گیا اور اس کا کوئی وارث نہیں ہے تو؟ فرمایا: اس کا وارث وہ ہوگا جو اس کے جرم کا ضامن ہوگا۔ عرض کیا: وہ کون ہے؟ فرمایا: وہ وہی ہے جو (لاوارث) مسلمانوں کے جرائم کا ضامن ہوتا ہے (اور بیت المال سے ادا کرتا ہے یعنی وقت کا امام علیہ السلام)۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کچھ یہاں (باب ۲۱ میں) اور کچھ اس سے بھی پہلے باب المکاتبۃ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

جب کوئی غلام مر جائے تو اس کا مال اس کے مالک کا ہوتا ہے۔ اور یہی حکم اس غلام کا ہے جس کا بعض حصہ آزاد ہو چکا ہے (کہ اس کی غلامی والے حصہ کا وارث اس کا مالک ہوگا)۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں کہ آپؑ نے اس مکاتب کے بارے میں جو مالکوں کا مشترکہ غلام تھا مگر ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ اب وہ کس طرح کرے گا؟ فرمایا: اب وہ ایک دن اپنے (دوسرے) مالک کی خدمت کرے گا اور ایک دن اپنی خدمت کرے گا (آزاد ہوگا)۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر کچھ مال چھوڑ کر مر جائے تو؟ فرمایا: اسے دو حصوں پر تقسیم کیا جائے گا ایک حصہ آزاد کرنے والے کا ہوگا اور دوسرا حصہ نصف کے مالک کا۔[1] (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ایک غلام مکاتب حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے مالک نے میرے ساتھ مکاتبہ کیا (قیمت مقرر کی) اور ایک سال کے اندر بالاقساط ادا کرنے کی شرط مقرر کی۔ مگر میں پوری قیمت لے کر اس کے پاس حاضر ہوا۔ اور گزارش کی وہ پوری قیمت یکمشت لے لے اور مجھے آزاد کر دے مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اسے بلوا بھیجا اور اس سے ماجرا بیان کیا۔ اس نے کہا کہ غلام نے سچ کہا ہے؟ فرمایا: پھر تو یکبارگی قیمت لے کر اسے آزاد کیوں نہیں کر دیتا؟ اس نے کہا کہ میں اپنی شرط کے مطابق عمل کروں گا۔ اور میں اس کی میراث کی توقع رکھتا ہوں! (اگر اس اثنا میں مر گیا)۔ اس پر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: تو اپنی شرط کے مطابق عمل درآمد کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۹ میں) گزر چکی ہیں۔

---

[1] مخفی نہ رہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس مبعّض کا کوئی وارث نہ ہو ورنہ نصف مال اس کے وارث کا ہوگا اور نصف اس کے موجودہ مالک کا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

موجباتِ ارث کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل آٹھ (۸) باب ہیں)

باب ۱

میراث نسب اور سبب سے ثابت ہوتی ہے۔ سوائے بعض مستثنیٰ صورتوں کے۔ عام قانون یہ ہے کہ جو اقرب ہے وہ ابعد کو روکتا ہے اور رضاعی بھائیوں وغیرہ کا حکم؟ اور میراث اور بچہ کی پرورش کے چند احکام کا بیان؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ ارشاد خداوندی ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ﴾ (کہ ہم نے سب (مرنے والوں کیلئے) ولی مقرر کئے ہیں جو کچھ والدین یا قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں)۔ فرمایا: یہاں موالی سے مراد رشتہ دار ہیں ولی نعمت مراد نہیں ہیں پس مرنے والے کا وارث وہ ہوگا جو سب رشتہ داروں سے زیادہ اس کے قریب ہوگا۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود یزید کناسی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارا بیٹا تمہارے پوتے سے تمہارے زیادہ قریب ہے، اور تمہارا پوتا تمہارے بھائی سے تمہارے زیادہ قریب ہے اور فرمایا: جو تمہارا پدری و مادری (سگا) بھائی ہے وہ صرف تمہارے پدری بھائی سے زیادہ قریب ہے۔ اور جو تمہارا پدری بھائی ہے وہ تمہارے مادری بھائی سے زیادہ قریب ہے۔ اور جو تمہارے سگے بھائی کا بیٹا ہے وہ تمہارے صرف پدری بھائی کے بیٹے سے زیادہ تمہارے قریب ہے اور جو تمہارے پدری بھائی کا بیٹا ہے وہ تمہارے چچا سے تمہارا زیادہ قریب ہے۔ اور تمہارا وہ چچا جو تمہارے باپ کا صرف پدری بھائی ہے وہ تمہارے اس چچا سے تمہارے زیادہ قریب ہے جو تمہارے باپ کا صرف مادری بھائی ہے۔ اور تمہارے سگے چچا کا بیٹا تمہارے سوتیلے چچا (تمہارے باپ کے صرف پدری بھائی) کے بیٹے سے تمہارے زیادہ قریب ہے..... اور تمہارے اس سوتیلے چچا کا بیٹا (جو تمہارے باپ کے صرف پدری بھائی کا بیٹا ہے) تمہارے اس سوتیلے چچا کے بیٹے سے تمہارے زیادہ قریب ہے جو تمہارے

باپ کا صرف مادری بھائی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حسین رزّاز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص سے کہا کہ وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کرے کہ (مرنے والے کا) مال کس کے لئے ہے۔ سب سے زیادہ قرابت دار کیلئے یا باپ کی طرف سے تمام رشتہ داروں کے لئے؟ امامؑ نے فرمایا: مال صرف زیادہ قریبی رشتہ دار کے لئے ہے اور عصبہ کے منہ میں مٹی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب سید مرتضیٰ اپنے رسالہ محکم و متشابہہ میں تفسیر نعمانی کے حوالہ سے اور وہ باسناد خود حضرت امام علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے ناسخ و منسوخ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میراث میں نسخ یہ ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی تو مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قرار دیا (انہیں آپس میں بھائی بھائی بنایا) اور اسی دینی بھائی چارہ پر میراث مقرر فرمائی جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا﴾ مگر جب اسلام قوی ہوگیا اور مسلمان طاقتور ہو گئے۔ خدا نے پہلے سلسلہ کو منسوخ کر کے اب نسبی قرابت میں اقربیت کو میراث کا معیار قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ۗ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ...... الآية﴾۔ (المحکم والمتشابہ)

۵۔ جناب شیخ فضل بن حسن طبرسی مجمع البیان میں ارشاد قدرت ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ﴾ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے: یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مواریث کے سلسلہ میں (منجانب اللہ) حصص مقرر ہیں اور ہم چند اقسام کا بیان کرتے ہیں جو کہ کلام اہل بیتؑ سے ماخوذ و مستنبط ہیں۔ لہٰذا معلوم ہونا چاہئے کہ آدمی وراثت کا دو سببوں کی وجہ سے مستحق قرار پاتا ہے: ایک نسب، دوسرا سبب۔ سبب سے زوجیت اور غلام کی تولیت مراد ہے پس زوجیت والی میراث ہر قسم کی نسبی رشتہ داری کے ساتھ ثابت ہے۔ مگر غلام کا آقا اس وقت وارث بنتا ہے جب اس کا کوئی نسبی وارث موجود نہ ہو۔

اور نسب کی دو قسمیں: (۱) ایک والدین اور وہ رشتہ دار جو ماں باپ کی طرف سے قرابتدار پاتے ہیں۔ (۲) دوسری اولاد اور اولاد کی اولاد تا آخر۔ اور موانع تین چیزیں ہیں: (۱) کفر، (۲) غلام ہونا، (۳) قتل۔ لہٰذا کافر مسلمان کا، غلام آزاد کا اور قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں ہوسکتا.......... (کچھ کلام کے بعد) لکھا ہے کہ نسبی میراث کی دو

قسمیں ہیں: (۱) بالفرض، (۲) بالقرابہ۔ (بعد ازاں ہر قسم کے مسائل کی وضاحت کی گئی ہے جو کہ اس کتاب میں تفصیل سے بیان کئے جائیں گے فلا نطیل الکلام بالتکرار۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲ میں) اس قسم کی حدیثیں بیان کی جائینگی جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہے۔ اور ضمان جریرہ اور امامت کے بیان میں رضاعت والے رشتہ داروں کے احکام بیان کئے جائینگے۔

باب ۲

جو کسی غیر کی وجہ سے (میت سے) قرابت رکھتا ہو تو اس کو اسی کا حصہ ملے گا جس کی وجہ سے وہ قرابت رکھتا ہے بشرطیکہ کوئی اس سے زیادہ قریبی موجود نہ ہو۔ اور جس کا فرض مقرر ہے وہی باقی مال کا زیادہ مستحق ہوگا بشرطیکہ اس کے مساوی کوئی اور رشتہ دار موجود نہ ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ایوب خزاز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ ہر رشتہ بمنزلہ اسی رشتہ کے ہے جس سے وہ منسلک ہے۔ مگر یہ کہ کوئی اور ایسا وارث موجود ہو جو اس سے زیادہ قریبی ہو تو پھر وہ اس کو مانع ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی ایسا وارث موجود ہو جس کا (قرآن وسنت میں) فریضہ (حصہ) مقرر ہے وہ سارے مال کا زیادہ حقدار ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود یونس سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب قرابتیں باہم گھتم گھتا ہو جائیں تو ان میں سے جو سابق ہوگا وہ زیادہ مستحق ہوگا اور اگر رشتہ داری میں باہم برابر ہوئے تو پھر ان میں سے ہر ایک اپنے قریبی کا قائم مقام ہوگا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

حاکم پر واجب ہے کہ (وراثت کے سلسلہ میں) لوگوں کو فرائضِ صحیحہ (صحیح حصص) پر مجبور کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: عام لوگ میراث اور طلاق (وغیرہ) معاملات میں تلوار کے بغیر سیدھے نہیں ہوتے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود یزید صائغ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا عورتیں (بیویاں) گھروں کی بھی وارث بنتی ہیں؟ فرمایا: نہیں۔ ہاں البتہ وہ عمارت کی (یعنی ملبہ کی) قیمت کی وراثت حاصل کرتی ہیں! راوی نے عرض کیا کہ عام لوگ تو اس بات پر مطمئن نہیں ہیں؟ فرمایا: جب ہماری حکومت ہوئی اور لوگ اس پر راضی نہ ہوئے تو ہم ان کو کوڑے ماریں گے اور اگر اس سے بھی سیدھے نہ ہوئے تو پھر ہم ان کو تلوار سے پیٹیں گے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اپنے عموم سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں وہ اس سے پہلے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب میں (جلد ۱۱ کے اندر) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

قابل وثوق اہل ایمان کیلئے جائز ہے کہ وہ میراث کے مستحق لوگوں میں وراثت تقسیم کریں اگرچہ وہ وصی نہ ہوں۔ اور اگرچہ وارث یتیم بچے ہوں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص کسی کو وصی مقرر کئے بغیر مر گیا جبکہ اس کی اولاد میں لڑکے بھی ہیں اور لڑکیاں بھی بالغ بھی ہیں اور نابالغ بھی اور حشم بھی ہیں اور خدم بھی۔ تو اس صورت میں وارث کس طرح میراث تقسیم کریں؟ فرمایا: اگر کوئی قابل وثوق آدمی (مؤمن) یہ کام اپنے ذمہ لے لے اور سب کو ان کے حصے دے دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الوصایا وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

اس صورت کا حکم؟ کہ جب تقسیم وراثت کے وقت وہ (عام) قرابتدار، یتیم اور مسکین حاضر ہوں (جن کا شرعاً کوئی حصہ نہیں ہے)۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ﴾ کے بارے میں فرمایا کہ اس (آیت) کو آیت فرائض (جس میں وراثت کے مستحقوں کی تفصیل مذکور ہے) نے منسوخ کر دیا ہے۔ (تفسیر عیاشی)

۲۔ نیز یہی مفسر اپنی اسی تفسیر میں باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ سے اسی مذکورہ بالا آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ آیا یہ آیت منسوخ ہے؟ تو فرمایا: نہیں۔ لہٰذا جب یہ لوگ وراثت کی تقسیم کے وقت حاضر ہوں تو ان کو کچھ عطا کرو۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ ان دو (بظاہر متضاد حدیثوں) میں جمع اس طرح کی جاسکتی ہے کہ اس عطا کا وجوب آیت وراثت سے منسوخ ہے مگر استحباب باقی ہے وہ منسوخ نہیں ہوا۔

باب ۶

عول[1] باطل ہے اور جب عامہ کسی مؤمن کے حق میں اس کا فیصلہ کریں تو مقام تقیہ میں اس کا لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (اللہ کے مقرر کئے ہوئے) حصوں میں کبھی عول واقع نہیں ہوتا۔ (الفروع)

۲۔ نیز زرارہ بن اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (شرعی) حصص میں کبھی عول (کمی) واقع نہیں ہوتی اور حصے چھ سے زیادہ ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ ابو مریم انصاری حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ ذات جو ٹیلۂ عالج کی ریت کے ذروں کو جانتی ہے وہ ذات یقیناً جانتی ہے کہ فرائض (حصص) میں عول واقع نہیں ہوتی اور وہ حصہ چھ سے زیادہ نہیں ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اصل فرائض چھ ہیں نہ

---

[1] جہاں حصے زیادہ ہوں اور ترکہ کم جیسے ایک مرنے والی اپنے پیچھے ایک شوہر، چند لڑکیاں اور ایک ماں چھوڑیں تو اس صورت میں شوہر کا چوتھا حصہ، ماں کا چھٹا حصہ اور لڑکیوں کا دو تہائی حصہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں حصے زیادہ ہیں اور ترکہ کم ہے اسی کا نام عول ہے! برادران اسلامی یہ کہتے ہیں کہ یہاں جو کمی ہے وہ سب صاحبان فرائض پر ان کے فرض کے مطابق ہوگی۔ مگر فقہ جعفریہ کے مطابق وہ کمی صرف بعض فرائض پر واقع ہوگی۔ نہ کہ سب پر اس کی تفصیل ہماری فقہی کتاب قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفریہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اس سے زیادہ ہیں اور نہ ان میں عول (کمی) ہو سکتی ہے۔ بعد ازاں مال ان وارثوں کا ہے جن کا تذکرہ کتاب اللہ میں مذکور ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے کتاب الفرائض کا ایک صحیفہ پڑھایا جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی املاء اور حضرت امیر علیہ السلام کے خط سے لکھا ہوا تھا اور اس میں لکھا تھا کہ "سہام (حصص) میں کبھی عول (کمی) واقع نہیں ہوتی۔ (التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ کئی راویوں سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وراثت کے کل چھ حصے ہیں کبھی ان سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ عرض کیا گیا: فرزند رسولؐ! یہ حصص چھ کیوں ہیں؟ فرمایا: اس لئے کہ انسان چھ چیزوں سے خلق کیا گیا ہے (یعنی چھ مراحل خلقت سے گزرا ہے) جیسا کہ اس کا ارشاد ہے: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا﴾۔ (علل الشرائع، الفقیہ)

۷۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ وہ ذات جو ٹیلۂ عالج کے ذروں کی مقدار کو جانتا ہے وہ جانتا ہے کہ چھ سہام میں کمی نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ لوگ اس کے وجوہ و اسباب پر غور کریں گے تو چھ سے تجاوز نہیں کریں گے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز باسناد خود فضل بن شاذان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضاؑ نے مامون عباسی کے نام مکتوب میں تحریر فرمایا کہ فرائض جیسا کہ کتاب اللہ میں مذکور ہیں ان میں عول (کمی) نہیں ہے۔

(عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اور آخری حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (پہلے باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷

عول کے واقع ہونے کی کیفیت؟ اور کن[1] پر نقص واقع ہوگا اور فرائض کے بعض احکام کا بیان۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن اذینہ سے اور وہ زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہا جب چاہو کہ یہ معلوم کرو کہ عول کس پر واقع ہوتا ہے تو یہ ان پر واقع ہوتا ہے جن کا حصہ کم وبیش ہوتا رہتا ہے جیسے اولاد اور پدری بھائی اور جہاں تک میاں اور بیوی اور مادری بھائی کا تعلق ہے تو ان پر نقص واقع نہیں ہوتا ان کے لئے جو حصہ مقرر ہے وہ بہرحال ان کو ملتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود سالم اشل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ فرمارہے تھے کہ خداوند عالم نے والدین کو تمام وارثوں کے ساتھ شامل کیا ہے مگر ان کا حصہ کبھی ایک سدس سے کم نہیں ہوا۔ اور میاں بیوی کو بھی تمام وارثوں کے ساتھ شامل کیا ہے مگر ان کا حصہ کبھی ربع (چوتھائی) اور ثمن (آٹھواں حصہ) سے کم نہیں ہوا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار شخص ایسے ہیں جن پر وراثت میں کبھی ضرر (زیاں) نہیں پہنچتا: (۱) ماں، (۲) باپ، (۳) شوہر۔ (۴) بیوی۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود یونس بن یعقوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے (خطبہ دیتے ہوئے) فرمایا: سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں کہ جسے وہ مؤخر کر دے اسے کوئی مقدم نہیں کر سکتا۔ اور جسے وہ مقدم کرے اسے کوئی مؤخر نہیں کر سکتا اور پھر آپ نے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارتے ہوئے فرمایا: اے وہ امت جو اپنے نبی کے بعد حیران و پریشان ہوگئی ہے اگر تم اسے مقدم سمجھتے جسے خدا نے مقدم قرار دیا تھا اور اسے مؤخر قرار دیتے جسے خدا نے مؤخر کیا تھا اور ولایت و وراثت اس کے لئے قرار

---

[1] ورثہ کے اجتماع کی صورت میں اسے مقدم سمجھا جاتا ہے جسے اللہ نے مقدم قرار دیا ہے اور اسے مؤخر سمجھا جائے گا جسے خدا نے مؤخر قرار دیا ہے اور اس تقدیم وتاخیر کا معیار یہ ہے کہ ہر وہ وارث جس کا حصہ قرآن میں مقرر ہو اور اگر کسی وجہ سے اسے وہ حصہ نہ مل سکے تو اس کے متبادل اس کا دوسرا حصہ مقرر ہو جیسے ماں کہ اولاد موجود نہ ہو تو ثلث اور اگر موجود ہو تو سدس یا شوہر کہ اگر بیوی کی اولاد نہ ہو تو نصف اور اگر ہو تو ربع یا زوجہ کہ اگر شوہر کی اولاد نہ ہو تو ربع اور اگر ہو تو ثمن اسے مقدم سمجھا جائے گا اور جس کا پہلا حصہ تو مقرر ہو لیکن اگر کسی وجہ سے اسے وہ حصہ نہ مل سکے تو اس کا دوسرا حصہ معیّن نہ ہو بلکہ اسے صرف باقیماندہ مال دیا جائے تو اسے مؤخر سمجھا جائے گا جیسے بیٹیاں اور بہنیں جن کو بیٹا اور بھائی کی عدم موجودگی میں دو دو ثلث ملتے ہیں۔ لیکن اگر بیٹا یا بھائی موجود ہو تو پھر ان کا فرض معیّن نہیں ہے اس لئے مذکورہ بالا شق میں نقص صرف لڑکیوں پر واقع ہوگا نہ کہ شوہر پر اور نہ ہی ماں باپ پر بلکہ وہ اپنا پورا حصہ وصول کریں گے اور جو کچھ باقی بچے گا وہ لڑکیوں کا مال ہوگا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

دیتے جسے خدا نے اسے قرار دیا تھا تو کبھی کوئی ولی خدا بھوکا نہ ہوتا۔ اور اللہ کے فرائض (مقررہ حصص) میں کوئی کمی وبیشی نہ ہوتی اور نہ کبھی دو شخص کبھی اللہ کے کسی حکم میں اختلاف کرتے اور نہ کبھی امت اللہ کے کسی معاملہ میں اختلاف کرتی۔ مگر یہ کہ علی علیہ السلام کے پاس کتاب اللہ کا علم موجود ہے پس اپنے کئے کا وبال کا مزہ چکھو۔ اور جو کوتاہی تم نے کی ہے اس کے وبال بھگتو۔ اور اللہ کبھی بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ (بلکہ بندے خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں)۔ (الفروع)

۵۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جہاں ماں اور باپ اور بیٹا اور بیٹی موجود ہو تو ان کے ساتھ اور کوئی وارث شریک نہیں ہوتا سوائے زن وشوہر کے (کہ وہ سب کے ساتھ شریک ہوتے ہیں)۔ اور شوہر کا حصہ کبھی نصف ترکہ سے کم نہیں ہوتا جب اولاد نہ ہو۔ اور بیوی کا حصہ ربع سے کم نہیں ہوتا جب اولاد نہ ہو۔ اور اگر اولاد ہو تو پھر شوہر کیلئے ربع اور بیوی کیلئے ثمن ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے صحیفۂ فرائض دکھایا پس اس میں لکھا تھا کہ والدین کو دو سدس سے کبھی کمتر حصہ نہیں ملتا۔ (التہذیب)

۷۔ نیز باسناد خود ابو عمر عبدی سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے (میراث کے) فرائض کے چھ حصے ہیں: (۱) دو ثلث کے چار حصے، (۲) نصف کے تین حصے، (۳) ایک ثلث کے دو حصے، (۴) ربع کے ڈیڑھ حصے، (۵) ثمن کے تین ارباغ حصے۔ (۶)...... (اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ) اولاد کی موجودگی میں صرف والدین، شوہر اور بیوی وارث ہوتے ہیں۔ اور ماں کو ایک ثلث لینے سے نہیں روکتے مگر (میت کی) اولاد اور بھائی۔ شوہر کا حصہ نصف سے زیادہ نہیں ہوتا اور ربع سے کمتر نہیں۔ اور بیوی کا ایک ربع سے زائد نہیں اور ثمن (آٹھواں حصہ) سے کم تر نہیں ہوتا۔ اور اگر چار یا اس کے کمتر ہوں تو وہ اپنے حصہ میں برابر کی شریک ہوتی ہیں۔ اور مادری بھائیوں کا حصہ ایک ثلث سے زیادہ نہیں ہوتا اور ایک سدس سے کمتر نہیں ہوتا۔ اور وہ اس میں زن ومرد برابر کے شریک ہیں۔ اور ان کو ایک ثلث حاصل کرنے سے مانع نہیں ہوتے مگر (میت کی) اولاد اور اس کا والد۔ اور دیت کی تقسیم بھی وراثت کی تقسیم کی مانند ہوتی ہے۔ فضل (بن شاذان) کہتے ہیں کہ یہ موافق قران ہونے کی بنا پر صحیح ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، العلل)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام مکتوب میں لکھا کہ جب (میت کی) اولاد اور والدین موجود ہوں تو شوہر اور بیوی کے سوا اور کوئی وراثت حاصل نہیں کرتا۔ اور جس کا حصہ مقرر ہے وہ اس سے زیادہ حقدار ہے جس کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے۔ (عیون الاخبار، تحف العقول)

۹۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں بسند بکیر بن اعین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اولاد اور بھائیوں کے حصص کم وبیش ہوتے رہتے ہیں۔ (تفسیر عیاشی)

۱۰۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت کلالہ کے بارے میں فرمایا: ﴿یَسْتَفْتُوْنَکَ ؕ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ ؕ اِنِ امْرُؤٌ ھَلَکَ لَیْسَ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَہٗۤ اُخْتٌ﴾ (لوگ آپ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں آپ ان سے کہیں کہ اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کی اولاد نہ ہو۔ ہاں صرف ایک بہن ہو)۔ فرمایا: خدا کا اس سے مقصد پدری و مادری (سگی) اور صرف پدری بہن مراد ہے۔ ﴿فَلَھَا نِصْفُ مَا تَرَکَ ۚ وَھُوَ یَرِثُھَاۤ اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّھَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ کَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَھُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَکَ ؕ وَاِنْ کَانُوْۤا اِخْوَۃً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ﴾ (تو اس کے لئے مرنے والے کے ترکہ میں سے نصف ہے۔ اور وہ (بھائی) اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو۔ اور اگر مرنے والے کے کئی بھائی بہن موجود ہوں تو پھر ہر مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا)۔ یہ وہ وارث ہیں جن کے حصص کم وبیش ہوتے رہتے ہیں اور اسی طرح ان کی اولاد (جو ان کی قائمقام ہوتی ہے) ان کے حصص بھی بڑھتے گھٹتے رہتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب اور باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (والدین اور اولاد کی میراث کے بیان میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

تعصیب[1] باطل ہے۔ اور مال کی جو مقدار مقررہ حصص سے بچ جائے وہ انہی لوگوں کو لوٹائی جائے گی۔ اور اگر کوئی وارث ایسا ہو جس کا حصہ مقرر نہیں ہے تو یہ (بچی ہوئی مقدار) اسے دی جائے گی اور میراث میں یہ قانون ہے جو مرد یا عورت زیادہ قریبی ہو یہ اسی کو ملتی ہے اور اگر عامہ (اہل سنت) اس کے حق میں تعصیب کے مطابق فیصلہ کریں تو تقیۃً اس کے لئے اس مال کا لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین رزّاز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص سے

---

[1] جب مرنے والے کے وارث ایک سے زائد ہوں۔ خواہ سب صاحب فرض ہوں یا کوئی بھی صاحب فرض نہ ہو یا بعض صاحب فرض ہوں اور بعض نہ ہوں تو پہلی صورت میں جب حصے کم ہوں اور ترکہ زیادہ تو اسے فقہی اصطلاح میں تعصیب کہا جاتا ہے۔ اور اس کے بارے میں برادران اسلامی یہ زائد مقدار میت کے وارثان بازگشت کو دیتے ہیں مگر ہمارے ہاں یہ قانون ہے کہ اقرب کی موجودگی میں دور والوں کو کچھ نہیں ملتا۔ لہٰذا وہ زائد بالرد انہی قریبی رشتہ داروں کو دی جائے گی۔ اور اگر ان وارثوں میں کچھ وہ ہوں جن کا حصہ مقرر ہے اور بعض کا مقرر نہ ہو تو صاحبان فرض اپنا فریضہ لے لیں گے اور باقی ماندہ ترکہ دوسرے ورثہ کو دیا جائے گا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کہا کہ وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کریں کہ میت کا مال کس کا ہے اقرب رشتہ دار کا یا عصبہ کا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: مال تو اقرب کو ملے گا اور عصبہ کے منہ میں خاک ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ زید بن ثابت مروی ہے جاہلی دور کی روایات میں سے ہے کہ مردوں کو وارث قرار دیا جائے اور عورتوں کو محروم رکھا جائے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود قاریہ بن مضرب سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں جناب ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا جبکہ وہ مکہ میں تھے اور میں نے ان سے کہا کہ ابن عباس! اہل عراق اور تمہارا خادم طاووس آپ کی جانب سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے کہا ہے کہ فرائض (حصص) سے جو ترکہ بچ جائے۔ عصبہ کے مردوں کے لئے ہے؟ (اس پر وہ چونکے اور) کہا: آیا تو اہل عراق سے ہے؟ عرض کیا کہ ہاں! فرمایا (خود بھی سن لو اور) دوسرے لوگوں کو یہ بات پہنچا دو کہ میں وہی کہتا ہوں جو اللہ کا قرآن کہتا ہے ارشاد خداوندی ہے: ﴿اٰبَـآؤُكُـمْ وَاَبْنَـآؤُكُمْ ۚ لَا تَـدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعاً ۚ فَـرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ﴾ (تمہارے باپ دادے اور تمہارے بیٹے اور پوتے تم نہیں جانتے کہ ان میں سے نفع رسانی میں کون زیادہ قریب ہیں۔ بہرحال یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے)۔ اور ارشاد قدرت ہے: ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾ (اللہ کی کتاب میں بعض قرابتدار دوسرے بعض سے اولیٰ ہیں) یہ دو نہیں ہیں مگر خدا کی طرف سے دو فریضے اور انہوں نے کوئی چیز (عصبہ کیلئے) باقی چھوڑی ہے؟ (پھر کہا) نہ میں نے وہ بات کہی ہے جو تم نے سنی ہے اور نہ ہی طاؤس نے میری طرف سے یہ روایت نقل کی ہے۔ قاریہ بیان کرتے ہیں کہ بعد ازاں میں طاؤس سے ملا (اور میرے سوال پر) انہوں نے کہا کہ بخدا میں نے ابن عباس کی جانب سے یہ بات کبھی بیان نہیں کی۔ البتہ شیطان نے یہ بات لوگوں کی زبانوں پر ڈال دی ہے! سفیان کا بیان ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ طاؤس کے بیٹے عبداللہ کی کارستانی ہے کیونکہ وہ سلیمان بن عبدالملک کا خاتم بردار تھا اور ان لوگوں (بنی ہاشم) پر سخت حملے کرتا تھا۔ (التہذیب)

۴۔ نیز باسناد خود جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ سعد بن ربیع (صحابی) جنگ اُحد میں شہید ہو گئے۔ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی اہلیہ کے پاس (تعزیت کیلئے) تشریف لے گئے۔ اور اس نے سعد کی دو بیٹیاں حاضر کر کے کہا: یا رسول اللہؐ! ان کا باپ (سعد) تو جنگ اُحد میں شہید ہو گئے ہیں اور ان کے چچا نے (ان کے باپ کے) سب مال و اسباب پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مال کے بغیر تو ان کی شادیاں نہیں ہو سکتیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب خداوند عالم ان کے معاملہ کا فیصلہ فرمائے گا۔ چنانچہ خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يُوْصِيْكُـمُ اللّٰهُ فِىْٓ اَوْلَادِكُمْ...... الآية﴾ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ان بچیوں کے چچا کو بلوا بھیجا۔ فرمایا: (ان کے باپ کے مال سے) دو ثلث تو اس کی ان دو بیٹیوں کو دے اور ثمن (آٹھواں حصہ) اس کی بیوہ کو دے اور جو کچھ باقی بچ جائے وہ تیرا ہے۔ (ایضاً)

(چونکہ یہ روایت ہمارے آئین وراثت کے خلاف ہے۔ لہٰذا اس کی کوئی مناسب تاویل کرنا پڑے گی) جو چند طرح ہوسکتی ہے: (۱) ممکن ہے یہ منسوخ ہو۔ (۲) ممکن ہے وارثوں کی رضامندی سے بطور صلح ایسا کیا گیا ہو۔ (۳) ممکن ہے کہ چچا کی تالیف قلب کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا ہو۔ (ورنہ اولاد کی موجودگی میں عصبہ کو کچھ نہیں ملتا)۔

۵۔ مفسر عیاشی اپنی تفسیر میں ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ عثمان نے حضرت امام علی علیہ السلام کے ساتھ اس مسئلہ میں اختلاف کیا کہ جب کوئی شخص مر جائے اور اس کا کوئی عصبہ (باپ کی جانب سے رشتہ دار) نہ ہو۔ مگر اس کے دوسرے قرابتدار موجود ہوں۔ جن کا کوئی مخصوص حصہ مقرر نہیں ہے تو حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی وراثت انہی رشتہ داروں کو دی جائے گی۔ مگر عثمان نے کہا کہ میں تو بیت المال میں جمع کروں گا۔ (تفسیر عیاشی)

۶۔ نیز باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مرنے والے (غلام) کا کوئی قرابتدار موجود ہوتا تھا خواہ اس کا حصہ معیّن ہو یا نہ ہو۔ تو اس کی موجودگی میں حضرت امام علی علیہ السلام اس کے آقاؤں کو وراثت میں سے کچھ نہیں دیتے تھے اور فرماتے تھے: ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ خداوند عالم ان (موالی) کے مقام کو جانتا تھا اس لئے رشتہ داروں کے ہمراہ ان کے لئے کچھ مقرر نہیں کیا۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ بعض رشتہ دار دوسرے بعض رشتہ داروں سے وراثت کے زیادہ حقدار ہوتے ہیں کیونکہ جو اقرب ہوگا وہ اولیٰ ہوگا۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے پوچھا: آیا مرنے والے کا زیادہ قریب اس کی ماں ہے یا اس کے بھائی؟ پھر خود ہی جواب دیا: کیا ماں اس کے بھائی بہنوں سے زیادہ قریب نہیں ہے؟ (جب ہے اور یقیناً ہے تو پھر وہی اپنے بیٹے کی وارث ہوگی)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (میراث الابوین والاولاد باب ۵ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

والدین اور اولاد کی میراث کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل بیس (۲۰) باب ہیں)

باب ا

والدین اور اولاد کے ہمراہ سوائے میاں بیوی کے اور کوئی وارث شریک نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماں اور باپ کے ساتھ اور بیٹے اور بیٹی کے ساتھ سوائے میاں بیوی کے اور کوئی وارث (شریک وراثت) نہیں ہوتا۔ اور شوہر کا حصہ نصف سے کمتر نہیں ہوتا جبکہ اولاد نہ ہو۔ اور بیوی کا حصہ ربع سے کمتر نہیں ہوتا جبکہ اولاد نہ ہو۔ اور اگر ان دونوں کی اولاد موجود ہو تو پھر شوہر کو چوتھا اور بیوی کو آٹھواں حصہ ملتا ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود محمد بن سالم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مرنے والا اپنے پیچھے اپنا باپ یا ماں یا بیٹا یا بیٹی چھوڑ جائے تو جب ان چار میں سے کوئی چھوڑ جائے (تو وہی وارث ہوگا اور) یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو اللہ نے اس آیت میں مراد لئے ہیں: ﴿یَسْتَفْتُوْنَکَ فِی الْکَلٰلَةِ﴾۔(ایضاً)

۳۔ نیز باسنادِ خود حمزہ بن حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کلالہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: یہ تب ہوتا ہے کہ جب نہ اولاد ہو اور نہ ماں باپ۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسنادِ خود حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کلالہ سے پدری و مادری (سگے) بھائی بہن اور صرف پدری یا صرف مادری بھائی بہن مراد ہیں جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے: ﴿یَسْتَفْتُوْنَکَ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌ هَلَکَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَکَ ۚ وَهُوَ یَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ و قال وَاِنْ کَانَ رَجُلٌ یُّوْرَثُ کَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ کَانُوْۤا اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَهُمْ شُرَکَآءُ فِی الثُّلُثِ﴾ (ترجمہ: تجھ سے کلالہ کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ خدا تمہیں کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی مرد مر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو ہاں البتہ اس کی ایک بہن موجود ہو تو اسے اس کا نصف

ترکہ ملے گا اور اگر بہن مر جائے تو اس کی اولاد نہ تو وہ بھائی اس کا وارث قرار پائے گا اور اگر مرنے والے کی دو بہنیں ہوں تو ان کو متوفی کے ترکہ کا دو تہائی ملے گا اور اگر بہن بھائی اکٹھے ہوں تو ہر مرد کو عورت سے دوگنا ملے گا نیز فرماتا ہے کہ اگر کوئی مرد بطور کلالہ وارث ہو یا عورت اور اس کی ایک بہن اور ایک بھائی ہو تو اس میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر ایک سے زائد ہوئے تو وہ ایک ثلث میں باہم شریک ہوں گے)۔(ارشاد شیخ مفید)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جب ذکور واناث (لڑکے لڑکیاں) اکٹھے ہو جائیں تو پھر لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ملتا ہے۔ اور یہی حکم بھائیوں (بہنوں) اور دادا دادی اور چچاؤں اور ان کی اولاد کا ہے سوائے بعض مستثنیٰ صورتوں کے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احول سے مروی ہے کہ ابن ابی العوجا (ملحد) نے (اسلامی قانونِ وراثت پر زبانِ اعتراض دراز کرتے ہوئے) کہا کہ بیچاری مسکین اور کمزور عورت کو ایک حصہ ملتا ہے اور مرد کو (جو کہ طاقتور ہے) دو حصے ملتے ہیں؟ راوی کا بیان ہے کہ جب کچھ لوگوں نے ابن ابو العوجاء کی یہ بات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک پہنچائی تو آپؑ نے فرمایا: عورت پر نہ جہاد ہے، نہ نان ونفقہ اور نہ خون بہا، اس لئے اس کے لئے ایک حصہ ہے اور مرد (جس کے ذمے یہ فرائض ہیں) اس کیلئے دو حصے ہیں۔(الفروع، التہذیب، المحاسن)

(مخفی نہ رہے کہ یہی سوال فہکی نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے کیا تھا اور یہی جواب امام علیہ السلام نے دیا تھا)۔

۲۔ نیز باسناد خود یونس بن عبد الرحمٰن نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کیا وجہ ہے کہ جب آدمی مر جائے تو اس کی اولاد ذکور کو دوگنا اور اناث کو جبکہ وہ کمزور ہیں ایک اکہرا حصہ دیا جاتا ہے؟ فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے رزق کے معاملہ میں مردوں کو عورتوں پر برتری عطا کی ہے اور عورتوں کو مردوں کی عیالداری میں دیا ہے۔(اور ان کا نان ونفقہ مردوں پر واجب قرار دیا ہے مگر عورتوں پر مردوں کا نان ونفقہ واجب نہیں ہے)۔(الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبد اللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کس وجہ سے ایک مرد کی وراثت دو عورتوں کے برابر قرار دی گئی ہے؟

فرمایا: اس لئے کہ خدا نے عورت کے لئے حق مہر مقرر کیا ہے (جو کہ مرد کو ادا کرنا پڑتا ہے)۔ (الفقیہ، التہذیب)

۴۔ نیز باسناد خود علی بن سالم سے اور وہ اپنے والد (سالم) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ مرد کی وراثت کس طرح عورت سے دوگنا قرار پائی ہے؟ امامؑ نے (اقناعی جواب دیتے ہوئے) فرمایا: وہ دانے جو جنت میں جناب آدم و حوا نے کھائے تھے وہ کل اٹھارہ تھے جن میں سے بارہ جناب آدمؑ نے کھائے۔ اور چھ جناب حوا نے اس لئے مرد کی میراث عورت سے دوگنا زیادہ قرار پائی۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

۵۔ مفسر عیاشی باسناد خود مفضل بن صالح سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) دربار میں اپنا حق طلب کرنے گئیں..... اور دربار کی طرف سے کہا گیا کہ نبیوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا تو بی بی نے فرمایا: کیا تم اللہ کا انکار کر رہے ہو اور اس کی کتاب کو جھٹلا رہے ہو جو فرما رہا ہے: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ﴾۔ (تفسیر عیاشی)

باب ۳

وہ مخصوص چیزیں (حبوہ) جن سے بلا شرکت غیرے مرنے والے کے صرف بڑے بیٹے کو نوازا جاتا ہے اور حبوہ کے احکام؟

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ربعی بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص مر جائے تو اس کی خاص تلوار، اس کا خاص قرآن، اس کی خاص انگوٹھی، اس کی خاص کتابیں، اس کی خاص سواری اور اس کا خاص لباس اس کے بڑے بیٹے کو دیا جائے گا۔ اور اگر اس کی سب اولاد سے بڑی اولاد لڑکی ہو تو اس کے بیٹوں میں سے بڑے بیٹے کو دیا جائے گا۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ ایک دوسری روایت میں جو بروایت ربعی بن عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے: اس میں ان چیزوں کے علاوہ مرنے والے کی خاص زرہ کا بھی تذکرہ موجود ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود شعیب عقرقوبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب کوئی آدمی وفات پا جائے تو اس کی خاص تلوار، سامانِ سفر اور زیب بدن کرنے

والے کپڑے اس کے بیٹے (یعنی بڑے بیٹے) کے لئے ہیں۔ (التہذیب، الفقیہ)

۴۔ نیز باسناد خود علی بن اسباط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ آپ (قرآن میں دو یتیم بچوں کے) کنز (خزانہ) کا تذکرہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر یہ تحریر کندہ تھی: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ﴾۔ تعجب ہے اس شخص سے جسے موت کا یقین ہے وہ کس طرح خوش ہوتا ہے؟ اس شخص پر تعجب ہے کہ جو قضا و قدر پر یقین رکھتا ہے وہ کیسے غمناک ہوتا ہے، اس شخص پر تعجب ہے جو دنیا اور اس کے انقلابات کو دیکھ رہا ہے وہ کس طرح اس کی طرف رغبت کرتا ہے، اور جو شخص خدا کی طرف سے سمجھ بوجھ رکھتا ہے اسے چاہئے کہ رزق کے معاملہ میں خدا کو دیر و درنگ کا مستوجب قرار نہ دے۔ اور اس کی قضا و قدر (یعنی اپنے فیصلوں میں) اسے متہم نہ کرے۔ حسین بن اسباط نے عرض کیا کہ وہ تختی کدھر گئی؟ فرمایا: ان دو بھائیوں میں سے بڑے بھائی کو ملی۔ (التہذیب)

۵۔ نیز باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب آدمی مر جائے تو اس کے گھر کے مال و متاع میں سے اس کا وہ مال کون سا ہے؟ (جس میں وراثت جاری نہیں ہوتی بلکہ بڑے بیٹے کو دیا جاتا ہے؟) فرمایا: تلوار، اسلحہ اور پہننے والے کپڑے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (جلد ۱۵ احکام اولاد کے سلسلہ میں) گزر چکی ہیں اور وہاں یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ جڑواں لڑکوں میں سے بڑا وہ ہوتا ہے جو بعد میں پیدا ہوتا ہے۔ (واللہ العالم)

باب ۴

جب ایک ہی بیٹی وارث ہو تو وہ سارے مال کی وارث ہوگی (نصف کی بالفرض اور نصف کی بالرد) اور دو بیٹیوں یا چند بیٹیوں کا بھی یہی حکم ہے؟ اور ایسا ہی اس وقت ہوگا جب ایک لڑکا یا ایک سے زائد وارث ہوں؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (علم و عمل کے) وارث ہوئے تھے اور آپؐ کے ترکہ کی وارث جناب خاتونِ قیامت ہوئی تھیں۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، بصائر الدرجات)

۲۔ نیز باسناد خود حمزہ بن حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی

خدمت میں عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث کون بنا تھا؟ فرمایا: حضرت فاطمہ (علیہا السلام) بنی، آپؐ کے گھر کے ساز و سامان، گھٹیا سامان اور جو کچھ آپؐ کی ملکیت میں تھا اس کی وارث بنی تھیں۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ نہیں۔ بخدا! حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث سوائے جناب خاتون قیامت (سلام اللہ علیہا) کے اور کوئی نہیں بنا نہ (آپ کے چچا) عباسؓ اور نہ ہی (چچازاد) حضرت علی علیہ السلام۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو اسلحہ وغیرہ حاصل کیا تھا وہ صرف (بیچ کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرضہ ادا کرنے کے لئے وبس۔ (الفقیہ)

۴۔ نیز باسنادخود علی بن حمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ میرا ایک پڑوسی تھا جو چند بیٹیاں چھوڑ کر مر گیا ہے تو؟ فرمایا: اس کا سب مال ومنال انہی بیٹیوں کا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن قاسم بن فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص مر گیا اور اپنے پیچھے صرف ایک رشتہ دار عورت چھوڑ گیا جس کے سوا اور اس کا کوئی رشتہ دار نہیں ہے تو؟ فرمایا: سارا مال اسی کے حوالے کیا جائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۶۔ جناب علی بن عیسیٰ اربلی اپنی کتاب کشف الغمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حسن بن علی وشاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا حضرت امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فدک کے علاوہ بھی کچھ مال ومتاع چھوڑ گئے تھے؟ فرمایا: ہاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ تو مدینہ میں باغات چھوڑ گئے تھے جنہیں آپ نے صدقہ کر دیا تھا۔ اور ان کے علاوہ چھ گھوڑے، اور عضباء، صہباء اور دیباج نامی تین اونٹنیاں اور دلدل نامی دو خچر، یعفور نامی ایک گدھی اور دودھ دینے والی دو بکریاں اور دودھ دینے والی چالیس اونٹنیاں اور ذوالفقار نامی تلوار، ذات الفضول نامی زرہ، سحاب نامی عمامہ، دو یمنی چادریں، فاضل نامی انگوٹھی، ممشوق نامی چھڑی، لیف خرمہ سے بھرے ہوئے چند لحاف، دو قطوانی عبائیں اور چمڑے کا تکیہ اور یہ سب چیزیں حضرت خاتون قیامت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ملیں سوائے زرہ، تلوار، عمامہ اور انگوٹھی کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ چیزیں (اپنے حین حیات میں) حضرت امیر علیہ السلام کو دے کر گئے تھے۔ (کشف الغمہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد

(آئندہ باب میں) آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

اولاد کی موجودگی میں زوجین اور والدین کے سوا اور کوئی وارث نہیں ہوتا نہ بھائی، نہ چچے اور نہ عصبہ (باپ کی جانب سے رشتہ دار)۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو ایک بیٹی اور ایک سگی بہن چھوڑ کر مر گیا تھا۔ فرمایا: سارا مال اس کی بیٹی کا ہے اور بہن کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن خداش منقری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص مر گیا ہے اور ایک بیٹی اور بھائی چھوڑ گیا ہے تو؟ فرمایا: سارا مال اس کی بیٹی کا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود برید عجلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنے پیچھے ایک بیٹی اور ایک چچا چھوڑ کر مر جاتا ہے تو؟ فرمایا: مال سارا اس کی بیٹی کا ہے اور بیٹی کی موجودگی میں چچا کے لئے کچھ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن محرز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص وفات پا گیا۔ اور اپنے پیچھے ایک بیٹی اور ایک سگی بہن چھوڑ گیا تو؟ فرمایا: سارا مال بیٹی کا ہے اور سگی بہن کو کچھ نہیں ملے گا۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ماں اور بھائی چھوڑ کر فوت ہو گیا ہے تو؟ فرمایا: اے شیخ! تم کتاب اللہ کے مطابق وراثت چاہتے ہو؟ عرض کیا: ہاں۔ فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام اقرب فالاقرب کو مال عطا کرتے تھے۔ راوی نے عرض کیا تو پھر بھائی وارث نہیں بنے گا؟ فرمایا: میں تجھے بتا چکا ہوں کہ حضرت امام علی علیہ السلام اقرب فالاقرب کو مال دیتے تھے (بنا بریں چونکہ ماں اقرب ہے لہٰذا وہی وارث قرار پائے گی)۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں ایک شخص مر گیا جو کہ کھجوریں بیچا کرتا تھا تو اس کی موت کے بعد اس کے چچا نے اس کی کھجوروں پر قبضہ کر لیا جبکہ اس کی ایک بیوی اور چند بیٹیاں موجود تھیں۔ تو اس کی بیوہ

بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئی اور سارا ماجرا بیان کیا۔ تب اللہ نے میراث کا حکم نازل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چچا سے وہ کھجوریں لے کر مرحوم کی بیٹیوں کو دیں۔ (التہذیب)

۷۔ نیز باسناد خود محمد بن الحسن اشعری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے چچازاد بھائیوں میں سے دو آدمیوں کے درمیان وراثت کے بارے میں جھگڑا پیدا ہو گیا تو۔ میں نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ امام وقت (حضرت امام علی رضا علیہ السلام) کو خط لکھ کر فیصلہ کرائیں۔ چنانچہ انہوں نے ان کی خدمت میں خط لکھا اور میں نے مزید تاکید کی کہ مولا! آپ جواب میں خالص حق بات تحریر فرمائیں تاکہ ہم اس پر عمل کر سکیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایک عورت ایک شوہر، ایک بیٹی اور ایک سگی بہن چھوڑ کر مرگئی ہے تو؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: تمہارا خط مل گیا ہے اور جو کچھ تم نے لکھا ہے میں نے اسے سمجھ لیا ہے۔ لہٰذا اس صورت میں ایک ربع (چوتھا حصہ) مرحومہ کے شوہر کو ملے گا اور باقی سارا ترکہ اس کی بیٹی کا ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہانی بن محمد بن محمود عبدی سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہارون عباسی کے پاس تشریف لے گئے، ہارون نے آپ سے کئی مسائل دریافت کئے اور آپؑ نے جوابات دیئے۔ منجملہ ان مسائل کے ایک یہ مسئلہ بھی تھا کہ تم بنی ہاشم کو ہم بنی عباس پر کیا فضیلت ہے جبکہ ہم ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں یعنی ہم عباس کی اولاد ہیں اور تم ابو طالبؑ کی اور یہ دونوں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے۔ اور ان کی آپ سے برابر کی رشتہ داری تھی؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہم تم سے زیادہ قریب ہیں کیونکہ جناب عبداللہ اور جناب ابو طالبؑ دونوں سگے بھائی تھے۔ مگر جناب عباس ان کے سوتیلے بھائی تھے۔ اس کے بعد ہارون نے کہا: جب پیغمبر خداؐ کا چچا (عباس) موجود تھا تو تم چچازاد ہو کر کس طرح پیغمبرؐ کے وارث قرار پائے جبکہ چچا حاجب اور مانع ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ جب پیغمبر خداؐ کا انتقال ہوا تو ابو طالبؑ وفات پا چکے تھے اور عباس زندہ تھے! امام علیہ السلام نے فرمایا: جان کی امان پاؤں تو حقیقت الامر بیان کروں؟ ہارون نے کہا کہ امان ہے۔ تب امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مرنے والے کی جب صلبی اولاد موجود ہو خواہ نر ہو یا مادہ تو اس کی موجودگی میں والدین اور زوجین کے سوا اور کوئی وارث نہیں نہ چچا اور نہ کوئی اور نہ ہی قرآن وسنت مین اس کا کوئی ثبوت ہے۔ صرف بنی تیم و بنی عدی اور بنی امیہ نے بلا دلیل و برہان کہہ دیا کہ چچا اور دوسرے باپ کی طرف سے رشتہ دار وارث ہوتے ہیں جس کا قرآن وسنت میں کوئی نام ونشان موجود نہیں ہے (مطلب یہ کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت جب ان کی بیٹی خاتون قیامتؑ موجود تھیں تو کسی اور کی وراثت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا)۔ نیز پیغمبر اسلام

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو کسی کا وارث قرار نہیں دیا جس نے ہجرت نہیں کی۔ جیسا کہ ارشاد قدرت ہے: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّى يُهَاجِرُوا﴾۔ اور ہمارے چچا عباسؓ نے اس وقت تک ہجرت نہیں کی تھی الحدیث۔ (عیون الاخبار، الاحتجاج)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

اولاد اور بھائیوں وغیرہ میں جو مادہ ہیں (جیسے بیٹی اور بہن) تو ان کا حصہ مرد سے زیادہ نہیں ہوگا جبکہ ان کی جگہ نر موجود ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بکیر بن اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مادہ کا حصہ خواہ بہن ہو یا بیٹی، بھائی ہو یا بیٹا سے زیادہ نہیں ہوگا جبکہ وہ ان کی جگہ پر ہوں۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود بکیرؒ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ عورت کا حصہ کبھی مرد سے زیادہ نہیں ہوسکتا۔ اگر مرد اس کی جگہ پر ہوتا۔ موسیٰ بن بکیر کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک یہ ایک ثابت حقیقت ہے جس میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

اولاد کی اولاد اپنے ماں باپ کی قائمقام ہوتی ہے اور وہ اپنے ماں باپ کا حصہ پاتی ہے اور ہر اقرب ابعد کو روکتا ہے اور وہ والدین کے ساتھ[1] شریک ہوتے ہیں۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

---

[1] یہ بات مشہور فتویٰ کے خلاف ہے کیونکہ میت کے ماں باپ موجود ہوں جو کہ پہلے طبقہ سے تعلق رکھتے تو دوسرے طبقہ تک یعنی اولاد کی اولاد تک نوبت نہیں پہنچتی۔ نیز اس باب میں کوئی روایت بھی ایسی مذکور نہیں ہے جو اس دعویٰ پر دلالت کرے بلکہ بہت سی حدیثیں اس کے خلاف موجود ہیں اور یہاں مذکور بھی ہیں۔ فتدبر۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کرتے ہیں فرمایا: (میت کی) بیٹی کی بیٹیاں (اپنے نانا نانی کی) وارث ہوں گی جبکہ (میت کی) بیٹیاں موجود نہ ہوں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (مرنے والے) کے بیٹے کا بیٹا اپنے باپ کا قائمقام ہوگا اور اپنے دادا کی وراثت پائے گا جبکہ مرنے والے کا کوئی بیٹا (یعنی پوتے کا چچا) موجود نہ ہو۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سعد بن ابی خلف سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (میت) کی بیٹی کی بیٹیاں وہ اپنی ماں کی قائمقام ہو کر (اپنی نانی) کی میراث پائیں گی جبکہ میت کی اور کوئی بیٹی نہ ہو اور ان کے سوا اور کوئی وارث بھی نہ ہو۔ اور (میت کے) بیٹے کی بیٹیاں اپنے والد کے قائمقام ہوں گی (اور اپنے دادا، دادی کی) وراثت حاصل کریں گی جبکہ میت کی ان کے سوا اور کوئی اولاد نہ ہو۔ اور کوئی دوسرا بھی وارث نہ ہو۔ (کتب اربعہ)

۴۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیٹے کا بیٹا (پوتا) اس وقت (دادا) کا وارث ہوتا ہے جبکہ اس کی صلبی اولاد (ذکور واناث) موجود نہ ہو۔ نیز فرمایا: اور بیٹی کی بیٹی اس وقت (اپنے دادا کی) وارث ہوتی ہے جب مرنے والے کی کوئی صلبی اولاد (ذکور واناث) موجود نہ ہو۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سالم اشل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم نے تمام (ہم طبقہ) سے وارثوں کے ساتھ والدین کو شریک کیا ہے اور ان کے حصہ کو کبھی ایک سدس (چھٹے حصہ) سے کم نہیں کیا اور میاں بیوی کو بھی سب طبقات کے وارثوں کے ساتھ شامل کیا ہے اور کبھی ان کے حصہ کو ربع اور ثمن (چوتھے اور آٹھویں) سے کم نہیں کیا۔ (التہذیب)

۶۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کے بیٹے کی بیٹی (پوتی) بہ نسبت بیٹی کی بیٹی (نواسی) کے میت کے زیادہ قریب ہے۔ (ایضاً، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ بیان کی جا چکی ہے کہ یہ موافق عامہ ہونے کی وجہ سے تقیہ پر محمول ہے۔

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن ابو خلف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ جب (میت کی) بیٹی کی بیٹیاں اور (ان کا) جد (نانا) اکھٹے ہو جائیں تو؟

فرمایا: ایک سدس جد کا ہے اور باقی مال نواسیوں کا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی تقیہ پر محمول ہے کیونکہ جب میت کا ایک باپ موجود ہو (جو کہ پہلے طبقہ سے تعلق رکھتا ہے) تو نواسے اور نواسیاں وارث نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کا تعلق دوسرے طبقہ سے ہے۔

باب ۸

جب اولاد کی اولاد (پوتے پوتیاں، دھوتے دھوتیاں) موجود ہوں تو پھر بھائی وغیرہ وراثت حاصل نہیں کرتے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الحسن صفار سے روایت کرتے ہیں کہ موصوف نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص وفات پا گیا ہے اور اپنے پیچھے ایک پوتی اور ایک سگا بھائی چھوڑ گیا ہے تو میراث کس کو ملے گی؟ امام علیہ السلام نے جواب میں اپنے دستخطوں سے لکھا ہے کہ میراث اس کو ملے گی جو میت کے زیادہ قریب ہے (یعنی پوتی کو) انشاء اللہ۔

(الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود برید کناسی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارا بیٹا تمہارے پوتے کی نسبت اقرب و اولیٰ ہے اور تمہارا پوتا بہ نسبت تمہارے بھائی کے تم سے اولیٰ و اقرب ہے۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (پہلے باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

جب (میت کے) ماں باپ دونوں موجود ہوں تو ماں کو ایک ثلث ملے گا بشرطیکہ (میت کی) اولاد اور بھائیوں میں سے کوئی مانع نہ ہو۔ (ورنہ ایک سدس ہوگا) اور باقی مال باپ کو ملے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو ماں باپ چھوڑ کر مر جائے؟ کہ ماں کو ایک ثلث اور باقی دو ثلث باپ کو ملیں گے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو والدین چھوڑ کر مر گیا تھا فرمایا: ایک ثلث ماں کو ملے گا اور باقی سارا مال باپ کو ملے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

اگر مرنے والے کے بھائی موجود ہوں بشرطیکہ سگے ہوں یا صرف پدری ہوں (تو اگرچہ وہ خود تو وارث نہیں ہوتے مگر) ماں کو ایک ثلث لینے سے مانع ہوتے ہیں لہٰذا اب وہ ایک سدس لے گی لیکن صرف مادری بھائی مانع نہیں ہوتے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ صرف مادری بھائیوں کے متعلق فرما رہے تھے کہ وہ (میت کی) ماں کو ایک ثلث حاصل کرنے سے مانع نہیں ہوتے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے زرارہ! تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو صرف ایک مادری بھائی اور والدین چھوڑ کر مر جائے؟ زرارہ نے عرض کیا کہ ایک سدس اس کی ماں کو ملے گا اور باقی سب باپ کو۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تم نے یہ بات کہاں سے لی ہے؟ زرارہ نے عرض کیا کہ میں نے خدا کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرما رہا ہے: ﴿فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ﴾ (کہ اگر مرنے والے کے بھائی ہوں تو پھر ماں کو ایک سدس ملے گا)۔ فرمایا: افسوس ہے تم پر اے زرارہ! وہ بھائی جو ماں کو ایک ثلث حاصل کرنے سے مانع ہوتے ہیں وہ پدری (یا پھر پدری و مادری) بھائی ہیں۔ اور اگر وہ صرف مادری بھائی ہوں تو پھر وہ ماں کو ایک ثلث لینے سے مانع نہیں ہوتے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو والدین اور صرف مادری بھائی چھوڑ کر فوت ہوا تھا فرمایا: خداوند عالم اس سے اجل واکرم ہے کہ ماں کو اولاد کی کثرت سے نوازے اور پھر اس کے حصہ (ایک ثلث) میں کمی کرے؟ (التہذیب)

۴۔ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس عورت کے بارے میں جو شوہر، ماں باپ اور بھائی چھوڑ کر فوت ہوئی تھی فرمایا: اس کی وراثت چھ حصوں پر تقسیم ہوگی۔ نصف یعنی تین حصے تو شوہر لے جائے گا اور دو حصے اس کے باپ کو ملیں گے اور ایک سدس اس کی ماں کو ملے گا۔ فرمایا: اگرچہ بھائیوں کو کچھ نہیں ملے گا مگر وہ ماں کے حصہ کو کم اور باپ کے حصہ کو زیادہ ضرور کریں گے جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ﴿فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ﴾۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ﴾ کے بارے میں فرمایا: اس سے پدری و مادری (سگے بھائی) اور صرف پدری بھائی مراد ہیں۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

وہ بہن بھائی جو ماں کو ایک سدس سے زیادہ میراث حاصل کرنے سے مانع ہوتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ بھائی ہوں تو دو سے یا ایک بھائی اور دو بہنوں سے یا چار بہنوں سے کم نہ ہوں۔

(اس باب میں سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالعباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مرنے والا دو بھائی (پدری و مادری یا صرف پدری) چھوڑ کر مر جائے تو یہ اخوہ (کئی بھائی) متصور ہوں گے اور ماں کو ایک ثلث حاصل کرنے سے مانع ہوں گے اور اگر صرف ایک بھائی ہو تو وہ مانع نہیں ہوگا فرمایا: اور اگر چار بہنیں موجود ہوں تو وہ ماں کو ایک ثلث حاصل کرنے سے مانع ہوں گی۔ کیونکہ یہ چار بہنیں بمنزلہ دو بھائیوں کے ہیں۔ اور اگر تین بہنیں ہوئیں تو پھر مانع نہیں ہوں گی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود فضل ابوالعباس بقباق سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماں کو ایک ثلث ترکہ حاصل کرنے سے نہیں روکتے۔ مگر کم از کم دو بھائی یا چار بہنیں۔ جو سگے ہوں یا صرف پدری ہوں۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جبکہ میت کی اولاد نہ ہو تو ماں کو ایک ثلث ترکہ حاصل کرنے سے مانع نہیں ہوتے مگر دو بھائی یا چار بہنیں (اور اگر اس سے کم ہوں تو وہ حاجب نہیں ہوتے)۔ (ایضاً)

۴۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں ابوالعباس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک بھائی یا ایک بہن ماں کو ایک ثلث ترکہ حاصل کرنے سے مانع نہیں ہوتے جب تک دو بھائی یا ایک بھائی اور دو بہنیں نہ ہوں۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ﴾۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

(میت کے) بھائی ماں کو اس وقت ایک ثلث حاصل کرنے سے مانع ہیں جب باپ موجود ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماں کا حصہ کبھی ایک ثلث سے کم نہیں ہوتا مگر اس وقت کہ جب میت کی اولاد موجود ہو یا بھائی موجود ہوں بشرطیکہ باپ زندہ ہو۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود حسن بن صالح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک غیر مدخولہ عورت شوہر، ماں، اور دو پدری و مادری بھائی اور ایک نانا چھوڑ کر مرگئی تو اس کی وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ فرمایا: نصف ترکہ تو اس کے شوہر کو دیا جائے گا اور باقی ماندہ تمام ترکہ اس کی ماں کو دیا جائے گا۔ اور اس کے نانا کو کچھ نہیں دیا جائے کیونکہ اس کی بیٹی یعنی میت کی ماں اس کے لئے مانع ہے اور نہ ہی کچھ اس کے بھائیوں کو دیا جائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

وہ بھائی جو ماں کو ایک ثلث حاصل کرنے سے مانع ہوتے ہیں ان سے مراد وہ بھائی ہیں جو پیدا ہو چکے ہوں نہ وہ جو ہنوز حمل کی صورت میں ہوں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علا بن فضل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طفل صغیر اور نومولود نہ تمہارے لئے مانع ہوتے ہیں اور نہ ہی وارث ہوتے مگر اذن صریح کے ساتھ اور جسے پیٹ ہنوز اپنے اندر چھپائے ہوئے ہے (جنین) وہ بھی (نہ وارث ہوتا ہے اور نہ مانع)۔ مگر وہ کہ

جس پر لیل ونہار گردش کریں (پیدا ہو جائے)۔ (اور نہ ہی ماں کو اس کے ثلث سے نہ مادری بھائی مانع ہوتے ہیں اور نہ بہنیں خواہ جس قدر ہوں۔ اور اگر مانع ہوتے ہیں تو دو بھائی یا ایک بھائی اور دو بہنیں یا چار بہنیں جبکہ پدری و مادری ہوں یا صرف پدری۔ اور غلام نہ وارث ہوتا ہے اور نہ مانع ہوتا ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

باب ۱۴

(میت کے بھائی) جب غلام ہوں تو وہ ماں کو مانع نہیں ہوتے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا غلام اور مشرک جبکہ وارث نہ بن سکیں تو مانع بن سکتے ہیں؟ فرمایا: نہیں۔ (التہذیب)

(نوٹ) بعینہ یہی دوسری دو حدیثوں کا مضمون ہے۔ (فتدبر)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۵

اگر (میت کا) کافر بھائی موجود ہو تو وہ ماں کو (ایک ثلث) حاصل کرنے سے مانع نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن صالح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمان آدمی کافر کے لئے مانع بھی ہوتا ہے اور اس کا وارث بھی لیکن کافر آدمی نہ مسلمان کے لئے مانع ہوتا ہے اور نہ ہی اس کا وارث ہوتا ہے۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ نیز حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ امام معصوم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اسلام خود کو بلند کرتا ہے اور اس پر کسی کو بلند نہیں کیا جا سکتا۔ اور کافر لوگ نہ مانع ہوتے ہیں اور نہ ہی وارث ہوتے ہیں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱، از موانع ارث میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۶

جب (میت کے) ماں باپ کے ہمراہ شوہر یا بیوی بھی موجود ہوں تو ان کو ان کا پورا حصہ ملے گا اور اگر کوئی مانع نہ ہو تو ماں کو ایک ثلث ورنہ سدس ملے گا اور باقی ترکہ باپ کا ہوگا۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر

علیہ السلام نے مجھے صحیفۂ فرائض پڑھایا۔ جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا املا کرایا ہوا اور حضرت امام علی علیہ السلام کے مقدس ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ پس میں نے اس میں پڑھا کہ اگر کوئی عورت اپنا خاوند اور ماں باپ چھوڑ کر مر جائے تو نصف ترکہ تو اس کے خاوند کو ملے گا۔ (یہ ہوگئے تین حصے) اور ماں کو ایک ثلث ملے گا (یہ ہوگئے دو حصے) اور ایک سدس باپ کو ملے گا۔ (یہ ہوگیا ایک حصہ)۔ (الفقیہ، التہذیب، الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود اسماعیل جعفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اپنے پیچھے ایک بیوی اور والدین چھوڑ کر مر گیا ہے تو؟ فرمایا: اس کے ترکہ میں ایک ربع (چوتھا حصہ) تو اس کی بیوی کا ہے اور ایک ثلث (ایک تہائی) اس کی ماں کی ہے اور باقی ترکہ باپ کا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت اپنا شوہر اور ماں باپ چھوڑ کر فوت ہو جاتی ہے تو؟ فرمایا: شوہر کو ترکہ کا نصف، ماں کو ثلث اور باپ کو سدس ملے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ نیز باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس عورت کے بارے میں جو ماں باپ اور خاوند چھوڑ کر وفات پا گئی فرمایا: اس کا نصف ترکہ تو اس کے خاوند کو ملے گا اور ماں کو ایک سدس اور باقیماندہ باپ کو ملے گا۔ (التہذیب)

(چونکہ یہ روایت ہمارے مسلمہ قانونِ وراثت کے خلاف ہے اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ یہ اس صورت پر محمول ہو کہ جب میت کے بھائی موجود ہوں۔ واللہ العالم۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

(میت کے) ماں باپ کی میراث اس کی اولاد کے ہمراہ اور ان (والدین) میں سے ایک کی میراث ان (اولاد) میں سے ایک کے ہمراہ؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے وہ صحیفۂ فرائض و مواریث دکھایا جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی املاء اور حضرت امیر

علیہ السلام کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ میں نے اس میں لکھا ہوا پایا کہ اگر کوئی شخص ایک بیٹی اور ایک ماں چھوڑ کر مر جائے تو ترکہ کا نصف تو بیٹی کا ہے یعنی تین حصے۔ اور ماں کا ایک سدس ہے یعنی ایک حصہ (اس طرح جو دو حصہ باقی بچے گا ان کے پانچ حصے کئے جائیں گے دو ماں کو بالرد اور تین بیٹی کو بالرد ملیں گے)............ ابن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس (صحیفہ) میں یہ بھی پڑھا کہ جب کوئی شخص ایک بیٹی اور باپ چھوڑ کر مر جائے تو اس کی وراثت اس طرح تقسیم ہوگی کہ ترکہ کا نصف یعنی تین حصے بیٹی کو اور ایک سدس باپ کو ملے گا (جو دو حصے باقی بچے گا انہیں بطریق مذکور بالرد دونوں پر تقسیم کیا جائے گا)........ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس صحیفہ میں یہ بھی پڑھا کہ اگر کوئی شخص والدین اور ایک بیٹی چھوڑ کر مر جائے تو ترکہ کا نصف حصہ اس کی بیٹی کو ملے گا۔ اور والدین میں سے ہر ایک کو ایک ایک سدس ملے گا۔ اور باقی (ایک چوتھائی) پانچ حصوں پر تقسیم کی جائے گی تین حصے بیٹی کو ملیں گے اور دو حصے والدین کو۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حمران بن اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو ایک بیٹی اور ماں چھوڑ کر مرا تھا فرمایا: میت کا نصف ترکہ یعنی تین حصہ تو اس کی بیٹی کو ملے گا اور ایک سدس یعنی ایک حصہ اس کی ماں کو ملے گا۔ اور جو دو حصے باقی بچیں گے ان کے بھی یہی بیٹی اور ماں بہ نسبت چچا اور (بھائی) بھتیجا اور عصبہ کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ بیٹی اور ماں کا حصہ مقرر ہے۔ مگر ان (چچا وغیرہ) کا نہیں لہٰذا یہ دو حصے انہی کو بالرد دیا جائے گا (بطریق مذکور)۔ (التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے صحیفۂ فرائض دکھایا پس اس میں لکھا تھا کہ ماں باپ کو کبھی بھی ایک ایک سدس سے کم نہیں ملتا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو دو بیٹیاں اور ایک باپ چھوڑ کر مرا تھا فرمایا: باپ کو تو ایک سدس ملے گا۔ اور باقی ترکہ دونوں بیٹیوں کو ملے گا۔ نیز فرمایا: اور اگر مرنے والا باپ کے ساتھ کئی بیٹیاں اور کئی بیٹے چھوڑ کر مرے تو باپ کا حصہ تو ایک سدس سے کم نہیں ہوگا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر مرنے والا کئی بیٹیاں، کئی بیٹے اور ماں چھوڑ کر مرے تو؟ فرمایا: ایک سدس ماں کو ملے گا اور باقی اولاد کو اور وہ بھی اسطرح کہ ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ملے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

والدین کی میراث اولاد اور میاں بیوی میں سے ایک کے ہمراہ؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن اذینہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے زرارہ سے کہا میں نے محمد بن مسلم اور بکیر کو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ روایت بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ آپؑ نے اس صورت کے بارے میں کہ جب کوئی مرنے والی اپنے پیچھے خاوند، ماں باپ اور ایک بیٹی چھوڑ جائے تو شوہر کو ایک چوتھائی یعنی بارہ حصوں میں سے تین حصے اور ماں باپ کو ایک ایک سدس یعنی بارہ حصوں میں سے دو دو حصے (کل چار حصے)۔ اور باقیماندہ پانچ حصے (بارہ حصوں میں سے) تو وہ لڑکی کو ملیں گے..... کیونکہ اگر لڑکا بھی ہوتی تو اسے بھی بارہ حصوں میں سے یہی پانچ حصے ملنے تھے۔ کیونکہ اگر لڑکا بھی ہوتی تو اسے بھی بارہ حصوں میں سے یہی پانچ حصے ملنے تھے۔ اور اگر دو لڑکیاں ہوتیں تو انہیں بھی یہی پانچ حصے ہی ملتے اور اگر ان کی جگہ دو لڑکے بھی ہوتے تو ان کو بھی بارہ میں سے یہی حصے ہی ملتے۔ عمر بن اذینہ بیان کرتے ہیں یہ بیان سن کر زرارہ نے کہا: یہ بالکل حق ہے اور صحیح ہے۔ (اور کہا) اگر تم عول سے بچنا چاہتے ہو۔ تو اس کا طریقۂ کار بھی یہی ہے کہ یہ نقصان اور کمی انہی وارثوں پر وارد ہوگی جن کو کبھی کبھار زیادہ ملتا ہے جیسے اولاد اور سگی بہن۔ لیکن جہاں تک زن و شوہر اور مادری بھائیوں کا تعلق ہے تو خداوند عالم نے ان کا جو حصہ معیّن کر دیا ہے اس میں کبھی کمی واقع نہیں ہو سکتی۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ اس بات میں ہمارے اصحاب میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک عورت شوہر، ماں اور دو بیٹیاں چھوڑ کر مر گئی تو؟ فرمایا: شوہر کو ایک چوتھائی ملے گی، اور ماں کو ایک سدس اور جو کچھ باقی بچے گا وہ دونوں بیٹیوں کا ہوگا کیونکہ ان کی جگہ دو بیٹے بھی ہوتے تو ان کو بھی یہی باقیماندہ ترکہ ہی ملنا تھا۔ اور عورت کا حصہ مرد کے حصہ سے کبھی زیادہ نہیں ہوتا۔ اور اگر مرنے والا ماں یا باپ اور بیوی اور ایک بیٹی چھوڑ کر مرے تو فریضہ چوبیس حصوں پر تقسیم ہوگا جس میں سے بیوہ کو ایک ثمن یعنی چوبیس حصوں میں سے تین حصے ملیں گے اور ماں باپ میں سے ہر ایک کو ایک ایک سدس ملے گا یعنی چوبیس حصوں میں سے چار حصے۔ اور بیٹی کو نصف یعنی چوبیس حصوں میں سے بارہ حصے ملیں گے باقی بچے چوبیس میں سے پانچ حصے تو ان کو وراثت کی نسبت سے بیٹی اور والدین پر رد کیا جائے گا۔ اور بیوہ کو مزید کچھ نہیں ملے گا۔ اور اگر مرنے والی ایک شوہر اور ایک باپ اور ایک بیٹی چھوڑ کر مر جائے تو

باپ کو ایک سدس یعنی بارہ حصوں میں سے دو حصے اور شوہر کو ایک ربع یعنی بارہ میں تین حصے ملیں گے اور بیٹی کو نصف ترکہ یعنی بارہ میں سے چھ حصے ملیں گے۔ اس طرح صرف ایک حصہ باقی بچ جائے گا جو میت کے باپ اور بیٹی پر ان کے حصے کی نسبت سے رد کیا جائے گا۔ اور شوہر کو مزید کچھ نہیں ملے گا۔ اور اولاد کی موجودگی میں پوری مخلوقِ خدا میں سے والدین اور شوہر یا بیوی کے سوا اور کوئی وارث نہیں بن سکتا۔ اور اگر میت کی صلبی اولاد نہ ہو مگر اس کی اولاد کی اولاد ہو یعنی پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہوں تو وہ بمنزلۂ اولاد کے متصور ہوں گے یعنی بیٹوں کی اولاد بمنزلہ بیٹوں کے اور بیٹیوں کی اولاد بمنزلہ بیٹیوں کے متصور ہوگی۔ جو اپنے باپ اور ماں کی وراثت حاصل کریں گے اور والدین اور زوجین کو زیادہ مقدار حاصل کرنے سے مانع ہوں گے اگرچہ دو، تین اور چار نسلوں تک نیچے چلے جائیں تب بھی وہ وہی وراثت حاصل کریں گے جو صلبی اولاد حاصل کرتی ہے اور اسی طرح مانع ہوں گے جس طرح صلبی اولاد حاجب ہوتی ہے۔ (الفروع)

۳۔ جناب مفسر عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی عورت اپنا خاوند، ماں باپ اور اولادِ ذکور واناث چھوڑ کر مر جائے تو اللہ کی کتاب کے مطابق خاوند کو چوتھا حصہ، والدین کو ایک ایک سدس اور باقی اولاد کو اس طرح ملے گا کہ ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر ملے گا۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

(میت کے) بھائی (بہن) اور اجداد (وجدات) یعنی دادا دادی اور نانا نانی والدین کی موجودگی میں یا ان میں سے ایک کی موجودگی میں کسی چیز کے وارث نہیں ہوتے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بکیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مرنے والے کا باپ یا ماں موجود ہوں تو پھر اس کے سگے یا سوتیلے (پدری ہوں یا مدری) بھائیوں کو کچھ نہیں ملتا۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنا باپ، چچا اور دادا چھوڑ کر مر جائے تو؟ فرمایا: باپ (ہی وارث بنے

گا اور وہ) چچا اور دادا کو وراثت حاصل کرنے سے مانع ہوگا۔ الغرض باپ کی موجودگی میں (جو کہ پہلے طبقہ سے تعلق رکھتا ہے) چچا اور دادا کے لئے کچھ نہیں ہے (کیونکہ وہ دوسرے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں)۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک عورت مرگئی اور اپنے پیچھے شوہر، والدین اور جد و جدہ چھوڑ گئی اب اس کی وراثت کس طرح تقسیم کی جائے گی؟ امام علیہ السلام نے اپنے دستخطوں سے جواب لکھا کہ نصف ترکہ اس کے شوہر کو ملے گا اور باقیماندہ اس کے والدین کو۔ (یعنی جد و جدہ محروم الارث متصور ہوں گے)۔

(التہذیب، الاستبصار، السرائر ابن ادریس حلی)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دادا دادی (اور نانا نانی) کو سدس عطا فرمایا ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کچھ ایسی حدیثیں بھی آئیں گی جو بظاہر ان حدیثوں کے منافی ہیں اور ان کو استحباب پر محمول کیا جائے گا۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (میراث اخوہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

(میت کے) باپ کیلئے مستحب ہے کہ مرحوم کے دادا دادی (اپنے ماں باپ) کو ایک سدس پیش کرے جس طرح (میت کی) ماں کیلئے مستحب ہے کہ وہ مرحوم کے نانا نانی (اپنے ماں باپ) کو ایک سدس پیش کرے۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (میت کی) نانی کو چھٹا حصہ دیا تھا جبکہ اس کی بیٹی (مرنے والے کی ماں) زندہ تھی۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جدہ (نانی یا دادی) کو چھٹا حصہ دیا تھا۔ مگر اس کے لئے کچھ حصہ (واجبی طور پر) مقرر نہیں کیا تھا۔ (الفروع، التہذیب، من لا یحضرہ الفقیہ)

۳۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خداوند عالم نے (میراث کے) فرائض (حصص) مقرر فرمائے۔ مگر (باپ یا ماں) کی موجودگی میں جد (دادا یا نانا) کیلئے کچھ تقسیم نہیں فرمایا۔ مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایک سدس عطا فرمایا تو خدا نے اسے نافذ کر دیا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ ابان بن تغلب آپؑ کے پاس موجود تھے۔ میں نے عرض کیا کہ اصلحک اللہ! میری بیٹی وفات پا گئی ہے۔ جبکہ میری ماں (مرحومہ کی دادی) زندہ ہے تو؟ ابان بولے: اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔ امام علیہ السلام نے (از راہِ تعجب) فرمایا: سبحان اللہ! اسے ایک سدس (چھٹا حصہ) عطا کرو۔ (کتب اربعہ)

۵۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن منصور سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب چار اجداد اکھٹے ہو جائیں دو باپ کی طرف سے (دادا دادی) اور دو ماں کی طرف سے (نانا نانی) تو قرعہ اندازی کر کے ماں کی طرف سے ایک (نانا یا نانی) کو نظر انداز کر کے باقی ایک سدس کو تینوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ان روایات پر عمل نہیں ہے۔ یعنی محمول بر تقیہ ہیں۔ مگر ان روایات کا استحباب پر حمل کرنا ممکن ہے۔ الغرض اس حصہ کے عدم وجوب پر تو اجماع ہے مگر ان ان کے استحباب پر کوئی امر مانع نہیں ہے۔

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باپ کی موجودگی میں دادا کو چھٹا حصہ دلوایا ہے مگر اولاد کی موجودگی میں نہیں۔ (الفروع)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دادی کو اس کے بیٹے (میت کے باپ) کی زندگی میں چھٹا حصہ دلوایا ہے اور اسی طرح نانی کو اس کی بیٹی (میت کی ماں) کی موجودگی میں چھٹا حصہ دلوایا ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۸۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے میت کے والدین اور نانی کی موجودگی کی صورت میں فرمایا: ماں کو ایک سدس (چھٹا حصہ)۔ اور نانی کو ایک سدس اور باقی ترکہ والد کو دیا جائے گا۔ (التہذیب)

۹۔ نیز باسنادِ خود علی بن حسن بن رباط سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دادی کا ایک سدس ہے جبکہ اس کا بیٹا (میت کا باپ) زندہ ہو اور نانی کا بھی ایک سدس ہے جبکہ اس کی بیٹی (میت کی ماں) زندہ ہو۔ (ایضاً)۔

۱۰۔ نیز باسنادِ خود قاسم بن ولید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے صرف شراب کو حرام قرار دیا تھا مگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دے دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے نافذ کر دیا۔ اسی طرح خدا نے (وراثت میں) حصص مقرر کئے مگر جد کے لئے (باپ یا ماں) کی موجودگی میں کچھ مقرر نہ کیا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے ایک حصہ (چھٹا حصہ) مقرر کیا۔ تو خدا نے اسے نافذ کر دیا۔[1] (ایضاً)

۱۱۔ نیز باسنادِ خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دادی اور نانی کو سدس عطا فرمایا جبکہ نانی سے پہلے کوئی ماں نہ ہو اور دادی سے پہلے کوئی باپ نہ ہو۔ (ایضاً)

۱۲۔ جناب محمد بن حسن صفار اپنی کتاب بصائر الدرجات کبیر میں باسنادِ خود محمد بن قاسم سے روایت کرتے ہیں: وہ کہتے ہیں کہ امام معصوم علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کو ادب سکھایا اور ان کی تادیب کو عمدہ فرمایا۔ اور انہیں حکم دیا کہ عفو و درگزر فرمائیں اور جاہلوں سے روگردانی کریں...... یہاں تک فرمایا: تم خلق عظیم کے مالک ہو۔ اور پھر دین ان کے سپرد کر دیا اور فرمایا: جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رُک جاؤ۔ پس خدا نے صرف شراب کو حرام قرار دیا مگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی طرف سے جنت کی ضمانت دیتے تھے اور خدا اسے نافذ کر دیتا تھا۔ اور خدا نے (میراث میں) حصص مقرر فرمائے مگر جد کے لئے کچھ مخصوص نہ فرمایا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایک حصہ دے دیا۔ الحدیث۔ (بصائر الدرجات)

۱۳۔ نیز باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جد کو کچھ حصہ (سدس) دیا اور خدا نے اسے نافذ کر دیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ استحباب پر محمول ہے۔

---

[1] اس چیز کا نام شریعت میں دینی تفویض ہے جو کہ صحیح ہے جبکہ امور تکوینیہ میں تفویض باطل ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

بھائیوں (بہنوں) اور اجداد و جدات کی میراث کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل تیرہ (۱۳) باب ہیں)

باب ۱

یہ لوگ اولاد کی موجودگی میں بلکہ پوتوں اور نواسوں یا والدین یا ان میں سے کسی ایک کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے نو مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن محرز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اپنی ایک بیٹی اور ایک سگی بہن چھوڑ کر فوت ہوا ہے تو؟ فرمایا: سارا ترکہ بیٹی کو ملے گا۔ (آدھا بالفرض اور آدھا بالرد) اور سگی بہن کو کچھ نہیں ملے گا (کیونکہ اس کا تعلق دوسرے طبقہ کے ساتھ ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود بکیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب مرنے والے کی ماں موجود ہو (جو کہ طبقۂ اولیٰ سے تعلق رکھتی ہے) تو پھر اس کے سگے بھائیوں، صرف مادری بھائیوں اور صرف پدری بھائیوں کو کچھ وراثت نہیں ملتی (کیونکہ ان کا تعلق دوسرے طبقہ سے ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ایک بیٹی اور ایک سگی بہن چھوڑ کر مر گیا ہے تو؟ فرمایا: سارا ترکہ اس کی بیٹی کو ملے گا۔ (الفروع)

۴۔ جناب کشی اپنے رجال میں باسناد خود یونس بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ روایت کرتے ہیں کہ میت کی ماں، باپ، بیٹے اور بیٹی کی موجودگی میں زن و شوہر کے سوا اور کوئی وراثت حاصل نہیں کر سکتا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: زرارہ نے جو روایت نقل کی ہے اس کا رد کرنا تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔ اور وراثت کے سلسلہ میں خداوند عالم سورۂ نساء میں فرماتا ہے: ﴿یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِی اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ

فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهُ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ ﴾۔ فرمایا: یہاں بھائیوں سے مراد سگے بھائی یا صرف پدری بھائی مراد ہیں اے یونس! قرآن نے بیٹوں کے ساتھ اوروں کو بھی وارث بنایا ہے مگر لڑکیوں کو صرف دو ثلث کی وارث قرار دیا گیا ہے (مگر باقی بالرد انہی کو ملے گا۔ جبکہ پہلے طبقہ کا اور کوئی وارث نہ ہو)۔ (رجال کشی)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس عورت کے بارے میں جو شوہر اور ماں باپ اور بھائی چھوڑ کر فوت ہوئی تھی۔ فرمایا: ترکہ چھ حصوں پر تقسیم ہوگا۔ شوہر کو نصف یعنی تین حصے، باپ کو ثلث یعنی دو حصے اور ماں کو ایک سدس (یعنی ایک حصہ) ملے گا۔ اور بھائیوں کے لئے کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۶۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو ماں، زوجہ، بہن اور دادا چھوڑ کر مرا تھا فرمایا: ماں کو ایک ثلث، بیوی کو ربع دیا جائے گا اور جو کچھ باقی بچے گا وہ بہن اور دادے میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ دادا کو دو حصے اور بہن کو ایک حصہ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہیں۔ (نوٹ) اور بھی چند روایات مذکور ہیں۔ جو سب تقیہ پر محمول ہیں۔ فلا تغفل۔

باب ۲

جب (میت کا) صرف ایک بھائی وارث ہو تو سارا ترکہ اسی کا ہوگا اور اگر اس کے ساتھ دوسرا بھائی بھی شامل ہو جائے تو سارا ترکہ ان دونوں بھائیوں کا ہوگا۔ اور اگر کئی سگے یا صرف پدری بھائی بہن جمع ہو جائیں گے تو سب وارث ہوں گے اس طرح کہ ایک بھائی کو دو بہنوں کے برابر حصہ ملے گا اور اگر وارث صرف ایک سگی یا پدری بہن ہو تو سارا ترکہ اسی کو ملے گا مگر اس طرح کہ نصف بالفرض اور نصف بالرد اور اگر ایک سے زائد ہوں تو دو ثلث بالفرض اور باقی بالرد ان کو ملے گا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: ایک شخص مرتا ہے اور صرف ایک بھائی وارث چھوڑتا ہے تو؟ فرمایا: سارا

ترکہ اسی کا ہے۔ پھر عرض کیا کہ اگر ایک مادری بھائی ہو اور دادا بھی ہو تو؟ فرمایا: مادری بھائی کو ایک سدس (چھٹا حصہ) ملے گا۔ اور باقی ترکہ دادا کو ملے گا۔ عرض کیا کہ اگر وہ بھائی پدری ہو تو پھر؟ فرمایا: پھر بھائی اور دادا نصفا نصف لیں گے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن قاسم بن فضیل سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جو ایک بیوی چھوڑ کر مرا تھا۔ جو اس کی رشتہ دار بھی تھی؟ فرمایا: سارا ترکہ اسی کو ملے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنی بہن اور کچھ آقا چھوڑ کے مر جاتا ہے تو؟ فرمایا: سارا ترکہ اس کی بہن کو ملے گا۔ (الفقیہ)

۴۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ اپنی تفسیر (قمی) میں باسناد خود بکیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص ایک بہن چھوڑ کر مر جائے تو سارا ترکہ وہی حاصل کرے گی مگر اس طرح کہ نصف بالفرض بیٹی کی طرح اور نصف بالرد۔ جبکہ میت کا اس سے زیادہ کوئی قریبی رشتہ دار موجود نہ ہو۔ اور اگر بہن کی جگہ میت کا بھائی وارث ہو تو وہ سارا ترکہ حاصل کرے گا جیسا کہ قرآن مجید کی آیت میں مذکور ہے کہ ﴿وَهُوَ يَرِثُهَآ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ﴾ (کہ اگر مرنے والی کی کوئی اولاد نہ ہو اور صرف بھائی وارث ہو تو سارا مال حاصل کرے گا)۔ اور اگر مرنے والے کی دو بہنیں وارث ہوں تو وہ دو ثلث بالفرض اور باقی ثلث بالرد حاصل کریں گی۔ اور اگر مرنے والے کے بھائی اور بہن اکٹھے وارث ہوں تو ایک بھائی کو دو بہنوں کے برابر حصہ ملے گا۔ اور یہ سب کچھ (بھائی یا بہن اور بھائی و بہن) کی وراثت اس وقت ہے جب کہ مرنے والے کی اولاد یا والدین یا بیوی نہ ہو۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں ۹ اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

جب مرنے والے کی بیوی یا مرنے والی کا شوہر موجود ہو اور اس کے بہن بھائی بھی ہوں تو جو کمی واقع ہوگی وہ اس کی سگی یا پدری بہنوں پر واقع ہوگی۔ نہ کہ مادری بھائیوں پر۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد

باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص دو بہنیں اور ایک بیوی چھوڑ کر مر جاتا ہے تو؟ فرمایا: نصفاً نصف یعنی آدھا دو بہنوں کیلئے اور آدھا بیوہ کیلئے۔ راوی نے عرض کیا کہ دو بہنوں کیلئے تو دو ثلث ہیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ایک بھائی اور زوجہ چھوڑ کر مرتے تو؟ راوی نے عرض کیا کہ نصفاً نصف پائیں گے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: حالانکہ بھائی کیلئے تو زیادہ ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے: ﴿وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ﴾ .... (معلوم ہوا کہ زوجین کی موجودگی میں جو کمی واقع ہوتی ہے وہ سگی یا پدری بہنوں یا بھائیوں پر ہوتی ہے)۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بکیر بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک عورت شوہر اور کچھ مادری بہن بھائی اور کچھ پدری بہن بھائی چھوڑ کر مر گئی تو؟ فرمایا: نصف ترکہ یعنی تین حصے تو اس کے خاوند کو ملیں گے۔ اور مادری بھائیوں کو اس طرح ایک ثلث ملے گا نر و مادہ کا حصہ برابر ہوگا۔ باقی ایک حصہ بچے گا جو اس کے پدری بہن بھائیوں کو اس طرح ملے گا کہ مرد کو دوگنا اور عورت کو اکہرا ملے گا۔ کیونکہ حصوں میں عول نہیں ہے اور شوہر کے حصہ میں (جو کہ یہاں نصف ہے) اس میں اور مادری بہن بھائیوں کے حصہ میں (جو کہ یہاں ایک ثلث ہے) کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوتی جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ﴿فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِی الثُّلُثِ﴾ (کہ اگر یہ بھائی بہن ایک سے زائد ہوں تو وہ سب ایک ثلث میں شریک ہوں گے)۔ ﴿وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا السدس﴾ (اور اگر صرف ایک بہن ہو تو اسے ایک سدس ملے گا)۔ اور خداوند عالم نے کلالہ والی آیت میں ﴿وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِی الثُّلُثِ﴾ یہاں خداوند عالم نے بہن بھائیوں سے صرف مادری بہن بھائی مراد لئے ہیں (جن کے حصص میں کمی واقع نہیں ہوتی) .... اور سورۂ نساء کے آخر میں جو فرماتا ہے کہ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ﴾ خدا نے یہاں بہن سے سگی یا صرف پدری بہن مراد لی ہے۔ ﴿فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ﴾ یہ وہ ہیں جو وارث تو ہوتے ہیں مگر ان کے حصص میں کمی واقع ہوتی رہتی ہے اسی طرح ابن کی اولاد ہے جن کی وراثت میں زیادتی اور کمی واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ جب کوئی عورت اپنا شوہر اور کچھ مادری بھائی اور دو پدری بہنیں چھوڑ کر مر جائے تو شوہر کو نصف ترکہ یعنی تین حصے ..... اور مادری بھائیوں کو دو حصے ..... اور باقیماندہ ایک حصہ وہ

پدری دو بہنوں کے لئے ہے اور اگر ایک پدری بہن ہو تو وہ حصہ اسی کا ہے۔ کیونکہ یہ دو پدری بہنیں اگر پدری بھائی ہوتے تو اس صورت میں ان کو بھی اتنا ہی ملتا اور دو کی جگہ ایک بہن ہوتی یا اس کی جگہ ایک بھائی ہوتا تو اسے بھی اس سے زیادہ نہ ملتا۔ اور نہ کبھی لڑکی کا حصہ لڑکے کے حصہ سے زیادہ ہو سکتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵، ۶، ۷ میں) آئینگی انشاءاللہ۔

باب ۴

جب کسی مؤمن کیلئے برادرانِ اسلامی (کے قاضی) عول یا تعصیب کا فیصلہ کریں تو تقیہ کے مقام میں اس کے لئے اس کا لینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن محرز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اپنی ایک بیٹی اور ایک سگی بہن چھوڑ کر مر گیا ہے تو؟ فرمایا: سارا ترکہ اس کی بیٹی کا ہے اور سگی بہن کیلئے کچھ نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ ہمیں اس مسئلہ کی ضرورت درپیش ہے یعنی ایک مرنے والا مرد عام لوگوں میں سے تھا۔ مگر اس کی بہن مؤمنہ عارفہ ہے تو؟ فرمایا: تم ان لوگوں سے اس (بہن) کیلئے نصف ترکہ حاصل کرو۔ (اور نصف اس کی بیٹی کو ملے گا) جس طرح کہ وہ لوگ اپنے معاملات میں تم سے حاصل کرتے ہیں۔ ابن اذینہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن محرز والی یہ روایت جب زرارہ کے سامنے پیش کی تو انہوں نے کہا کہ جو کچھ ابن محرز لائے ہیں اس پر (صداقت کا) نور ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ایوب بن نوح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ہم مخالفین (کے حکام) کے فیصلہ کے مطابق ان سے (مال وغیرہ) لے لیں جس طرح وہ ہم سے اپنے احکام کے مطابق لے لیتے ہیں؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ تمہارے لئے اس کا لینا جائز ہے کیونکہ تمہارا تو مذہب ہی تقیہ، مدارات اور رواداری ہے۔ (التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے احکام کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہر دین و دیانت والوں کیلئے وہ کچھ حلال اور جائز ہوگا جسے وہ جائز جانتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود علی بن ابی حمزہ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ان لوگوں کو اسی قانون کے تحت الزام دو جس کا وہ خود التزام کرتے ہیں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ نیز باسناد خود محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماں، بھائی اور بہنیں چھوڑ کر مر گیا اور ان (عامہ) نے اس کی وراثت یوں تقسیم کی: ماں کو چھٹا حصہ دیا اور باقی سارا ترکہ بھائیوں اور بہنوں کو (وارثانِ بازگشت) کو دے دیا (حالانکہ سارا ترکہ ماں کا تھا) بہر حال جب اس کی بہنیں فوت ہوئیں تو ان کے اسی ترکہ سے مجھے بھی کچھ مال ملا۔ تو میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے آپ سے دریافت کرلوں کہ اس قسم کی (غیر شرعی) تقسیم سے حاصل کردہ مال میں سے میں کچھ حاصل کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں لے لو۔ راوی نے عرض کیا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ انجام کار مرنے والے کی ماں اس امر (مذہب حق) میں داخل ہو چکی تھی تو پھر؟ راوی کا بیان ہے کہ امامؑ نے تھوڑی دیر کے لئے خاموشی اختیار کی اور پھر فرمایا: لے لے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (جلد ۱۱ میں احادیث تقیہ کے بیان میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵

بھائیوں (اور بہنوں) کی اولاد اپنے (ماں) باپ کے قائمقام متصور ہوگی اور اپنے قریبی یا دور والے اجداد کے ساتھ شریک ہو کر اپنا حصہ لے گی اور ان میں جو اقرب ہوگا وہ ابعد کو مانع ہوگا۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک صحیفہ کھولا (صحیفۃ الفرائض) تو اس میں جو پہلا مسئلہ میری نظر سے گزرا وہ یہ تھا کہ جب (میت کا) بھتیجا اور دادا اکھٹے موجود ہوں تو ترکہ انکے درمیان نصا نصف تقسیم ہوگا۔ راوی نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں جو ہمارے ہاں (حکومتی) قاضی ہیں وہ تو (دادے کے ہمراہ) بھتیجے کو کچھ نہیں دیتے؟ فرمایا: یہ صحیفہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا املا کردہ اور حضرت امام علی علیہ السلام کے ہاتھوں کا لکھا ہوا ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود قاسم بن سلیمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام تو میت کے بھتیجے کو میت کے دادا کے ساتھ وراثت میں شریک قرار دے کر اپنے باپ کا قائمقام قرار دیتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جبکہ ان سے ایک شخص نے آپ سے پوچھا تھا کہ جب میت کا دادا اور بھتیجا موجود ہوں تو؟ فرما

رہے تھے کہ ترکہ ان کے درمیان نصفا نصف تقسیم ہوگا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود سعد بن ابی خلف سے اور وہ اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ (میت کی) بھانجیوں اور دادا کی وراثت کے بارے میں فرمایا کہ بھانجیوں کو ایک ثلث اور باقی دادے کو ملے گا۔ اس طرح امام علیہ السلام نے بھانجیوں کو بمنزلہ بہن کے اور دادے کو بمنزلۂ بھائی کے قرار دیا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوایوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب میں پھوپھی کو بمنزلۂ باپ کے اور خالہ کو بمنزلۂ ماں کے اور بھتیجی کو بمنزلہ بھائی کے اور ہر رشتہ دار کو اسی رشتہ دار کی جگہ قرار دیا گیا ہے جس کی بدولت اسے قرابت حاصل ہے۔ مگر یہ کہ یہاں کوئی ایسا وارث موجود ہو جو ان سے زیادہ قریب ہو تو وہ وارث اور حاجب ہوگا۔ (التہذیب)

۶۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک میت کی پدری بہن کا بیٹا ہے اور دوسرا مادری بہن کا بیٹا تو؟ فرمایا: جو مادری بہن کا بیٹا ہے اسے ایک سدس (چھٹا حصہ) ملے گا اور باقی سب پدری بہن کے بیٹے کو ملے گا۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن صیقل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ (میت کا) بھتیجا اور دادا موجود ہیں تو وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ فرمایا: ترکہ ان کے درمیان نصفا نصف تقسیم ہوگا۔ (الفقیہ)

۸۔ قبل ازیں مالک بن اعین کی حدیث میں یہ بات گزر چکی ہے کہ مرنے والے کے مسلمان بھتیجے کو ترکہ کے دو ثلث اور اس کے مسلمان بھانجے کو ایک ثلث ترکہ دیا جائے گا جبکہ مرنے والے کی اولاد نہ ہو۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ از موانع ارث، و باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

دادا بھائیوں کے ساتھ بھائی کی مانند ہے اور دادی (بہنوں کے ساتھ) بہن کی طرح ہے لہٰذا سب اکٹھے ہوں گے تو برابر حصہ لیں گے اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب یہ متعدد ہوں۔ اور اگر پدری و مادری یعنی سگے ہوئے یا صرف پدری سوتیلے ہونے میں مختلف ہوں تو پھر مرد کو عورت کے دو برابر حصہ ملے گا۔

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے بارہ مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں کہ آپؑ نے میت کے پدری بھائی اور دادا کی میراث کے بارے میں فرمایا: سارا ترکہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز باسنادخود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص سگے بھائی، بہنیں اور دادا چھوڑ کر مرا تو اس کی وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ فرمایا: دادا کو بھی بھائیوں کی طرح ایک بھائی تصور کیا جائے گا اور پھر مرد کو عورت کے دو برابر حصہ دیا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادخود اسماعیل الجعفی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ دادا بھی بھائیوں کے ساتھ برابر کا شریک ہے اگرچہ وہ ایک ہزار ہی کیوں نہ ہوں۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسنادخود عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جو چھ بھائی اور ایک دادا چھوڑ کر مرا تھا۔ مجھے لکھا کہ دادا کو بھی ان کی طرح ایک فرد شمار کر اور پھر تقسیم کر اور میرا یہ خط مٹا دے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابی عبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی، بہن اور دادا چھوڑ کر فوت ہوا تھا۔ فرمایا: اس کا ترکہ چار حصوں پر تقسیم ہوگا۔ ایک ربع بیوہ کو ملے گا اور ایک حصہ بہن کو اور دو حصے دادا کو ملیں گے۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۶۔ نیز باسنادخود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میت کے سگے بھائی اپنے دادے کے ساتھ بھائیوں کی طرف وراثت تقسیم کریں گے۔ اور جو میت کے صرف پدری بھائی ہیں دادا ان کے ساتھ بھی ایک فرد سمجھا جائے گا۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسنادخود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک میت ایک پدری بھائی اور دادا چھوڑ کر مرتا ہے تو؟ فرمایا: وہ ترکہ برابر تقسیم کریں گے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز باسنادخود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو پانچ بھائی اور ایک دادا چھوڑ کر مرا تھا فرمایا: ان کو چھ شمار کرکے ہر ایک کو ایک حصہ دیا جائے گا۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب میت کی بہنیں دادے کے ہمراہ جمع ہو جائیں تو ان کو اپنا فریضہ ملے گا۔ یعنی اگر ایک ہے تو نصف حاصل

کرے گی اور اگر دو یا دو سے زائد ہیں تو دوثلث پائیں گی اور باقی مال دادے کا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۱۰۔ حسن بن ابی عقیل اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیفۃ الفرائض میں حضرت امیر علیہ السلام کو املا کرایا تھا کہ جب دادا بھائیوں کے ساتھ اکٹھا ہو تو بھائی ہی سمجھا جائے گا جہاں وہ وارث ہوں گے وہاں یہ بھی ہوگا اور جہاں وہ نہیں ہوں گے یہ بھی نہیں ہوگا اور دادی میت کی بہنوں کے ہمراہ ایک بہن متصور ہوگی لہٰذا جہاں وہ وارث قرار پائیں گی یہ بھی وہاں وارث ہوگی۔ اور جہاں وہ وارث نہیں بنیں گی وہاں یہ بھی وارث نہ ہوگی۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷

جو ترکہ بالرّد دیا جاتا ہے وہ سگی بہنوں یا پدری بہنوں اور ان کی اولاد کے ساتھ مختص ہے جبکہ وہ مادری بھائیوں یا ان کی اولاد کے ہمراہ جمع ہوں۔ اور مادری بھائیوں کی اولاد کے مقررہ حصہ سے جو کچھ بچ جائے تو وہ پدری بھائیوں کی اولاد کے لئے ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے پدری بہن کے بیٹے اور مادری بہن کے بیٹے (کی وراثت) کے بارے میں فرمایا کہ مادری بہن کے بیٹے کو ایک سدس (چھٹا حصہ) ملے گا۔ اور باقی تمام ترکہ پدری بہن کے بیٹے کو ملے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ مرنے والا چند بھتیجیاں اور ایک بھتیجا چھوڑ کر مرا ہے تو؟ فرمایا: سارا ترکہ بھتیجے کو ملے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ قرابت تو دونوں کی ایک جیسی ہے تو پھر ایسا کیوں؟ فرمایا: عاقلہ اور دیت کی ادائیگی کی ذمہ داری مردوں پر ہے اور عورتوں پر کچھ نہیں ہے۔ (ایضاً)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت چونکہ عامہ کے موافق ہے اور ہمارے اصول کے خلاف، لہٰذا اس پر عمل نہیں کیا جائے گا (اور اسے تقیہ پر محمول کیا جائے گا) نیز اس میں یہ بھی امکان ہے کہ جب بھتیجا سگے بھائی کا بیٹا ہو...... اور بیٹیاں صرف مادری بھائی کی بیٹیاں ہوں۔

۳۔ قبل ازیں برید کناسی کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا پدری بھائی تمہارے مادری بھائی سے زیادہ قریبی ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) موجبات ارث میں فاضل طبرسی والی روایت وغیرہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۸

مادری بھائیوں کی وراثت ایک ثلث ہے اور یہی حکم اس وقت ہے کہ جب کہ وہ بھائی دو ہوں۔ اور مرد وعورت کا حصہ مساوی ہے۔ اور اگر ان کے ساتھ اور کوئی رشتہ دار نہ ہو تو باقی ترکہ ان کو رد کیا جائے گا۔ اور اگر صرف ایک ہو تو بہر صورت اسے ایک سدس (بالفرض) دیا جائے گا اور باقی بالرّد دیا جائے گا اور اس صورت کا حکم جب ان کے ہمراہ دادا (یا نانا) بھی ہو؟

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص صرف ایک مادری بھائی چھوڑ کر مر گیا ہے تو؟ فرمایا: سارا مال اسی کا ہے۔ عرض کیا کہ اگر اس مادری بھائی کے ہمراہ میت کا جد (دادا) بھی ہو تو پھر؟ فرمایا: پھر مادری بھائی کو صرف ایک سدس دیا جائے گا اور باقی سارا ترکہ دادا کو دیا جائے گا۔ پھر عرض کیا کہ اگر بھائی پدری اور جد (دادا) موجود ہو تو پھر؟ فرمایا: پھر سارا ترکہ ان کو نصفا نصف دیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود ابوالصباح کنانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب (میت کے) مادری بھائی اس کے دادا کے ہمراہ جمع ہوں تو پھر؟ فرمایا: مادری بھائیوں کو ایک ثلث ملے گا اور باقی ترکہ دادا کا ہوگا۔ (ایضاً، الفقیہ)

۳۔ نیز باسناد خود مسمع بن ابو سیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر ایک شخص مادری بھائی اور بہنیں اور ایک دادا چھوڑ کر انتقال کر جائے تو؟ فرمایا کہ جد بمنزلہ پدری بھائی کے ہے۔ لہٰذا اسے ترکہ کے دو ثلث اور مادری بہن بھائیوں کو ایک ثلث ملے گا جسے وہ برابر کی سطح پر باہم تقسیم کریں گے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ نیز باسناد خود زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مادری بھائی دادا کے ساتھ جمع ہوں تو ان کا فریضہ ایک ثلث ہے (اور باقی دادا کا مال ہے)۔ (ایضاً)

۵۔ باسناد خود بکیر اور حلبی سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مادری بھائیوں کے ہمراہ دادا موجود ہو تو مادری بھائیوں کو ایک ثلث ملتا ہے اور وہ پدری بھائیوں کے ساتھ بھی حصہ

دار ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الربیع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس صورت کے بارے میں جبکہ دادا مادری بھائیوں کے ساتھ جمع ہو تو فرمایا کہ حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ اس صورت میں مادری بھائی ایک ثلث کے وارث ہوں گے۔ (الفقیہ)

۷۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود بکیر بن اعین سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ارشاد خداوندی ﴿وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ﴾ یہاں بھائیوں اور بہنوں سے صرف مادری بہن و بھائی مراد ہیں۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹

جب اجداد تنہا یا اجتماعی صورت میں موجود ہوں تو ان کی وراثت کا بیان اور یہ کہ ان میں سے جو اقرب ہوگا وہ ابعد کو منع کرے گا۔ اور وہ (اجداد) والدین کے ہمراہ وراثت حاصل نہیں کرتے مگر مستحب ہے کہ ان کو (ایک سدس) بطور طعمہ دیا جائے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سالم بن ابو الجعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام علی علیہ السلام نے (تنہا وارث ہونے کی صورت میں) صرف دادی کو سارا ترکہ عطا فرمایا تھا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مرنے والا اپنا ایک دادا اور نانی چھوڑ جائے تو ایک ثلث نانی کو ملے گا اور باقی سارا ترکہ دادے کو ملے گا۔ فرمایا: اور جب مرنے والا ایک اپنا دادا اور دوسرا باپ کا دادا نیز ایک اپنی نانی اور دوسری ماں کی نانی چھوڑ جائے تو ایک ثلث نانی کو ملے گا۔ اور باقی دادے کو...... اور ماں کی نانی اور باپ کے دادے کو کچھ نہیں ملے گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود یونس سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب باپ کی طرف سے دادا دادی اور ماں کی طرف سے نانا نانی موجود ہوں تو سب کو وراثت ملے گی (یعنی ایک ثلث کے وارث نانا نانی اور باقی کے دادا دادی) کما تقدم۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ و ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے

بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

بھائیوں اور بہنوں کی وراثت جبکہ متفرق ہوں۔ اور اس صورت کا حکم کہ جب ان کے ہمراہ شوہر یا بیوی بھی ہو؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بکیر بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک عورت اپنا شوہر اور کچھ مادری بھائی اور کچھ پدری بھائی اور بہنیں چھوڑ کر مر گئی ہے تو؟ فرمایا: نصف ترکہ تو اس کے شوہر کو ملے گا یعنی تین حصے۔ اور ایک ثلث یعنی دو حصے اس کے مادری بہن بھائیوں کو ملے گا وہ حصے برابر برابر تقسیم کریں گے اور جو باقی بچے گا یعنی ایک حصہ وہ میت کے پدری بہن بھائیوں کو اس طرح ملے گا کہ مرد کو دوہرا اور عورت کو اکہرا۔ (الفروع، تفسیر عیاشی)

۲۔ نیز باسناد خود بکیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس عورت کے بارے میں جو ایک خاوند، کچھ مادری بھائی اور ایک پدری بہن چھوڑ کر مر گئی تھی۔ فرمایا: شوہر کو نصف ترکہ ملے گا یعنی تین حصے۔ اور مادری بھائیوں کو ایک ثلث یعنی دو حصے۔ اور پدری بہن کو ایک سدس یعنی ایک حصہ ملے گا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱، ۶ و ۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

جب (میت کے) بھائیوں اور اجداد کے ہمراہ میاں بیوی بھی اکھٹے ہوں تو ان کو ان کا اعلیٰ حصہ ملے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی، بہن اور دادا چھوڑ کر مرا تھا؟ فرمایا: یہاں ترکہ چار قسم پر تقسیم ہوگا۔ ایک ربع بیوی کا، ایک حصہ بہن کا اور دو حصے دادے کے۔ (الفروع، التہذیبین، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے سنا کہ ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کر رہا تھا کہ ایک عورت اپنا خاوند اور دادا چھوڑ کر فوت ہوگئی تو اس کی

وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ فرمایا: سارے ترکہ کو نصفا نصف تقسیم کیا جائے گا یعنی نصف اس کا خاوند لے گا اور نصف دادا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

جب (میت کے) بھائی اور اجداد موجود ہوں تو پھر میت کے چچاؤں اور ماموؤں اور ان کی اولاد کو کچھ نہیں ملتا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماموں اور خالہ اس وقت (اپنے بھانجے بھانجی) کی وراثت حاصل کرتے ہیں جب کوئی اور وارث نہ ہو۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے: ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ﴾۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ مرنے والا ایک چچازاد اور ایک دادا چھوڑ گیا تو وارث کون ہوگا؟ فرمایا: سارا ترکہ دادے کو ملے گا۔ (اور چچازاد بھائی محروم الارث متصور ہوگا)۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرنے والا ایک ماموں اور ایک دادا چھوڑ کر مرا ہے؟ فرمایا: ترکہ دونوں میں تقسیم ہوگا (حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا یہ حصہ ہمارے مذہب اور اجماع کے خلاف ہے کیونکہ دادا کی موجودگی میں ماموں کو کچھ نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ تیسرے طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جبکہ دادا دوسرے طبقہ سے)...... نیز پوچھا کہ ایک شخص ایک بہن، ایک بھائی اور ایک دادا چھوڑ کر مرا ہے تو؟ فرمایا: مرد کو عورت کے دو برابر ملے گا کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک بہن اور ایک دادا چھوڑ کر مر گیا تو؟ فرمایا: دونوں کو ترکہ ملے گا۔ (یعنی دادے کو دو گنا اور بہن کو ایک گنا)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱ از میراث اعمام واخوال میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

جو بھائی (مرنے والے سے) ماں باپ دونوں کی طرف سے قرابت رکھتا ہو (یعنی سگا بھائی ہو) تو وہ اس بھائی کو روکتا ہے جو صرف باپ کی طرف سے قرابت رکھتا ہو (یعنی سوتیلا ہو) اور یہی حکم ان کی اولاد کا ہے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود برید کناسی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارا بیٹا تمہارے پوتے سے اولیٰ ہے۔ اور تمہارا پوتا تمہارے بھائی سے اولیٰ ہے۔ اور تمہارا پدری و مادری (سگا) بھائی تمہارے صرف پدری بھائی (سوتیلے) سے اولیٰ ہے۔ اور تمہارے سگے بھائی کا بیٹا تمہارے سوتیلے بھائی کے بیٹے سے اولیٰ ہے اور تمہارے صرف پدری بھائی کا بیٹا تمہارے چچا سے اولیٰ ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود حسن بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ابو اسحاق سبیعی نے ہم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضرت امام علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بنی الام بنی العم سے اولیٰ ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تم یہ حدیث چشمۂ صافی سے لائے ہو۔

(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ از موانع ارث میں) گزر چکی ہیں۔

(تیسرا طبقہ) چچاؤں اور ماموؤں کی میراث کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل پانچ (۵) باب ہیں)

باب ۱

یہ حضرات اس وقت وارث بنتے ہیں جب (میت کے) والدین اور اولاد اور بھائی اور اجداد موجود نہ ہوں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماموں اور خالہ تب وراثت حاصل کرتے ہیں جب کہ اور کوئی وارث موجود نہ ہو۔ چنانچہ خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسین بزاز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص سے کہا کہ وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھے: مالِ وراثت سب سے زیادہ قریبی قرابتدار کا ہوتا ہے یا عصبہ (باپ کی جانب سے رشتہ داروں کا؟) امام علیہ السلام نے فرمایا: مال زیادہ قریبی قرابتدار کا ہے اور عصبہ کے منہ میں خاک ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب اول از موجبات ارث میں) اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی اور کچھ ایسی حدیثیں بھی آئیں گی جو بظاہر ان کے منافی ہیں۔ اور ہم وہیں اس کی وجہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جب چچے اور ماموں اکھٹے ہو جائیں تو دو ثلث چچاؤں کیلئے ہوں گے اگرچہ ایک ہی ہو اور وہ آپس میں (آئینی) کمی وبیشی کے ساتھ وارث ہوں گے اور ماموؤں کو ایک ثلث ملے گا اگرچہ ایک ہی ہو پھر وہ برابر کی سطح پر وارث ہوں گے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے میراث کے بارے میں کچھ سوال کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اور کیا میں تمہیں حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب نکال کر نہ دکھاؤں؟ راوی نے عرض کیا کہ حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب بوسیدہ نہیں ہوگئی؟ فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب بوسیدہ نہیں ہوسکتی۔ پس امامؑ کے ایک جلیل القدر کتاب نکالی اور اس میں لکھا ہوا تھا کہ جب کوئی شخص ایک چچا اور ایک ماموں چھوڑ کر مر جائے تو چچا کو دو ثلث اور ماموں کو ایک ثلث ملے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابو مریم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے (میت کی) پھوپھی اور خالہ کے بارے میں فرمایا کہ پھوپھی کو دو ثلث اور خالہ کو ایک ثلث ملے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوایوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ پھوپھی بمنزلہ باپ کے ہے اور خالہ بمنزلہ ماں کے۔ اور بھتیجی بمنزلہ بھائی کے اور فرمایا: ہر رشتہ دار بمنزلہ اس رشتہ دار کے ہے جس کی وجہ سے اس کی تم سے رشتہ داری ہے۔ مگر یہ کہ کوئی ایسا وارث موجود ہو جو اس سے زیادہ میت کے قریب ہو۔ تو وہ اس کے لئے حاجب و مانع بن جائے گا۔ (التہذیب)

۴۔ نیز باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام پھوپھی کو بمنزلہ باپ کے اور خالہ کو بمنزلۂ ماں کے اور بھتیجے کو بمنزلۂ بھائی کے قرار دیتے تھے فرمایا: ہر وہ رشتہ دار جس کا حصہ معیّن نہیں ہے وہ اسی طریقہ پر وارث قرار پائے گا اور حضرت امام علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہر وہ وارث جس کا حصہ مقرر ہے وہ مال کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود سلمہ بن محرز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس صورت کے بارے میں کہ جب مرنے والا ایک چچا اور ایک پھوپھی چھوڑ کر مر جائے فرمایا: چچا کو دو ثلث اور

پھوپھی کو ایک ثلث ملے گا۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از میراث والدین میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

چچے اور ماموں اور ان کی (عدم موجودگی میں ان کی) اولاد وارث ہوتی ہے اور یہ ان کے آزاد کرنے والے آقاؤں کو وراثت حاصل کرنے سے حاجب و مانع ہوتے ہیں اور نہ ہی وہ کسی قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں وارث ہوتے ہیں۔

(اس باب میں صرف دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن حکم سے اور وہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو اپنی دو خالائیں اور کچھ آقا چھوڑ کر مرا تھا فرمایا: ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے ایک مرنے والے (غلام) کی خالہ کے حق میں جو اس کے آقا سے جھگڑ رہی تھی یہ آیت پڑھ کر کہ ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾ فیصلہ فرمایا تھا۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۶ از موانع ارث میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جو سگے چچا ہوں وہ سوتیلے چچاؤں کو اور جو سگے ماموں ہوں گے وہ سوتیلے ماموؤں کو حاجب و مانع ہوں گے اور یہی حکم ان کی اولاد کا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود برید کناسی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارا وہ چچا جو تمہارے باپ کا پدری و مادری بھائی ہے وہ تمہارے اس چچا سے اولیٰ ہے جو تمہارے باپ کا صرف پدری بھائی ہے۔ اور تمہارا وہ چچا جو تمہارے باپ کا صرف پدری بھائی ہے وہ تمہارے اس چچا سے اولیٰ ہے

جوتمہارے باپ کا صرف مادری بھائی ہے۔ فرمایا. جوتمہارے سگے چچا کا بیٹا ہے وہ اولیٰ ہے تمہارے اس چچا کے بیٹے سے جوتمہارے باپ کا صرف پدری بھائی ہے اور تمہارے اس چچا کا بیٹا جوتمہارے باپ کا صرف پدری بھائی ہے وہ تمہارے اس چچا کے بیٹے سے اولیٰ ہے جوتمہارے باپ کا صرف مادری بھائی ہے۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳ از میراث اخوات واجداد میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ اور یہاں یہ جو مذکور باپ کی طرف سے قرابت رکھنے والے ماں کی طرف سے قرابت رکھنے والوں سے اولیٰ ہیں تو اس اولویت کا مطلب یہ ہے کہ مادری قرابتداروں کو ان کا صرف مقررہ حصہ ملے گا اور باقی جو کچھ بچے گا وہ پدری رشتہ داروں کا ہوگا۔

باب ۵

چچاؤں اور خالاؤں اور ان کی اولاد میں سے اور دوسرے وارثوں میں سے جومیت کا زیادہ قریبی ہوگا وہ دور والوں کو مانع ہوگا سوائے سگے چچا کے بیٹے جو سوتیلے (پدری) چچا کے ساتھ جمع ہو کہ یہاں وراثت چچا کے بیٹے کو ملے گی۔ اور چچاؤں اور خالاؤں کی اولاد ان کی عدم موجودگی میں ان کی قائمقام ہوتی ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امام علی علیہ السلام کے ساتھ عثمان نے وراثت کے معاملہ میں اختلاف کیا۔ یعنی ایک ایسا شخص مرگیا تھا جس کا عصبہ (وارثانِ بازگشت) موجود نہ تھا۔ اور جو قرابتدار تھے وہ (کسی وجہ سے) وارث ہونہیں سکتے تھے۔ تو عثمان نے کہا کہ اس کا مال بیت المال میں داخل کیا جائے گا مگر حضرت امام علی علیہ السلام نے آیت ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾ پڑھ کر فرمایا. کہ اس کی وراثت انہی قرابتداروں کی ہے۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود حسن بن عمارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے فرمایا: سگے چچا کا بیٹا زیادہ قریبی ہے یا وہ چچا جوتمہارے باپ کا پدری بھائی ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ ابواسحاق سبیعی نے ہمیں حارث اعور سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بنی ام بنی علات سے اقرب ہوتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ امام لیٹے ہوئے تھے یہ سن کر سیدھے اٹھ بیٹھے اور فرمایا: تم یہ حدیث چشمۂ صافی سے لائے ہو۔ جناب عبداللہ یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد جناب

ابو طالب علیہ السلام کے پدری و مادری بھائی تھے (لہٰذا حضرت علی علیہ السلام جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے وہ آپؑ کے سوتیلے چچاؤں سے اولیٰ تھے)۔ (ایضاً والاستبصار)

۳۔ نیز باسنادِ خود سلمہ بن محرز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب چچازاد اور خالہ اکٹھے ہو جائیں تو وراثت خالہ کو ملے گی۔ اور جب چچازاد اور ماموں جمع ہو جائیں تو مال ماموں کو ملے گا۔ اور چچا کے بیٹے اور خالہ کے بیٹے کے بارے میں کہا: دونوں وارث ہوں گے۔ مگر ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ کی بنا پر یعنی چچا کے بیٹے کو دوہرا اور خالہ کے بیٹے کو اکہرا ملے گا۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب مرنے والا ایک چچا جو اس کے باپ کا صرف پدری بھائی ہے چھوڑ جائے اور دوسرا وہ چچازاد جو اس کے سگے چچا کا بیٹا ہے تو وراثت اسی سگے چچا کے بیٹے کو ملے گی۔ کیونکہ اس میں دو کلالے پائے جاتے ہیں باپ والا کلالہ بھی اور ماں والا کلالہ بھی اور ائمہ طاہرین علیہم السلام سے منقول صحیح السند خبر کی بنا پر ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ و ۱۳ از میراث اخوات و اجداد میں) گزر چکی ہیں۔

زن وشوہر کی میراث کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل اٹھارہ (۱۸) باب ہیں)

باب ۱

جب میت کی اولاد (اور اولاد کی اولاد تا آخر نیچے کی طرف) نہ ہو تو شوہر کو نصف جائیداد ملتی ہے اور جب ہو تو پھر ایک چوتھائی ملتی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میت کی ماں، باپ، فرزند اور بیٹی کے ہمراہ اور کوئی وارث نہیں ہوتا سوائے زن وشوہر کے۔ (پھر فرمایا) شوہر کا حصہ نصف سے کم نہیں ہوتا جب اولاد نہ ہو اور زوجہ کا حصہ بھی ایک چوتھائی سے کم نہیں ہوتا جب اولاد نہ ہو۔ اور جب اولاد ہو تو پھر شوہر کو ربع (چوتھائی) اور بیوی کو ثمن (آٹھواں حصہ) ملتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود ابوالمغرا سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے میاں بیوی کو تمام مستحقین وراثت کے ہمراہ داخل کیا ہے اور ان کا حصہ بھی ربع اور ثمن سے کمتر قرار نہیں دیا۔ (ایضاً)

۳۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ اپنی تفسیر میں ابی الجارود سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿یَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ﴾ کے بارے میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عورتوں کی وراثت کے بارے میں سوال کیا گیا تو خدا نے یہ آیت نازل کر کے ان کا ربع اور ثمن مقرر فرمایا۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ از میراث ابوین میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اس سے پہلے (باب ۷ میں) یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ اولاد کی اولاد اپنے ماں باپ کی قائم مقام ہوتی ہے۔

باب ۲

جب (کسی مرنے والے کی) زوجائیں چار ہوں یا ان سے کچھ کم تو پھر سب ربع یا ثمن میں برابر سراسر شریک ہوں گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوعمرو عبدی سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ شوہر کو نصف ترکہ سے زیادہ دیا نہیں جا سکتا اور ایک ربع سے کم کیا نہیں جا سکتا! اور بیوی کو ایک ربع سے زیادہ دیا نہیں جا سکتا اور ایک ثمن (آٹھواں حصہ) سے کم کیا نہیں جا سکتا۔ اور اگر وہ چار ہوں یا ان سے کچھ کم۔ تو وہ اسی حصہ میں برابر کی شریک ہوں گی۔ فضل (ابن شاذان) کہتے ہیں کہ یہ حدیث کتابِ خدا کے مطابق ہونے کی وجہ سے صحیح ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد چار بیویوں میں سے ایک کو طلاق دینے کے باب میں اور جب زوجہ ایک ہو تو اس کی وراثت کے بیان میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

جب (مرنے والی کا) شوہر تنہا وارث ہو تو سارا ترکہ اسی کا ہوگا۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے نومکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب کوئی عورت وفات پا جائے اور شوہر کے سوا اس کا اور کوئی رشتہ دار معلوم نہ ہو تو پھر سارا ترکہ اس کے شوہر کو ملے گا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ نیز باسنادخود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت امام علی علیہ السلام کے صحیفۃ الفرائض سے پڑھ کر سنایا کہ جب شوہر کے سوا عورت کا کوئی وارث نہ ہو تو وہی سارا ترکہ حاصل کرے گا۔ (التہذیبین)

۳۔ نیز باسنادخود مثنی بن الولید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی عورت صرف اپنا خاوند چھوڑ کر مر جائے اور اس کے سوا اس کا اور کوئی وارث نہ ہو تو پھر وہی اس کے تمام ترکہ کا وارث ہوگا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسنادخود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زن وشوہر

کو (اپنے مخصوص حصہ کے سوا) بالرد کچھ نہیں دیا جاتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب کوئی اور وارث ہو۔ (ورنہ ظاہر ہے کہ وہ بالرد وراثت حاصل کرتے ہیں)۔

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن عبدالرحمن جُعفی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس عورت کے بارے میں جو صرف اپنا شوہر چھوڑ کر مر جائے فرمایا: سارا مال شوہر کا ہے یعنی جب اس کے سوا اور کوئی وارث موجود نہ ہو۔ (الفروع)

۶۔ جناب محمد بن الحسن الصفار باسناد خود سوید بن ایوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؑ نے کتاب الجامعہ طلب فرمائی اور اس میں نگاہ ڈالی تو اس میں لکھا تھا کہ جب کوئی عورت صرف اپنا خاوند چھوڑ کر مر جائے اور اس کے سوا اس کا اور کوئی وارث نہ ہو تو پھر سارا ترکہ شوہر ہی کا ہوگا۔ (بصائر الدرجات)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی انشاء اللہ اور قبل ازیں (باب ۲ از موجباتِ ارث میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں کہ جس کا فرض (حصہ) معیّن ہو وہ دوسروں سے زیادہ حقدار ہوتا ہے۔

باب ۴

جب تنہا بیوی وارث ہو تو اس کی وراثت کا بیان۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ محمد بن حمزہ علوی نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ آپؑ کے ایک نام لیوا مجھے ایک سو درہم میں وصی مقرر کر گیا اور میں نے اس سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ میرا جو کچھ ہے وہ میرے مولا (امام محمد تقی علیہ السلام) کا ہے پھر وہ مر گیا اور وہ سو درہم میرے پاس ہی چھوڑ گیا۔ اور اس کے بارے میں مجھے کچھ نہیں کہا۔ اور اس کی دو بیویاں تھیں۔ ایک بغداد میں تھی جس کی قیام گاہ کا مجھے کوئی علم نہیں ہے اور دوسری قم میں تو آپ اس سو درہم کے بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: اس درہم میں سے آٹھواں حصہ تو اس کی زوجاؤں تک پہنچاؤ۔ اگر اس کی کوئی اولاد تھی اور اگر اولاد نہیں تو پھر چوتھا حصہ ان تک پہنچاؤ۔ اور باقی ماندہ رقم مستحق اور محتاج لوگوں پر صدقہ کر دو۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی بعض ایسی حدیثیں آئینگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا مال صدقہ کر دینا چاہئے۔ اگر چہ وہ امام کا مال ہے جیسا کہ بہت سی احادیث میں وارد ہے اور اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الخمس میں بھی بیان کی جا چکی ہے۔

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن نعیم صحاف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ محمد بن ابی عمیر بیاع السابری کا انتقال ہو گیا۔ اور مجھے اپنا وصی بنا گیا۔ اور اپنی وارث صرف اپنی ایک بیوی چھوڑ گیا۔ تو میں نے اس سلسلہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو لکھا (کہ کیا کروں؟) امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ عورت کو اس کا حق یعنی ایک ربع دے دو اور باقی ہماری طرف بھیج دو۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس آدمی کے بارے میں جو صرف ایک بیوی چھوڑ کر مر گیا۔ فرمایا: عورت کا چوتھا حصہ ہے اور باقی امامؑ کا مال ہے۔ (الفروع) یعنی جب امام موجود ہو۔ (شیخ صدوقؒ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص مر جاتا ہے اور صرف اپنی بیوی چھوڑ جاتا ہے تو؟ فرمایا: سارا مال اسی کا ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ صدوقؒ نے اس کی دو تاویلیں کی ہیں ایک یہ کہ یہ اس صورت پر محمول ہے جب امام غائب ہو۔ دوسری یہ کہ جب عورت اپنے شوہر سے (بیوی ہونے کے علاوہ کچھ) قرابت بھی رکھتی ہو۔

۵۔ نیز باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میاں بیوی پر مال رد نہیں کیا جا سکتا۔ (ایضاً) یعنی جب کوئی اور وارث موجود ہو۔ ورنہ رد کیا جا سکتا ہے۔ کما تقدم۔

باب ۵

جب بیوی شوہر کی رشتہ دار بھی ہو تو اسے زوجیت والے حصہ کے علاوہ باقی مال قرابت کی وجہ سے دیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قاسم بن فضیل بن یسار بصری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص مر گیا ہے جس نے ایک بیوی چھوڑی ہے جو اس کی رشتہ دار بھی ہے۔ اور اس کے علاوہ اس کا کوئی رشتہ دار نہیں ہے تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: سارا مال اسی کے

حوالے کیا جائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶

جب بیوی کی اولاد نہ ہو۔ تو وہ زمین، مکانات، اسلحہ اور جانوروں میں سے وراثت حاصل نہیں کرتی۔ ہاں البتہ زمین کے علاوہ وہ باقی چیزوں کی قیمت میں سے حصہ پاتی ہے جن میں دروازے، سرکنڈے، لکڑیاں، مکان کا ملبہ، درخت اور کھجور وغیرہ داخل ہیں۔ مگر بیٹیاں ہر چیز سے وراثت حاصل کرتی ہیں۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شوہر جو بستیاں، مکانات، اسلحہ اور جانور چھوڑ کر جاتا ہے عورت اس میں سے کسی چیز کی وارث نہیں ہوتی۔ ہاں البتہ (نقدی کے علاوہ) وہ دوسرے مال ومتاع، فرش فروش، کپڑوں کی وارث ہوتی ہے اور ملبہ، درختوں کے تنوں، سرکنڈوں اور دروازوں کی قیمت لگائی جائیگی اور اس سے وہ اپنے حق کی وراثت حاصل کرے گی۔ (کتب اربعہ)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت (بیوہ) پکی اینٹوں (ملبہ وغیرہ) سے تو وراثت پاتی ہے مگر زمین سے وراثت نہیں پاتی۔ راوی نے عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ عورت فرع (عارضی چیزوں) سے تو وراثت حاصل کرتی ہے مگر زمین سے (جو کہ اصل ہے) کیوں حاصل نہیں کرتی؟ فرمایا: چونکہ (عموماً) عورت کا مرد سے رشتہ عارضی ہوتا ہے نسبی نہیں ہوتا۔ اس لئے اسے وراثت بھی فرع سے ملتی ہے اصل سے نہیں۔ نیز اس لئے بھی کہ (اس کے شوہر کے قبیلہ پر) اس کی بیوہ کی وجہ سے کوئی اجنبی آدمی داخل نہ ہو۔ (الفروع، قرب الاسناد)

۳۔ نیز باسناد خود زرارہ اور محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورتیں زمین اور جائیداد میں سے کسی چیز کی وارث نہیں ہوتیں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ باسناد خود زرارہ، فضیل، برید اور محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت مرد کے گھر کی مٹی، یا زمین کی وارث نہیں ہوتی۔ ہاں البتہ مکان کے ملبہ اور لکڑیوں کی قیمت لگائی جائے گی اور اس قیمت کے ربع یا ثمن کی مستحق قرار پائے گی۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود زرارہ اور محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

عورتیں مکان کی زمین کی وراثت حاصل نہیں کرتیں (اور نہ ہی دوسری زمین سے) ہاں البتہ مکان کی عمارت اور ملبہ کی قیمت مقرر کی جائے گی۔ تو اس سے ربع یا ثمن ان کو دیا جائے گا...... یہ اس لئے ہے کہ (زمین کا وارث ہونے کی صورت میں) کہیں ایسے شخص سے عقد وازدواج نہ کریں جو دوسرے وارثوں کو بدمزہ کردے۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسنادِ خود یزید صائغ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا عورتیں (شوہر کی) زمین سے وراثت حاصل کرتی ہیں؟ فرمایا: نہیں۔ البتہ مکان کی قیمت سے وراثت حاصل کرتی ہیں۔ راوی نے عرض کیا کہ عام لوگ تو اس بات پر راضی نہیں ہوں گے؟ فرمایا: جب ہماری حکومت قائم ہوگی اور لوگ اس پر راضی نہیں ہوں گے تو ہم ان کو کوڑے ماریں گے اور اگر پھر بھی ٹھیک نہ ہوئے تو پھر ہم انہیں تلوار سے ماریں گے۔ (الفروع)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سنان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کے جواب میں لکھا کہ عورت مرد کی جائیداد (زمین وغیرہ) میں سے کسی چیز کی وارث نہیں ہوتی ہاں البتہ وہ گھر کے ملبہ وغیرہ (مال ومتاع کی وراثت حاصل کرتی ہے) اس کی وجہ یہ ہے زمین میں تغیر وتبدل ممکن نہیں ہے جبکہ عورت کا رشتہ عارضی ہے۔ کبھی کبھار قطع بھی ہو جاتا ہے اور اس میں تغیر وتبدل ممکن ہے مگر والدین اور اولاد کا رشتہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ناقابل تسخیر ہے پس جو رشتہ آنے جانے والا ہے اس کی وراثت بھی اس مال میں ہوتی ہے جو آنے جانے والا ہے (منقولہ مال)۔ اور جو رشتہ قائم ودائم ہے اس کی وراثت بھی ثابت وقائم جائیداد میں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، علل الشرائع، عیون الاخبار)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود احول سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ عورتیں (یعنی بیوگان) جائیداد سے وراثت حاصل نہیں کرتیں۔ ہاں البتہ وہ مکان کے ملبہ، درخت، کھجور وغیرہ کی قیمت سے اپنا حصہ پاتی ہیں امام علیہ السلام کی عورتوں سے مراد بیوگان ہیں۔ (الفقیہ)

۹۔ جناب محمد بن الحسن الصفار باسناد خود عبدالملک سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام والی کتاب منگوائی جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اٹھا کر لائے۔ جو آدمی کی ران کی طرح لپٹی ہوئی تھی (جب اسے کھولا گیا تو دیکھا کہ) اس میں لکھا تھا کہ جب شوہر مر جائے تو اس کی بیوگان کو اس کی (غیر منقولہ) جائیداد سے کچھ نہیں ملتا۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: بخدا یہ حضرت امام علی علیہ السلام کا خط ہے اور یہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی املاء ہے۔ (بصائر الدرجات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی اور کچھ ایسی حدیثیں آئینگی جو بظاہر اس کے منافی ہیں اور ہم وہیں اس کی وجہ بیان کریں گے۔ انشاء اللہ۔

باب ۷

شوہر اپنی زوجہ کے ہر قسم کے سب ترکہ سے وراثت حاصل کرتا ہے اور اسی طرح دوسرے تمام (خونی) رشتہ دار اور اسی طرح ذات الولد بیوہ بھی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن عبدالملک اور ابن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا شوہر اپنی بیوی کے مکان اور زمین وغیرہ سے وراثت حاصل کرتا ہے یا وہ بھی بمنزلہ عورت کے ہے کہ وہ زمین سے وراثت حاصل نہیں کرسکتا؟ فرمایا: وہ بیوی کے تمام ترکہ سے اور بیوی اس کے تمام ترکہ سے وراثت حاصل کرے گی۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے تقیہ پر محمول کیا ہے۔ نیز اسے ذات الولد بیوہ پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے یا اس صورت پر بھی جب دوسرے وارث اس کی اس طرح وراثت پر راضی ہوں۔

۲۔ نیز باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ ابن اذینہ سے روایت کرتے ہیں کہا: عورتیں جب ذات الولد ہوں تو پھر زمین سے بھی وراثت حاصل کرتی ہیں۔[1] (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر آیات و روایات کا عموم بھی دلالت کرتا ہے اور ان کا اطلاق بھی۔

باب ۸

جب زن وشوہر یا دوسرے وارثوں میں گھر کے ساز وسامان میں اختلاف ہو جائے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ آیا ابن ابی لیلیٰ (اہل جماعت کا قاضی) کوئی فیصلہ کر کے اس سے پھر

---

[1] جہاں تک آیات و روایات کے عموم و اطلاق کا تعلق ہے تو اس کے لحاظ سے زن وشوہر ایک دوسرے کے تمام ترکہ سے حصہ پاتے ہیں اس میں ذات الولد اور غیر ذات الولد کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ ہاں البتہ یہ صرف ابن اذینہ کا قول ہے جو عمومات کا مخصص یا اطلاقات کا مقید بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ہاں اگر ان عمومات کی مخصص اور اطلاقات کی مقید ہیں تو صرف وہ احادیث ہیں جن کا ایک شمہ ابھی اوپر باب ۶ میں گزر چکا ہے۔ اور یہ بات اصول فقہ میں طے ہو چکی ہے کہ احادیث معتبرہ قرآنی عموم و اطلاق کی مخصص و مقید ہو سکتی ہیں لہٰذا فقہ جعفریہ میں بیوہ خواہ ذات الولد ہو یا بے اولاد وہ شوہر کی جائیداد غیر منقولہ سے وراثت حاصل نہیں کرتی بلکہ صرف منقولہ سے حصہ پاتی ہے باقی تفصیلات ہماری فقہی کتاب قوانین الشریعہ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

بھی جاتا ہے؟ تو میں نے کہا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ اس نے شوہر اور بیوی کے مال و متاع کے بارے میں جبکہ ان میں سے کوئی ایک مر جائے اور زندہ کے وارث اور میت کے وارث اس مال کا دعویٰ کریں کہ یہ مال ان کا ہے؟ یا مرد عورت کو طلاق دے دے مرد اس مال کا دعویٰ کرے کہ وہ اس کا اور عورت بھی اس کا دعویٰ کرے اس نے اس قسم کے چار فیصلے کئے ہیں پوچھا: وہ فیصلے کیا ہیں؟؟ (۱) میں نے عرض کیا کہ ان میں سے پہلے قضیہ کے بارے میں تو ابراہیم نخعی کے قول کے مطابق فیصلہ کیا کہ عورت کا وہ خاص مال و متاع جو مرد کے لئے زیبا نہیں ہے یہ عورت کے لئے قرار دیا۔ اور مرد کا خاص مال جو عورت کے لئے زیبا نہیں ہے وہ مرد کے لئے قرار دیا۔ اور جو مال و متاع دونوں کے استعمال کا ہے اسے اس نے نصفا نصف قرار دیا۔ (۲) پھر مجھے اطلاع ملی کہ وہ کہتا تھا کہ چونکہ اس صورت میں دونوں مدعی ہیں کہ ان کے پاس جو کچھ ہے وہ ان کا ہے تو اسے دونوں کے درمیان نصفا نصف تقسیم کر دیا جائے گا۔ (۳) پھر کہا کہ جو مرد ہے وہ تو صاحب خانہ ہے اور عورت دخیل ہے یعنی اس پر داخل ہوئی ہے اور اب وہ مال کا دعویٰ کرتی ہے تو اس صورت میں سارا مال مرد کا ہے سوائے اس مال و متاع کے جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے اور مردوں کے استعمال میں نہیں آتا۔ (۴) پھر ایک ایسا فیصلہ کیا کہ اگر میں نے خود اس کا مشاہدہ نہ کیا ہوتا تو میں اسے کبھی نقل نہ کرتا۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمارے قبیلہ کی ایک عورت کچھ مال و متاع اور شوہر چھوڑ کر مر گئی تو میں نے اس کا معاملہ اس (قاضی) کے سامنے پیش کیا۔ تو اس نے کہا کہ اس کا سب مال و متاع لکھو (کہ وہ کیا چھوڑ گئی ہے؟) جب وہ لکھ کر پیش کیا گیا اور اس نے پڑھا تو شوہر سے کہا کہ یہ مال مردوں کا ہے اور جو عورت کا ہے وہ اس کا ہے۔ سوائے ترازو کے کہ وہ مرد کا مال ہے لہٰذا وہ تیرا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ آج کل کس (فیصلہ) پر قائم ہے؟ عرض کیا کہ اب وہ ابراہیم نخعی کے قول کی طرف پلٹ آیا ہے کہ گھر مرد کے لئے قرار دیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے (اس تمام گفتگو کے بعد) امام علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ اس معاملہ میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: بات تو وہی درست ہے جس کا تم نے مشاہدہ کیا ہے اگرچہ وہ اس سے منحرف ہو گیا ہے۔ راوی نے عرض کیا: یعنی وہ مال و متاع عورت کا سمجھا جائے گا؟ فرمایا: ہاں! نیز فرمایا: اگر وہ بیّنہ پیش کرتی تو کس قدر ہوتا؟ عرض کیا کہ دو گواہ ہوتے! فرمایا: اگر مکہ کے ان دو پہاڑوں سے بھی پوچھو (ان دنوں ہم مکہ میں تھے) تو وہ بھی گواہی دیں گے کہ جہیز اور عورت کا مال و متاع کھلم کھلا طور پر اٹھا کر شوہر کے گھر لایا جاتا ہے (جسے ایک جم غفیر دیکھتا ہے)۔ اور وہی یہ سامان لاتی ہے اور یہ مدعی اگر دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے اس مال میں کچھ مزید اضافہ کیا ہے تو پھر وہ بیّنہ و برہان پیش کرے!! (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام)

سے پوچھا کہ ایک مرد مر جاتا ہے تو کون سا مال اس کا سمجھا جائے گا۔ فرمایا: تلوار، اسلحہ، پالان اور بدن کے کپڑے۔ (التہذیبین)

۳۔ نیز باسناد خود یونس بن یعقوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ عورت شوہر سے پہلے مر جاتی ہے یا شوہر عورت سے پہلے مر جاتا ہے تو؟ فرمایا: جو مال ومتاع عورتوں سے مخصوص ہے وہ ان کا مال سمجھا جائے گا (اور جو مردوں سے مخصوص ہے تو وہ ان کا تصور ہوگا) اور جو مال ومتاع دونوں کے استعمال کا ہے وہ دونوں کا سمجھا جائے گا اور جو جس چیز پر قابض ہو جائے گا تو قبضہ کو دلیل ملکیت تصور کیا جائے گا۔ (التہذیب)

۴۔ نیز باسناد خود رفاعہ نخاس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مرد اپنی بیوی کو طلاق دے تو اس (عورت) کے گھر میں جو مال ومتاع ہے اس میں سے وہ مال اسی کا سمجھا جائے گا جو عورتوں سے مخصوص ہوتا ہے اور جو سامان مردوں اور عورتوں کے مشترکہ استعمال میں آتا ہے وہ ان دونوں میں (برابر برابر) تقسیم کیا جائے گا اور جب کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دے اور عورت دعویٰ کرے کہ سب مال ومتاع اس کا ہے اور مرد دعویٰ کرے کہ یہ سب اس کا ہے تو جو مال مردوں سے مخصوص ہے وہ مرد کو اور جو عورتوں سے مخصوص ہے وہ عورت کو دیا جائے گا اور جو مشترکہ ہے وہ دونوں میں برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ (التہذیب، الفقیہ)

باب ۹

اگر کسی شخص کی چار بیویاں ہوں اور وہ کسی ایک کو طلاق دے دے اور اس کی جگہ ایک اور عورت سے شادی کرلے اور مطلقہ مشتبہ ہو جائے کہ (وہ کون ہے؟) (اور پھر خاوند مر جائے) تو آخری کو چوتھائی کا چوتھا حصہ یا آٹھویں حصہ کا آٹھواں حصہ ملے گا اور باقی ترکہ باقی چار برابر برابر تقسیم کریں گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک ہی عقد میں چار عورتوں سے شادی کی یا کہا کہ ایک نشست میں کی جبکہ انکے حق مہر علیحدہ تھے تو؟ فرمایا: ایسا کرنا اس کے لئے اور ان کے لئے بھی جائز ہے! عرض کیا کہ اگر وہ کہیں باہر چلا جائے اور ان چار میں سے ایک کو شرعی طلاق دے اور وہاں کے لوگوں کو گواہ بھی مقرر کرے مگر وہ اس (مطلقہ) عورت کو پہچانتے نہیں ہیں اور وہ شخص اس عورت کی عدت پوری ہونے کے بعد اس علاقہ کی کسی عورت سے شادی کرلے اور اس سے دخول کے بعد مر جائے۔ تو اس کی وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟ فرمایا: اگر اس شخص کی اولاد

ہے تو پھر اس آخری زوجہ کو آٹھویں حصہ میں سے چوتھا حصہ ملے گا اور اگر اس مطلقہ کا پتہ چل گیا تو اسے کچھ نہیں ملے گا۔ اور اس پر عدت نہیں ہے۔ اور باقی تین عورتیں آٹھویں حصہ کے تین حصے برابر برابر حاصل کریں گی۔ اور عدتِ وفات گزاریں گی۔ اور اگر اس مطلقہ کی پہچان نہ ہو سکے تو پھر وہ چاروں آٹھویں حصہ کے تین حصوں کو برابر برابر آپس میں تقسیم کریں گی اور سب پر عدتِ وفات لازم ہوگی۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۰

جس شخص کے پاس تین زوجائیں موجود ہوں۔ اور بعد ازاں دو اور عورتوں سے عقد و ازدواج کرے تو ان میں سے پہلی کا عقد صحیح ہوگا اور وہ وراثت بھی پائے گی مگر دوسری کا عقد باطل ہوگا اور اسے وراثت بھی نہیں ملے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عنبسہ بن مصعب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کی تین بیویاں تھیں اور اس نے ان پر مزید دو عورتوں سے ایک ہی عقد میں شادی کر لی اور پھر ان میں سے ایک کے ساتھ مباشرت بھی کی اور بعد ازاں مر گیا تو؟ فرمایا: اگر ان دو دو عورتوں میں سے اس عورت کے ساتھ مباشرت کی ہے جس کا نام (عقد نکاح میں) پہلے لیا تھا اور اس کا پہلے ذکر کیا تھا۔ تو اس سے نکاح بھی صحیح ہوگا اور مباشرت بھی درست اور اس کو میراث بھی ملے گی اور وہ عدتِ وفات بھی رکھے گی۔ اور اگر اس نے اس سے مباشرت کی ہے جس کا عقد میں بعد میں نام لیا گیا تھا تو اس کا نکاح بھی باطل ہے اور مباشرت بھی غلط اور اسے وراثت بھی نہیں ملے گی۔ (ہاں البتہ وہ جو حق مہر[1] لے چکی ہے وہ اس کے لئے حلال ہوگا اور وہ عدت بھی رکھے گی)۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

ان چھوٹے میاں بیوی کی وراثت کا بیان جن کا عقد اُن کے ولی یا کچھ اور لوگ کر دیں؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبیدہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر

---

[1] یہ جملہ وسائل الشیعہ میں تو موجود ہے مگر ان تینوں مطبوعہ کتابوں میں مذکور نہیں ہے۔ اور حسب ظاہر یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ جب اس کا عقد ہی باطل ہے تو پھر حق مہر کس طرح حلال ہو سکتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک نابالغ لڑکا لڑکی ہو جن کا عقد نکاح ان کے شرعی اولیاء نے کر دیا ہے تو؟ فرمایا: ان کا نکاح درست ہے ان میں سے جو بھی پہلے بالغ ہو گیا تو اسے (نکاح کے بحال رکھنے یا توڑنے کا) اختیار ہوگا۔ اور اگر بلوغت سے پہلے مر گئے تو ان کے درمیان نہ وراثت چلے گی اور نہ کوئی حق مہر ہوگا۔ مگر یہ کہ وہ دونوں بالغ ہوں اور راضی ہوں۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر ان میں سے ایک بالغ ہو جائے تو؟ فرمایا: اگر وہ راضی ہو جائے تو یہ نکاح جائز (پختہ) ہوگا۔ عرض کیا کہ اگر پہلے لڑکا بالغ ہو اور وہ اس نکاح پر راضی ہو جائے اور پھر لڑکی کے بالغ ہونے سے پہلے مر جائے تو پھر؟ آیا لڑکی اس کی وراثت حاصل کرے گی؟ فرمایا: ہاں اس کا حصہ الگ کر کے رکھ دیا جائے گا۔ اور بالغ ہونے کے بعد اس سے حلفیہ بیان لیا جائے گا کہ وراثت کے لالچ کے بغیر آیا وہ اس عقد پر راضی تھی؟ اگر وہ یہ حلفی بیان دے دے تو پھر اس کا حصہ اس کو دے دیا جائے گا۔ اور آدھا حق مہر بھی۔ عرض کیا کہ اگر لڑکی بلوغت سے پہلے مر جائے تو آیا نابالغ لڑکا اس کا وارث قرار پائے گا؟ فرمایا: نہیں۔ کیونکہ لڑکی کو بلوغت کے بعد نکاح توڑنے کا اختیار تھا۔ عرض کیا: اور اگر لڑکی کے باپ[1] نے ہی اس کی بلوغت سے پہلے عقد کیا ہو تو پھر؟ فرمایا: باپ کا عقد صحیح اور نافذ ہے اور لڑکے پر بھی۔ اور لڑکے کے باپ پر لڑکی کا حق مہر لازم ہوگا۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عباد بن کثیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کا عقد نکاح ایک یتیم بچی سے کیا جو اسی کے زیر کفالت تھی۔ تو؟ فرمایا: اگر لڑکا مر گیا تو لڑکی اس کی وراثت پائے گی۔ لیکن اگر وہ مر گئی تو لڑکا اس کی وراثت نہیں پائے گا۔ کیونکہ اس لڑکی کو نکاح توڑنے کا اختیار تھا (جو کہ لڑکے کو نہیں تھا)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک بچے کی ایک بچی کے ساتھ شادی کر دی جاتی ہے۔ آیا (موت کی صورت میں) وہ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے؟ فرمایا: اگر ان کے باپوں نے ان کی شادی کی ہے تو پھر ہاں...... عرض کیا کہ آیا (نابالغ لڑکے کے) باپ کی طلاق نافذ ہے؟ فرمایا: نہیں۔ (ایضاً، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک دس سال کا لڑکا ہے جس کا عقد وازدواج اس کا باپ اسی صغرسنی

---

[1] حدیث کے آخری حصہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ حدیث کی ابتداء میں جو لفظ 'ولی' وارد ہے اس سے ولی شرعی یعنی باپ اور دادا مراد نہیں ہے بلکہ عام سرپرست مراد ہے۔ کما لا یخفی۔ (ورنہ ولی شرعی کا پڑھایا ہوا نکاح جائز اور نافذ ہوتا ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

میں کر دیتا ہے آیا وہ اسی دس سالہ سن وسال میں طلاق دے سکتا ہے؟ فرمایا: اس کی تزویج تو صحیح ہے مگر جہاں تک اس کی طلاق کا تعلق ہے تو اس کے بالغ ہونے تک اس کی اہلیہ کو روک کر رکھا جائے گا ہاں البتہ اس وقت معلوم ہوگا کہ آیا اس نے اسے طلاق دی ہے؟ پس اگر وہ طلاق کا اقرار کرے تو اسے طلاق بائن سمجھا جائے گا (اور اگر دوبارہ اس سے عقد کرنا چاہے تو) وہ اس کے خاستگاروں میں سے ایک ہوگا اور اگر طلاق دینے کا انکار کرے اور اسے نافذ نہ کرے تو وہ اس کی بیوی سمجھی جائے گی۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر اس اثناء میں وہ لڑکی مر جائے یا یہ لڑکا مر جائے تو وراثت کا کیا بنے گا؟ فرمایا: اسے موقوف سمجھا جائے گا یہاں تک کہ ان میں سے جو زندہ ہے وہ بالغ ہو جائے تو اس سے حلف اٹھوایا جائے گا کہ اس نے وراثت کی خاطر اس عقد پر رضامندی ظاہر نہیں کی۔ پھر وراثت اس کو دے دی جائے گی۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب النکاح میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

جب زن وشوہر میں سے کوئی ایک مباشرت سے پہلے مر جائے تو اس سے وراثت ثابت ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ایک عورت سے شادی کرتا ہے مگر اس کے ساتھ مباشرت کرنے سے پہلے مر جاتا ہے تو؟ فرمایا: وہ عورت اس کی وراثت پائے گی اور اس کی عدت وفات چار ماہ اور دس دن گزارے گی۔ اور اگر شوہر نے مہر مقرر کیا تھا تو اس کے نصف کی حقدار بھی ہوگی! اور اگر اس نے مہر مقرر نہیں کیا تھا تو پھر اس کے لئے کوئی مہر نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ دوسری حدیث میں یوں وارد ہے کہ اگر اس نے اس سے مباشرت کی تھی تو پھر اسے پورا زرِ مہر ملے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی۔ اور اس کے لئے حق مہر مقرر نہیں کیا۔ پھر مر گیا۔ یا اس نے دخول سے پہلے اسے طلاق دے دی تو اس عورت کا اس مرد پر کیا حق ہے؟ فرمایا: اس کا حق مہر تو کچھ نہیں ہے البتہ (موت کے سلسلہ میں) یہ اس (مرد) کی وارث بنے گی۔ اور وہ اس کا وارث بنے گا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب العدد اور باب المہور وغیرہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

عدتِ رجعی میں زن وشوہر کے درمیان وراثت ثابت ہوتی ہے بشرطیکہ مرض (الموت) میں نہ دی ہو۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جب کسی عورت کو طلاق مل جائے اور پھر اس کا شوہر وفات پا جائے اور ہنوز وہ اس کی عدت میں ہو ابھی اس پر حرام نہ ہوئی ہو تو وہ اس کی وارث بنے گی اور وہ اس کا وارث بنے گا جب تک وہ دوسرے حیض میں ہے اور ہنوز اسے صرف دو طلاقیں ہوئی ہیں۔ اور جب تیسری طلاق (بائن) مل جائے تو پھر وہ اپنے شوہر کی کسی چیز کی وارث نہ ہوگی اور نہ وہ اس کی کسی چیز کا وارث ہوگا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مطلقہ عورت خود وارث بنتی بھی ہے اور (شوہر کو) وارث بناتی بھی ہے یہاں تک کہ تیسرا خونِ حیض دیکھے پس جب اسے دیکھے تو پھر یہ سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طہر کے اندر صرف ایک طلاق (رجعی) دی اور پھر وفات پا گیا جبکہ وہ ہنوز عدت گزار رہی تھی تو؟ فرمایا: وہ اس کی وراثت پائے گی۔ پھر اس کی عدتِ وفات گزارے گی۔ اور اگر عدت (طلاق) گزرنے سے پہلے وہ مر جائے تو اس کا خاوند اس کی وراثت حاصل کرے گا اور وہ اس کی وراثت حاصل کرے گی۔ (التہذیب)

۴۔ نیز باسناد خود یزید کناسی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طلاق خلع والی، اختیار والی، مبارات والی اور حکم دے کر طلاق حاصل کرنے والی (یہ سب طلاق بائن کے مختلف اقسام ہیں) یہ اپنے (سابقہ) شوہروں کی وراثت نہیں پاتیں۔ کیونکہ اس طلاق کی وجہ سے ان کا باہمی تعلق قطع ہو چکا ہے۔ لہٰذا نہ ان کے شوہر رجوع کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے درمیان کوئی وراثت ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی عورت کو طلاق (رجعی) دی جائے اور اس کی عدت ختم ہونے سے پہلے اس کا خاوند مر جائے تو وہ اس کی وراثت پائے گی۔ بعد

ازاں عدتِ وفات گزارے گی اور اگر عدت کے دوران وہ مر جائے تو اس کا شوہر اس کی وراثت پائے گا اور اگر وہ قتل ہو جائے تو اس کا خاوند اس کی دیت سے حصہ پائے گا۔ اور اگر شوہر قتل ہو جائے تو وہ دیت سے حصہ پائے گی۔ جب یہ خود ایک دوسرے کو قتل نہ کریں (ورنہ قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں ہوسکتا)۔
(التہذیب، الاستبصار)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنی بیوی کو (رجعی) طلاق دے دے تو وہ عدت گزرنے سے پہلے ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ پس جب وہ اسے تیسری طلاق دے دے تو اب نہ تو وہ رجوع کر سکتا ہے اور نہ ہی ان کے درمیان وراثت ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الطلاق اور باب الخلع میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

جو شخص بیماری کی حالت میں (بیوی کو) نقصان پہنچانے کی نیت سے بائن یا رجعی طلاق دے تو وہ اس وقت تک اس کی وارث قرار پائے گی جب تک وہ تندرست نہ ہو جائے یا یہ دوسری جگہ شادی نہ کر لے۔ یا ایک سال نہ گزر جائے اور وہ اس کا وارث نہیں بن سکے گا مگر عدت کے دوران۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے چکنے کے بعد تیسری طلاق (بائن) بھی دے دے جبکہ وہ بیمار ہو تب بھی (اگر وہ مر گیا تو) یہ اس کی وراثت پائے گی۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود ابو العباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو بیماری کے دوران طلاق دے تو وہ اس کی وراثت حاصل کرے گی جب تک وہ اسی بیماری میں ہے اگرچہ اس کی عدت گزر جائے۔ مگر یہ کہ وہ تندرست ہو جائے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر اس کی بیماری طول پکڑ جائے تو؟ فرمایا: ایک سال تک (وراثت چلے گی)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حلبی، ابو بصیر اور ابو العباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (مطلقہ بیوی کی) جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو وہ تو اس کی وراثت پائے گی مگر وہ اس کو وراثت نہیں پا سکے

گا۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس بیمار کے ساتھ مخصوص ہے جو بیماری کی حالت میں طلاق دے۔

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن الحجاج سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بیمار آدمی اپنی بیماری کے دوران اپنی بیوی کو طلاق دے تو اگر وہ اسی بیماری میں مر جائے اور عورت بیٹھی رہے یعنی (عقد ثانی نہ کرے) تو وہ اس کی وراثت پائے گی۔ اور اگر شادی کر لے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اس پر راضی ہے جو کچھ اس کے ساتھ کیا گیا۔ لہٰذا وراثت نہیں پائے گی۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیماری کی حالت میں ضرر پہنچانے کی غرض سے اپنی بیوی کو طلاق دے تو وہ اس کی وارث بنتی ہے۔ مگر یہ اس کا وارث نہیں بنتا؟ اور اس ضرر رسانی کی حد کیا ہے؟ فرمایا: ضرر پہنچانے سے مراد اسے اپنی وراثت سے محروم کرنا ہے تو سزا کے طور پر اسے لازماً وراثت دلوائی گئی ہے۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

۶۔ نیز باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص بیماری کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو؟ فرمایا: جب تک وہ اس کی عدت میں ہے وہ اس کی وارث بنے گی اور اگر اس نے ضرر وزیاں پہنچانے کی نیت سے طلاق دی ہے تو پھر وہ ایک سال تک بھی اس کی وراثت پائے گی۔ ہاں البتہ جب ایک سال سے مدت بڑھ جائے خواہ ایک دن ہی ہو تو پھر وراثت حاصل نہیں کرے گی۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الطلاق میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵

طلاق خلع والی، مبارات والی اور اپنے حکم سے طلاق لینے والی (اپنے سابقہ شوہر کی) وراثت حاصل نہیں کرتیں اگرچہ ان کی طلاق بیماری کی حالت میں بھی واقع ہوئی ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قاسم ہاشمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ طلاق خلع، مبارات اور حکماً طلاق لینے والی

عورتیں (اپنے سابقہ شوہر) کی وراثت حاصل نہیں کر سکتیں اگر چہ ان کی یہ طلاق اس کی بیماری کے دوران ہی واقع ہوئی ہو۔ جبکہ وہ مر جائے کیونکہ اس طلاق (بائن) سے ان کا تعلق قطع ہو گیا ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اِس سے پہلے (باب الخلع میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۶

زن وشوہر میں اس وقت باہمی وراثت ثابت نہیں ہوتی جب ان میں سے کوئی وارث کافر ہو یا قاتل ہو یا غلام! حتیٰ کہ وہ مدبرہ زوجہ ہو جس کا مدبّر ہونا شوہر کی وفات پر موقوف ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاّد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مسلمانؐ اپنی ذمیہ بیوی کا وارث تو بنے گا مگر وہ اسکی وراثت حاصل نہیں کر سکے گی۔ (کتب اربعہ)

۲۔ نیز باسناد خود جمیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس صورت حال کے بارے میں جبکہ شوہر مسلمان ہو اور بیوی یہودیہ یا نصرانیہ ہو۔ فرمایا: وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے موانع ارث وغیرہ کے تذکرہ میں بیان کی جا چکی ہیں۔

باب ۱۷

وراثت صرف عقد دائمی میں ہوتی ہے۔ عقد متعہ میں نہیں ہوتی اور اس میں وراثت کی شرط مقرر کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین طرح سے شرم گاہیں حلال ہوتی ہیں: (۱) ایک وراثت والا نکاح (دائمی)، (۲) دوسرا نکاح بلا میراث (متعہ)، (۳) ملک یمین (کنیزی)۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عقد متعہ وراثت کے ساتھ بھی نکاح ہے۔ اور وراثت کے بغیر بھی یعنی اگر وراثت کی شرط کی جائے تو ہوگی ورنہ نہیں۔ (ایضاً)

۳۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ برقیؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ متعہ والی عورت عقد متعہ کرنے سے وراثت کیوں نہیں پاتی؟ فرمایا: اس لئے کہ وہ مستاجرہ ہے اور اس کی عدت پینتالیس (۴۵) دن ہے۔ (المحاسن، العلل)

مؤلفِ علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے آدابِ نکاح میں اور عقد متعہ وغیرہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۸

جب کوئی بیمار آدمی نکاح کرے اور مباشرت بھی کرے تو نکاح صحیح ہے اور اس سے میراث ثابت ہو جائے گی اور اگر مباشرت نہ کرے تو نکاح باطل متصور ہوگا اور باہمی وراثت بھی نہیں ہوگی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوولاّد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے بیماری کی حالت میں شادی کی ہے تو؟ فرمایا: جب وہ اس سے مباشرت کرے اور پھر اسی بیماری میں مر جائے تو وہ اس کی وراثت پائے گی۔ اور اگر مباشرت نہ کرے تو پھر وہ وراثت نہیں پائے گی اور اس کا نکاح باطل ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیمار کو طلاق دینے کا حق نہیں ہے مگر شادی کر سکتا ہے۔ پس اگر وہ شادی کرے اور مباشرت بھی کرے تو جائز ہے۔ اور اگر مقاربت نہ کرے یہاں تک کہ اسی بیماری میں مر جائے تو اس کا نکاح باطل ہے اور عورت کے لئے نہ کوئی حق مہر ہے اور نہ ہی وراثت ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلفِ علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب النکاح، مقدماتِ نکاح اور باب المتعہ میں گزر چکی ہیں۔

ولاءِ عتق (یعنی غلام آزاد کرنے کی ولایت) کی میراث کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چار (۴) باب ہیں)

باب ۱

کسی غلام کو آزاد کرنے والا کسی ایک بھی رشتہ دار کی موجودگی میں وارث نہیں بنتا البتہ جب کوئی رشتہ دار نہ ہو تو وہ وارث بنے گا۔ اور اگر وہ مرجائے تو یہ حق اس کی اولادِ ذکور واناث کی طرف منتقل ہو جائے گا اگر آزاد کرنے والا مرد ہو۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص مرجاتا ہے اور اپنے پیچھے ایک بہن اور کچھ سردار چھوڑ جاتا ہے (یعنی اس کا وارث کون ہوگا؟) فرمایا: سارا مال اس کی بہن کا ہے۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسنادِ خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام رشتہ داروں کو میراث دیتے تھے نہ کہ سرداروں کو۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں مرنے والے کی خالہ اس کے مالک سے وراثت کا جھگڑا کرتے ہوئے حاضر ہوئی تو حضرت امیر علیہ السلام نے آیت مبارکہ ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾ کی تلاوت کرتے ہوئے میراث اس کی خالہ کو دی اور مالک کو کچھ نہیں دیا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ نیز باسنادِ خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت امام علی علیہ السلام کا کوئی ایسا غلام مرجاتا تھا جس کا کوئی رشتہ دار ہوتا تھا تو آپؑ اس کی وراثت نہیں لیتے تھے بلکہ اس کا مال اس کے رشتہ دار کو دے دیتے تھے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسنادِ خود ابن ابو الحمراء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ کہ مرنے والے کی میراث سے اس کے آقاؤں کا کتنا حصہ ہے؟ فرمایا: ان کے لئے مٹی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود عمرو بن ازرق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان سے ایک آدمی سوال کر رہا تھا کہ ایک شخص اپنی بھانجی اور کچھ آقا چھوڑ کر مر گیا ہے۔ اور اس کا ایک ہزار میرے پاس امانت پڑا ہے جس کا کسی کو کوئی علم نہیں ہے۔ اس کی وہ بھانجی میرے پاس آئی اور ایک قرآن گرو رکھ کر مجھ سے تیس درہم لے گئی ہے۔ امام علیہ السلام نے یہ بات سن کر مجھ سے فرمایا: آیا کسی کو اس کا علم ہے؟ عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا: سب رقم اسی کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر کے دے کہ کسی کو پتہ نہ چلے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب حمزہ بن عبدالمطلبؓ کا ایک غلام مر گیا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی میراث جناب حمزہ کی بیٹی کو دی۔۔۔۔۔ ابوعلی کہتے ہیں کہ یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مرنے والے (غلام) کی کوئی بیٹی نہیں تھی جس طرح برادرانِ اسلامی روایت کرتے ہیں (ورنہ وراثت اس کی بیٹی کو ملتی)۔۔۔۔۔ نیز اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ عورت بھی عتق وِلا والی وراثت حاصل کرتی ہے نہ کہ جس طرح برادرانِ اسلامی روایت کرتے ہیں (کہ عورت اس طرح وراثت حاصل نہیں کر سکتی)۔ (التہذیب، الفروع)

۸۔ نیز باسناد خود حنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں سوید بن غفلہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ ایک شخص (غلام) فوت ہوا اور ایک بیٹی، ایک بیوی اور کچھ آقا اپنے پیچھے چھوڑے تو؟ انہوں نے کہا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اس سلسلہ میں حضرت امام علی علیہ السلام کا فیصلہ کیا تھا؟ آپؑ نے بیٹی کو نصف وراثت (بالفرض) دی، بیوہ کو آٹھواں دیا اور باقی مال بیٹی کو بالرد دیا۔ اور آقاؤں کو کچھ نہیں دیا۔

(التہذیب، الفقیہ)

۹۔ نیز باسناد خود ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ عبداللہ بن مسعود اور زید بن ثابت مرنے والے (غلام) کے رشتہ داروں کو وراثت دیتے تھے اور اس کے آقاؤں کو کچھ نہیں دیتے تھے۔ راوی نے کہا: اور حضرت علی علیہ السلام؟ کہا: وہ تو اس سلسلہ میں ان دونوں سے بھی زیادہ سخت تھے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۱۰۔ نیز باسناد خود محمد بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص مر گیا۔ جو کہ ایک شخص کا غلام تھا اور اس کا آقا اس سے پہلے مر گیا۔ اور اپنے بعد ایک بیٹا اور چند بیٹیاں چھوڑ گیا۔ تو اس کے آقا کی میراث کس طرح تقسیم ہو گی؟ امام علیہ السلام نے لکھا: وہ صرف مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے ولاء عتق وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جب مرنے والے (غلام) کا غلام وارث موجود ہو تب بھی اس کا آقا اس کی وراثت نہیں پاتا۔ بلکہ میت کے ترکہ سے غلام (وارث) کو خرید کر آزاد کیا جائے گا اور وہ باقی ترکہ کا وارث قرار پائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ایک غلام مر گیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: دیکھو آیا اس کا کوئی وارث ملتا ہے؟ عرض کیا گیا کہ یمامہ میں اس کی دو بیٹیاں موجود ہیں جو کنیزیں ہیں! پس امام علیہ السلام نے ان دونوں کو مرنے والے کے مال سے خریدا (اور آزاد کیا) اور پھر باقیماندہ ترکہ ان کے حوالے کیا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳

وِلا (سرپرستی) اس شخص کو حاصل ہے جو آزاد کرتا ہے اور وراثت بھی اسے ہی ملتی ہے جبکہ کوئی نسبی رشتہ دار موجود نہ ہو۔ عام اس سے کہ آزاد کرنے والا مرد ہو یا عورت۔ اور وِلا کے چند دیگر احکام۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالصباح کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے اُس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک مرد کو آزاد کیا تھا کہ اس (آزاد کردہ مرد) کی وِلا کس کو حاصل ہوگی اور وراثت کس کو؟ فرمایا: آزاد کرنے والی کو۔ مگر یہ کہ اس کا کوئی (نسبی) وارث موجود ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ جناب سید ابن طاؤسؒ اپنی کتاب کشف المحجہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام کے نام وصیت نامہ میں لکھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وِلا آزاد کرنے والے کو حاصل ہے۔ (کشف المحجہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ثابت بن دینار سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے

روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث الحقوق میں فرمایا: اور تمہارے محسن آقا کا تم پر یہ حق ہے کہ تم پہچانو کہ اس نے تم پر اپنا پیسہ خرچ کیا ہے اور تمہیں غلامی کی ذلت سے نکالا ہے (اور آزادی کی عزت سے نوازا ہے)........

اور یہ جانو کہ وہ تمہاری حیات وممات میں سب لوگوں سے تمہارے لئے اولیٰ ہے اور تمہارے اس غلام کا حق جس پر تم نے احسان کیا ہے یہ ہے کہ تم یہ جانو کہ خداوند عالم نے تمہارے ہاتھوں اس کی آزادی کو تمہارے لئے جہنم سے بچاؤ کی ڈھال قرار دیا ہے۔ اور اس کا دنیوی ثواب یہ ہے کہ اس کی وراثت تمہیں دی ہے۔ جبکہ اس کا کوئی رشتہ دار نہ ہو۔ تاکہ تمہارے خرچ کردہ مال کا بدلا قرار پا سکے۔ اور اس کا اخروی ثواب جنت ہے۔

(الفقیہ، الامالی، الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب العتق اور یہاں باب ۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

جب مکاتب (غلام) اپنی مقررہ قیمت ادا کر چکے اور مر جائے اور اس کا کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو تو اس کی میراث امام کے لئے ہے آقا کے لئے نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک مکاتب غلام ہے جس نے اپنی قیمت ادا کر کے اپنے آپ کو خرید لیا (اور آزاد ہو گیا اور وفات پا گیا) اور اس نے اپنے پیچھے اس قدر مال چھوڑا کہ جس کی قیمت ایک لاکھ (درہم) ہے مگر اس کا وارث کوئی نہیں ہے تو؟ فرمایا: اس کا وارث وہ ہوگا جو اس کے جرائم کا ضامن ہے۔ عرض کیا: وہ کون ہے؟ فرمایا: جو تمام مسلمانوں کے جرائم کا ضامن ہے! (یعنی امام علیہ السلام)۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (جلد ۱۶ ابوابِ مکاتب میں) گزر چکی ہیں۔

ضمانت جریرہ اور امامت کی ولایت کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل سات (۷) باب ہیں)

باب ۱

جب مرنے والے کا کوئی نسبی رشتہ دار اور آزاد کرنے والا آقا نہ ہو تو پھر ضامن الجریرہ[1] اس کا وارث ہوتا ہے اور ضامن صرف وہ ہو سکتا ہے جو سائبہ ہو اور ضامن و مضمون میں آزاد ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنا غلام آزاد کرنا چاہا جبکہ اس کا مالک اس سے ہر سال مال کا ایک خاص حصہ لیتا تھا۔ عرض کیا کہ جب وہ غلام کو اپنی کمائی سے نہ کہ اس سے حاصل کردہ حصہ سے آزاد کر دے اور اس کی ولاءِ عتق کس کے لئے ہوگی؟ فرمایا: وہ آزاد ہے جس سے چاہے وِلا قائم کرے! پس جب کوئی اسی کی جنایت اور دیت کا ضامن ہوگا تو وہ اس کا موالی ہوگا اور وارث بھی! عرض کیا کہ کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ وِلا اس کو حاصل ہوتی ہے جو آزاد کرتا ہے؟ فرمایا: یہ تو غلام ہے یہ وِلا اپنے جیسے غلام کے لئے نہیں ہوتی۔ عرض کیا: اگر آزاد ہونے والا غلام اپنے آقا کی جنایت کی ضمانت دے دے تو کیا اس پر یہ لازم ہوگی؟ اور کیا اس کا موالی اور وارث قرار پائے گا؟ فرمایا: ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی کوئی غلام آزاد کا وارث ہوتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی

---

[1] یہ ایک قسم کا معاہدہ ہے جو اس طرح دو شخصوں کے درمیان قائم کیا جاتا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی ایک کوئی جنایت کرے گا تو دوسرا اس کے تاوان کی ادائیگی کا ضامن ہوگا اور یہ اس کے عوض اس کی موت کے بعد اس کا وارث ہوگا۔ اور یہ معاہدہ اس صورت میں صحیح ہوتا ہے کہ جب ضامن کا کوئی نسبی رشتہ دار موجود نہ ہو اور نہ ہی کوئی آزاد کرنے والا۔ اور افضل یہ ہے کہ یہ معاہدہ شاہدین عادلین کی موجودگی میں کیا جائے تا کہ نزاع کی صورت میں اس کا خاتمہ کیا جا سکے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

شخص کو کسی کی وِلا حاصل ہو (خواہ آزاد کرنے والی یا ضمانت جریرہ والی) تو وہ اس کا وارث بھی ہوتا ہے اور اس پر اس کی دیت بھی ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبیدہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص جو کافر تھا اسلام لایا۔ اور مسلمانوں میں سے کسی کے ساتھ موالات قائم کی تو؟ فرمایا: اگر وہ اس کی دیت اور جنایت کی ضمانت دے دے تو وہ اس کا وارث قرار پائے گا اور اس کا مولا بھی ہوگا۔ (التہذیب)

۴۔ نیز باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنے غلام کو عبرتناک سزا دی تھی یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ آزاد ہے۔ اس پر کسی کو کوئی قابو نہیں ہے وہ جس سے چاہے موالات قائم کرے پس جب کوئی اس کی جنایت کی ضمانت دے دے تو وہی اس کا وارث ہوگا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (جلد ۱۶ باب العتق وغیرہ میں) اور یہاں بھی گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

ایک مسلمان کے لئے کافر ذمی کا ضامن جریرہ بننا جائز ہے اس طرح وہ ذمی کا وارث قرار پائے گا مگر ذمی اس کا وارث نہیں بن سکے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد (بن مسلم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ آیا ایک آزاد غلام سے اور کافر ذمی کسی مسلمان سے موالات کرتے ہوئے یہ معاہدہ کر سکتا ہے کہ وہ اس کی دیت اور جنایت کی ضمانت دے دے تو وہ اس کا وارث ہوگا؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (جلد ۱۶، باب العتق اور یہاں سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳

جب کوئی ایسا (لاوارث) شخص مرجائے جس کا کوئی رشتہ دار، یا زن وشوہر میں سے کوئی نہ ہو، نہ آزاد کرنے والا اور نہ کوئی ضامن جریرہ الغرض جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا وارث امام ہوگا۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی ایسا شخص مر جائے جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ نہ رشتہ دار، نہ آزاد کرنے والا نہ اس کی جنایت کا ضامن ہو تو اس کا مال انفال میں سے ہے (جو نبی وامام کا ہوتا ہے)۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: جو شخص مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال انفال میں سے ہے (مال امام ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مر جائے اور اپنے اوپر قرضہ چھوڑ جائے تو اس کی ادائیگی ہمارے اوپر ہے اور اس کے اہل وعیال کی دیکھ بھال ہمارے ذمہ ہے اور جو مر جائے اور کچھ مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے اور جس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال انفال میں سے ہے۔ (الفروع)

۴۔ نیز باسناد خود حماد بن عیسیٰ اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: امام علیہ السلام ہر اس شخص کا وارث ہوتا ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود عمار بن ابوالاحوص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ سائبہ کون ہے؟ فرمایا: قرآن میں نگاہ کرو پس جہاں بھی ﴿فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ﴾ (غلام آزاد کرنا) نظر آئے وہی سائبہ ہے۔ اے عمار! اس پر کسی کو کوئی ولایت حاصل نہیں ہے سوائے خدا کے اور جس کی ولایت خدا پر ہو اس کی ولایت رسول کو حاصل ہے اور جس کی ولایت رسول کو حاصل ہو تو پھر اس کی ولایت امام کو حاصل ہوتی ہے۔ اس کی جنایت تاوان امام پر ہوتا ہے اور اس کی وراثت بھی امام کو ملتی ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کسی غلام کو آزاد کرے تو وہ جس سے چاہے موالات قائم کرے اور جو جس سے وِلا قائم کرے گا وہی اس کی جنایت کا ضامن ہوگا اور وہی اس کی میراث

حاصل کرے گا۔ اور اگر وہ خاموش رہے (اور کسی سے وِلا قائم نہ کرے) یہاں تک کہ مر جائے تو پھر اس کی وراثت بیت المال کے سپرد کی جائے گی جب کہ اس کا کوئی ولی و وارث نہ ہو۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں بیت المال سے امام کا بیت المال مراد ہے۔ کیونکہ وہی لوگوں کے حالات و کوائف کے کفیل ہوتے ہیں۔

۷۔ نیز باسناد خود حمزہ بن حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک چور نے ایک مسلمان پر زیادتی کی اور اسے زخمی کر دیا اور اس کا مال غصب کر لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد چور تائب ہو گیا اور وہ مال دیکھا جو اس نے غصب کیا تھا اسے اٹھایا اور اس شخص کی تلاش میں گھر سے نکلا جسے زخمی کر کے وہ مال غصب کیا تھا تا کہ اسے واپس کرے اور اس سے اپنی بدسلوکی معاف کرائے مگر وہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ وہ شخص تو مر چکا ہے۔ لہٰذا اس نے اس کے جاننے پہچاننے والوں سے دریافت کیا کہ آیا اس نے کوئی وارث چھوڑا ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اس شخص نے میرے ذمہ لگایا کہ اس کے بارے میں آپ سے دریافت کروں تا کہ وہ اس کے مطابق عمل درآمد کرے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اس مرنے والے نے کسی مسلمان سے وِلا قائم کی تھی اور کوئی اس کی جنایت کا ضامن تھا تو پھر تو اس مرنے والے کا وارث وہی شخص ہوگا۔ (لہٰذا یہ مال اسی کے حوالے کیا جائے گا)۔ اور اگر اس نے کسی مسلمان سے ایسا کوئی معاملہ نہیں کیا تھا تو اس کی وراثت امام المسلمین کو ملے گی۔ سائل نے عرض کیا کہ غاصب کا معاملہ خدا کے ساتھ کیسا ہوگا؟ فرمایا: جب وہ مال امام تک پہنچا دے گا تو اس کے وبال سے تو بچ جائے گا مگر جہاں تک مسلمان کو زخمی کرنے کا تعلق ہے تو اس کا قصاص تو قیامت کے دن لیا جائے گا۔ (التہذیب)

۸۔ نیز باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس کے قبضہ میں کسی ایسے مرنے والے شخص کا مال ہے جس کے وارث کا اسے کوئی علم نہیں ہے وہ اس مال کا کیا کرے؟ فرمایا: میں تمہیں نہیں بتاتا کہ وہ کس کے لئے ہے؟ امام کی مراد اپنی ذات تھی...... یعنی وہ امام کے حوالے کرے۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ ایوب بن عطیہ حذّاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مؤمن کی ذات سے بھی اس کے ساتھ اولیٰ ہوں۔ پس جو کچھ مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارث کے لئے ہے اور جو کچھ اپنے ذمہ قرضہ چھوڑ جائے یا کچھ جائیداد تو وہ میری طرف ہے اور مجھ پر

ہے۔(الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اور کچھ باب الخمس میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

اگر لاوارث شخص کا مال (وراثت) غیبت یا تقیہ کی وجہ سے امام علیہ السلام تک پہنچانا مشکل ہو جائے تو اس کا حکم کیا ہے؟

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود خلاد سندی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی ایسا شخص مر جائے جس کا کوئی (وارث) نہ ہو تو اس کا مال اس کے ہم شہریوں کو دے دو۔(الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جب کوئی ایسا شخص مر جائے جس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کی وراثت اس کے ہم شہری (مستحقین) کے لئے ہے۔(الفقیہ)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اس کی پوری وضاحت کرتے ہیں کہ جب امامؑ ظاہر ہوں تو ایسے شخص کا مال امامؑ کا ہے اور جب غائب ہوں تو پھر اس کے شہر والوں کا ہے۔ جبکہ اس کا نہ کوئی رشتہ دار ہو اور نہ ہی شہر والوں سے کوئی زیادہ قریبی ہو۔

۳۔ نیز باسنادخود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک مسلمان قتل ہو گیا ہے جس کا ایک نصرانی باپ موجود ہے اس کی وراثت کس کو ملے گی؟ فرمایا: لے کر بیت المال میں جمع کرا دی جائے کیونکہ ایسے شخص کی جنایت کا بوجھ بھی بیت المال پر پڑتا ہے۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا ایک غلام کو آزاد کیا گیا۔ تو؟ فرمایا: وہ جس سے چاہے وِلا قائم کرے۔ پس وہ جس سے وِلا قائم کرے گا وہ اس کی جنایت کا ضامن ہوگا اور اس کی وراثت پائے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ خاموش رہے یعنی کسی سے وِلا قائم نہ کرے تو پھر؟ فرمایا: اس کا مال بیت المال میں جمع کرایا جائے گا۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسنادخود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے ایک نصرانی غلام آزاد کیا پھر فرمایا: اگر اس کا کوئی ولی نہ ہو تو پھر اس کی وراثت تمام مسلمانوں کے لئے ہے (یعنی بیت المال میں جمع کرائی جائے گی)۔ (قرب الاسناد)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ کتاب نہایہ میں اور جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کتاب مقنعہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام اس شخص کی وراثت جس کا نہ کوئی رشتہ ہوتا تھا اور نہ کوئی آزاد کرنے والا...... اس کے لئے شہریوں میں غرباء و مساکین اور کمزور لوگوں میں تبرعاً تقسیم فرمادیتے تھے (ورنہ حقیقی وارث تو خود تھے)۔

(کتاب النہایہ والمقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵

اس شخص کی وراثت کا حکم؟ جو صرف ایک رضاعی بھائی چھوڑ کر مر جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مروک بن عبید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو مر گیا ہے اور ایک رضاعی بھائی کے سوا اور اس کا کوئی وارث نہیں ہے آیا وہ اس کا وارث بنے گا؟ فرمایا: ہاں۔ مجھے میرے والد نے میرے جد سے اور انہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو (بچہ) ہمارا دودھ پئے یا ہمارے کسی (بچہ) کو پلائے تو ہم اس کے آباء و اجداد ہیں۔ (الفروع)

۲۔ قبل ازیں سابقہ باب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کے عہد میں ایک شخص مر گیا جس کا کوئی وارث نہ تھا تو آپؑ نے اس کی وراثت ہمشیرج کو دی۔ جس کے معنی رضاعی بھائی و بہن کے ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۶

زن و شوہر ضامن الجریرۃ کے ساتھ وارث ہوتے ہیں اور بڑا حصہ پاتے ہیں اور امام کے ساتھ ان کے وراثت پانے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالمغرا سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خداوند عالم نے زن و شوہر کو تمام وارثوں کے

ساتھ شامل کیا ہے۔ اوران کا حصہ ایک ربع اور ثمن سے کم نہیں کیا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (میراث الزوجین میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷

جب کوئی مسلمان مرجائے اور اس کا وارث کافر کے سوا کوئی نہ ہو تو اس کی میراث کا مال بیت المال کا ہے اور یہی حکم اس کی دیت کا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں اس مسلمان مرد کے بارے میں جو ایک نصرانی باپ چھوڑ کر قتل ہو گیا تھا۔ فرمایا: اس کی دیت لے کر بیت المال میں جمع کر دی جائے گی۔ کیونکہ اس کی جنایت بھی تو بیت المال کے ذمہ ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم وخصوص سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

ولد الملاعنہ اور اس قسم کے لوگوں (جیسے ولد الحرام) کی میراث

(اس سلسلہ میں کل بارہ (۱۲) باب ہیں)

باب ۱

ولد الملاعنہ کا باپ یا اس کی طرف سے کوئی رشتہ دار (جیسے چچا وغیرہ) وارث نہیں ہوتا بلکہ اس کی وارث صرف اس کی ماں ہوتی ہے یا ماں کی طرف سے رشتہ دار جیسے ماموں اور بھائی وغیرہ اور اس کی اپنی اولاد وغیرہ۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ملاعنہ کرے تو اس کی عورت اس پر حرام مؤبد ہو جاتی ہے اور اگر کوئی شخص اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائے تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔ اور اگر بچہ (ولد الملاعنہ) ہو تو اس کے ماموں اس کے وارث بنیں گے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ولد الملاعنہ کی میراث اس کی ماں کے لئے ہے اور اگر اس کی ماں زندہ نہ ہو تو پھر اس کی ہوگی۔ جو ماں کی طرف سے اس سے زیادہ قرابتدار ہوگا جیسے ماموں۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود منصور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب ولد الملاعنہ مر جائے اور اس کے بھائی موجود ہوں تو خدائی حصص کے مطابق ان میں اس کی وراثت تقسیم کی جائے گی۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھائیوں سے مراد سگے بھائی یا صرف ماں کی طرف سے بھائی مراد لئے ہیں اور کہا ہے کہ ان سے صرف پدری بھائی مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ (باپ کی طرح) وارث نہیں ہوتے۔

۴۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث

لعان کے ضمن میں فرمایا: جب وہ بچہ مرجائے اس کی ماں اس کی وارث قرار پائے گی...... راوی نے عرض کیا کہ اگر ماں مرجائے اور اس کا وہ بچہ اس کا وارث بنے اور پھر وہ بچہ مرجائے تو اب اس کا وارث کون بنے گا؟ فرمایا: اس کے ماموں۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ولد الملاعنہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور اس کا مقام و منزلت صرف ماں کی طرف سے ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب اللعان میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب ۴ میں) آئینگی نیز بعد ازیں کچھ ایسی حدیثیں بھی آئینگی جو بظاہر ان کے منافی ہیں مگر ہم ان کی توجیہہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

اگر ملاعنہ کے بعد باپ لڑکے کا اقرار کرے (کہ یہ لڑکا اسی کا ہے) تو اس صورت میں لڑکا تو اس کا وارث ہوگا مگر وہ لڑکے کا وارث نہیں بن سکے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی ملاعنہ کرنے والا (باپ) لعان سے پہلے اپنے آپ کو جھٹلا دے تو اس کی بیوی تو اس کی طرف لوٹا دی جائے گی مگر اس پر شرعی حد (اسی کوڑے) جاری کی جائے گی اور اگر ملاعنہ کر چکے تو پھر حرام مؤبد ہو جائے گی۔ اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت زنا لگائے تو اس پر حد (اسّی کوڑے) جاری کی جائے گی۔ اور اگر اس اثنا میں بچہ مرجائے تو اس کے وارث اس کے ماموں ہوں گے۔ اور اگر باپ دعویٰ کرے کہ یہ بچہ میرا ہی ہے تو پھر اسی سے ملحق ہوگا اور اگر مرجائے تو بچہ تو اس کا وارث بنے گا مگر باپ اس کا وارث نہیں بنے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ملاعنہ کیا اور بچہ کی نفی کر دی...... مگر ملاعنہ کے بعد اس نے اپنے آپ کو جھٹلا دیا (کہ اس نے یہ سب کاروائی جھوٹی کی ہے) تو آیا اس کی بیوی اس کو لوٹا دی جائے گی؟ فرمایا: نہیں۔ اور اس کے لئے کوئی عزت نہیں۔ قیامت کے دن تک وہ اس پر حلال نہیں ہے...... راوی نے عرض کیا کہ جب باپ اب بچے کا اقرار کرتا ہے کہ وہ اس کا بیٹا ہے تو آیا یہ بچہ باپ کا وارث قرار پائے گا؟ فرمایا: ہاں...... مگر باپ اس بچہ کا

وارث نہیں بن سکے گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے اس وقت ملاعنہ کیا جب وہ حاملہ تھی۔ بعد ازاں اس نے ایک بچہ کو جنم دیا۔ تب شوہر نے اس کا دعویٰ کیا کہ یہ بچہ اس کا ہے تو؟ فرمایا: بچہ اس کو لوٹایا جائے گا۔ مگر وہ اس (بچہ) کا وارث نہیں بن سکے گا لیکن بچہ اس کا وارث قرار پائے گا۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ۔ اور کچھ بظاہر اس کے منافی حدیثیں بھی آئینگی اور ہم ان کی توجیہہ پیش کریں گے۔

باب ۳

جب ولد الملاعنہ مر جائے تو اس کے سارے ترکہ کی وارث اس کی ماں ہوگی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ولد الملاعنہ کی میراث اس کی ماں کی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ابن الملاعنہ مر جائے تو اس کے ترکہ سے ایک ثلث تو اس کی ماں پائے گی اور باقی مال امام المسلمین کا ہوگا۔ کیونکہ اس کی جنایت کا ذمہ دار وہی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس صورت میں اس کی ماں بلا شرکت غیرے اس کے سب ترکہ کی وارث ہوتی ہے۔

باب ۴

ولد الملاعنہ اپنے ماموؤں کا وارث بنتا ہے اور وہ اس کے وارث بنتے ہیں۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل سے اور وہ زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آپؑ سے پوچھا کہ ولد الملاعنہ کا وارث کون بنے گا؟ فرمایا: اس کی ماں اس کی وارث ہوگی۔ عرض کیا کہ اگر اس کی ماں مر جائے اور وہ اپنی ماں کا وارث بنے بعد ازاں وہ خود مر جائے تو اس کا

وارث کون ہوگا؟ فرمایا: اس کی ماں کا عصبہ (ماں کی طرف سے اس کے قرابتدار)۔ اور وہ اپنے ماموؤں کا وارث بنے گا۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ملاعنہ کیا اور اس کے بیٹے کی نفی کر دی (کہ وہ اس کا بیٹا نہیں ہے) مگر بعد ازاں اپنے آپ کو جھٹلایا اور کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے آیا وہ بچہ اس کو دیا جائے گا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ اسے لوٹایا جائے گا اور میں اس کے بیٹے اس حالت میں نہیں چھوڑوں گا کہ اس کا کوئی (ولی اور) وارث نہ ہوگا۔ مگر اس کی بیوی اس کیلئے کبھی حلال نہ ہوگی۔ راوی نے پھر سوال کیا کہ اس بچہ کا وارث کون ہوگا؟ فرمایا: اس کے ماموں (یعنی جب ماں موجود نہ ہو)۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر اس کی ماں مر جائے اور یہ بچہ اس کا وارث بنے۔ بعد ازاں یہ بچہ مر جائے تو اس کا وارث کون ہوگا؟ فرمایا: اس کی ماں کی طرف سے رشتہ دار (ماموں وغیرہ) راوی نے عرض کیا اور وہ بھی اپنے ماموؤں کا وارث بنے گا؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۳۔ ایک اور روایت میں جو بروایت محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس میں مذکور ہے کہ اگر ملاعنہ کے بعد باپ اس بچے کا دعویٰ کرے کہ وہ اس کا بیٹا ہے تو اسے نہیں لوٹایا جائے گا۔ (جبکہ گزشتہ حدیث میں ہے کہ اسے لوٹایا جائے گا)۔ اس کی حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ یوں توجیہ کرتے ہیں کہ اسے اس طرح نہیں لوٹایا جائے گا کہ جس سے ان کا نسب ثابت ہو جائے اور طرفین ایک دوسرے کے وارث بنیں...... ہاں البتہ اس طرح لوٹایا جائے گا کہ وہ بچہ باپ کا وارث بنے گا۔ مگر باپ اور اس کا عصبہ اس کا وارث نہیں بنے گا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب میاں اور بیوی ملاعنہ کریں اور ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں مگر اس کے بعد شوہر اپنے آپ کو جھٹلاتے ہوئے کہے کہ یہ بچہ میرا بیٹا ہے تو پھر؟ فرمایا: جہاں تک اس کی بیوی کا تعلق ہے وہ تو کبھی اس کی طرف لوٹ کر نہیں جائے گی (کیونکہ وہ اس پر حرام مؤبد ہے)...... مگر میں بچہ کو اس کی طرف لوٹاؤں گا اور میں اسے اس حالت میں نہیں چھوڑوں گا کہ اس کا کوئی وارث نہ ہو۔ اور اگر اس کا باپ اس کو اپنا بیٹا نہ بنائے تو اس کے ماموں اس کے وارث بنیں گے مگر وہ ان کا وارث نہیں بنے گا۔ اور اگر اس کے بعد بھی اسے کوئی زانیہ کا بیٹا کہے گا تو اس پر (قذف کی) حد جاری کی جائے گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں (کہ ماموں اس کے تو وارث بنیں گے مگر وہ ان کا وارث نہیں بنے گا) سابقہ اخبار پر عمل کیا جائے گا (جن میں وارد ہے کہ ماموں اس کے اور وہ ان کا وارث قرار پائے گا) اور یہ اخبار

(جن میں نفی وارد ہے) ان کو تو چند محامل پر محمول کیا جائے گا: (۱) جب اس کی ماں موجود ہو، (۲) یا ماموں سے زیادہ کوئی رشتہ دار موجود ہو (جیسے مادری بھائی) وغیرہ وغیرہ۔

باب ۵

کسی وارث کا نسب عورتوں کے کہنے سے ثابت نہیں ہوتا جبکہ مرد یا ان کے وارث اس کا انکار کریں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک آدمی جس کا عورتیں دعویٰ کرتی ہیں کہ (وہ ان کا رشتہ دار ہے) جبکہ ان کے مرد گزر چکے ہیں اور ختم ہو چکے ہیں (کہ اس دعویٰ کی تردید یا تصدیق کرتے) انہی عورتوں نے اس کی شادی کی ہے اور اس کو اپنے گھروں میں داخل کیا ہے...... اب ایک شخص کے پاس (اس خانوادہ کا) گھر موجود ہے۔ اور اس کے ختم شدہ مردوں اور عورتوں کے وارثان بازگشت نے پیغام بھیجے ہیں اور اسے قسمیں دی ہیں کہ وہ ان کا حق اس شخص کو نہ دے جو ان میں سے نہیں ہے۔ اور وہ شخص جس کے قبضہ میں گھر ہے وہ بھی اس آدمی کا قصہ جانتا ہے (کہ عورتوں نے اس کی شادی کر کے اسے اپنے گھروں میں داخل کیا ہے) اور اب وہ بھی اس (نسب) کا دعویدار ہے۔ لہٰذا اب اس (گھر والے) پر معاملہ مشتبہ ہو گیا اور وہ نہیں جانتا کہ وہ گھر کس کے حوالے کرے؟ اس شخص کے یا عورتوں کے عصبہ (وارثان بازگشت کے) یا مردوں کے عصبہ کے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ اس کے حوالے کرے جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ اس کا حق ہے۔ یعنی عورتوں کے عصبہ کے حوالے کرے۔ کیونکہ صرف عورتوں کے دعویٰ سے اس مدعی کے لئے وراثت ثابت نہیں ہوتی۔ (الفروع)

باب ۶

جو شخص کسی بچے کے اپنا بیٹا ہونے کا اقرار کرے تو وہ لازم ہوگا اور وہ بچہ اس کا وارث بنے گا اور اس اقرار کے بعد اس کا انکار مسموع نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی اقرار کرے کہ (میت کے ذمہ کوئی قرضہ ہے یا اس کا کوئی اور بھی وارث ہے تو اس کا حکم؟؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب کوئی شخص کسی بچہ کے اپنا بیٹا ہونے کا اقرار کرے اور بعد میں انکار کر کے اس کی نفی کر دے تو اسے اس کا یہ حق حاصل نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی عزت ہے۔ وہ بچہ اسی سے

ملحق کیا جائے گا جبکہ وہ اسی کی بیوی یا کنیز کے بطن سے ہو۔ (کتب اربعہ)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ایک عورت کے بچہ کے بارے میں جس کے باپ کا کوئی علم نہیں ہے یہ دعویٰ کرے کہ وہ اس کا بیٹا ہے مگر بعد میں اس کا انکار کر دے تو؟ فرمایا: اسے اس (انکار) کا کوئی حق نہیں ہے۔ (التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص ایک ساعت (گھنٹہ) کے لئے کسی بچہ کا اقرار کرلے تو پھر وہ ابدالآباد تک اس کے لئے وہ اقرار لازم ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الوصایا وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئینگی اور کچھ ایسی حدیثیں بھی آئینگی جو اس کے منافی ہیں۔ مگر ہم ان کی توجیہ پیش کریں گے انشاء اللہ۔

باب ۷

اس شخص کا حکم؟ جو اپنے بیٹے کی جنایت اور اس کی وراثت سے برأت کا اظہار کرے یا اس کو وارثوں سے خارج کرنے کی وصیت کر جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے ان کے مسائل کے جواب میں جو مکتوب ارسال فرمایا تھا اس میں لکھا کہ اس چیز کی وہ علت جس کی وجہ سے عورت جائیداد غیر منقولہ کی وارث قرار نہیں پاتی یہ ہے کہ جائیداد کو ادلا بدلا نہیں جا سکتا۔ مگر زن و شوہر کا رشتہ بدل سکتا ہے (اور ٹوٹ سکتا ہے) لیکن والد اور مولود کا رشتہ اس قسم کا نہیں ہے کیونکہ اس سے کبھی گلوخلاصی نہیں ہو سکتی۔ جبکہ عورت کا رشتہ ایسا پختہ نہیں ہے (بلکہ اس سے چھٹکارا حاصل ہو سکتا ہے)۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود برید بن خلیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے بادشاہ کے پاس اپنے بیٹے کی جنایت اور اس کی وراثت سے برأت ظاہر کی۔ بعد ازاں کچھ ترکہ چھوڑ کر مر گیا تو؟ فرمایا: اس کے بعد باپ کی طرف سے جو زیادہ قریبی ہوگا وہ وارث ہوگا۔ (ایضاً)

(نوٹ) (ایسی ہی ایک روایت بروایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں: چونکہ اس قسم کی برأت شرعاً معتبر نہیں ہے لہٰذا اس کی مناسب تاویل یہ ہے کہ اس حدیث

میں اس بات کی کوئی صراحت نہیں ہے کہ بیٹا باپ کی موجودگی میں مرا ہے بلکہ ممکن ہے کہ بیٹا باپ کے بعد مرا ہو۔ تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں اس کی وراثت اس کے باپ کی طرف سے اقرب الناس کیلئے ہوگی۔ نیز یہ احتمال بھی ذکر کیا گیا ہے کہ چونکہ باپ نے بیٹے کی جنایت کاری سے برأت ظاہر کی ہے۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ اس کی وراثت سے محروم کر دیا گیا ہو مگر اس کا نسب صحیح رہے گا۔ (واللہ العالم)

باب ۸

جو ولد الزنا ہے۔ زانی اور زانیہ اس کے وارث نہیں ہوں گے اور نہ ہی ان کی جانب سے کوئی رشتہ دار وارث بنے گا۔ اور نہ ہی یہ ان کا وارث بنے گا بلکہ اس کی وراثت اس کی اولاد وغیرہ کے لئے ہے اور ان کی عدم موجودگی میں امام کے لئے ہوگی اور جو شخص اپنی کنیز کے بچہ کے اپنا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کا جھوٹ معلوم نہ ہو تو اس کی بات قبول کی جائے گی اور وہ اس کو لازم ہوگا۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی قوم کی کنیز کے ساتھ زنا کرے پھر اسے خرید لے اور پھر اس کے بیٹے کے بارے میں دعویٰ کرے کہ وہ اس کا بیٹا ہے تو وہ اس کی کسی چیز کا وارث نہ ہوگا۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اولاد صاحب فراش (شوہر یا مالک) کی ہوگی اور زانی کے لئے پتھر ہے اور ولد الزنا کا وارث نہیں ہوتا مگر وہ شخص جو یہ دعویٰ کرے کہ وہ اس کی کنیز کا بیٹا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن الحسن اشعری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اور اسے حمل ٹھہر گیا۔ بعد ازاں اس شخص نے اس عورت سے نکاح کر لیا۔ پس اس عورت کے ہاں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا جو سب لوگوں سے زیادہ اسی شخص کے مشابہ ہے تو؟ تو امام علیہ السلام نے اپنے خط اور اپنی مہر لگا کر لکھا کہ بچہ حرام زادہ ہے۔ اس کا کوئی وارث نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

۳۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! ولد الزنا کی دیت کس کی ہے؟ فرمایا: جو اس پر اپنا مال خرچ کرے گا وہی اس کی دیت لے گا۔ عرض کیا: اگر وہ کچھ مال چھوڑ کر مر جائے تو اس کا وارث کون ہوگا؟ فرمایا: اس کا وارث امام ہوگا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۴۔ نیز باسناد خود حنان بن سدیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک یہودیہ عورت سے زنا کیا اور اس سے بچہ پیدا ہوا۔ اور پھر وہ شخص مر گیا اور کوئی وارث نہیں چھوڑا۔ فرمایا: یہودیہ سے اس کا جو بچہ ہے اس کے لئے وراثت رکھی جائے گی۔ پھر راوی نے عرض کیا کہ ایک نصرانی نے ایک مسلمان عورت سے زنا کیا اور اس کے نتیجہ میں ایک بچہ پیدا ہوا۔ پھر وہ نصرانی کچھ مال چھوڑ کر مر گیا تو اس کا کون وارث ہوگا؟ فرمایا: مسلمان عورت سے پیدا ہونے والے بیٹے کے لئے۔ (ایضاً)

(چونکہ یہ روایت اصول مذہب کے بظاہر منافی ہے۔ کیونکہ اس میں ولد الزنا کو وراثت دلوائی گئی ہے۔ اس لئے اس کی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص ایک بچے کے اپنا بیٹا ہونے کا اقرار کرتا ہے تو اس کا دعویٰ قبول کیا جائے گا اور وہ بچہ اس سے ملحق ہوگا۔ اور وہ اس کا وارث ہوگا اور جب وہ اس کا اعتراف نہ کرے اور وہ ولد الزنا قرار پائے تو اس کی کوئی وراثت نہیں ہے۔

۵۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ولد الزنا اور ولد الملاعنہ کی مائیں ان کی وارث بنیں گی اور ان کے ماموں اور مادری بھائی یا ان کا عصبہ (وارثانِ بازگشت) وارث قرار پائے گا۔

(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ اس صورت پر محمول ہے کہ یہ مباشرت عورت کی طرف وطی بالشبہہ ہو اور مرد کی طرف سے زنا۔ (ورنہ ولد الزنا کا کوئی وارث نہیں ہوتا اور نہ وہ کسی کا وارث ہوتا ہے)۔

باب ۹

حمیل کا حکم؟ اور جب دو شخص آپس میں رشتہ داری کا دعویٰ کریں تو ان کا قول قبول کیا جائے گا اور باہمی وراثت ثابت ہو جائے گی۔ جبکہ سچائی کا احتمال ہو۔ اور ان کو بیّنہ (دو گواہ) پیش کرنے کی تکلیف نہیں دی جائے گی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حمیل کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: حمیل کیا ہے؟ عرض کیا کہ ایک (کافرہ) عورت اپنی سرزمین سے گرفتار کر کے لائی جاتی ہے اور اس کے ہمراہ اس کا چھوٹا بچہ ہوتا ہے اور وہ کہتی ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ اسی طرح ایک (کافر) مرد قید کر کے لایا جاتا ہے اور وہ اپنے بھائی سے ملاقات کرتا ہے اور

کہتا ہے کہ وہ میرا بھائی ہے مگر ان کے پاس (ان کے بیٹا یا بھائی ہونے پر) ان کے قول کے سوا اور کوئی بیّنہ نہیں ہے تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے ہاں لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا کہ وہ ان کو وراثت نہیں دلواتے کیونکہ ان کے پاس ان کی ولادت (اور رشتہ داری) پر کوئی بیّنہ موجود نہیں ہے۔ اور ان کی ولادت شرک پر ہوئی ہے! (یہ سن کر امام علیہ السلام نے) فرمایا: سبحان اللہ! جب وہ عورت ایک بیٹا یا بیٹی اپنے ہمراہ لاتی ہے اور برابر اقرار کرتی ہے اور جب ایک شخص ایک آدمی کو بقائمی ہوش و حواس بھائی کہتا ہے اور اس کے بھائی ہونے کا اقرار کرتا ہے تو پھر وہ یقیناً ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ (کتب اربعہ، معانی الاخبار)

۲۔ نیز باسناد خود سعید اعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: دو شخصوں کو سرزمین شرک سے پکڑ کر لایا گیا۔ ایک نے دوسرے کو بھائی کہہ کر پکارا۔ پس یہ بات ان کی پہچان بن گئی (کہ وہ آپس میں بھائی ہیں) پھر وہ آزاد کر دیئے گئے۔ تاہم وہ اکٹھے رہے اور اپنے بھائی بھائی ہونے کا اقرار کرتے رہے پھر ان میں سے ایک مر گیا تو؟ فرمایا: ان کی تصدیق کی جائے گی اور اس کی میراث اس کے بھائی کو دی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ نیز باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حمیل بیّنہ کے بغیر وراثت حاصل نہیں کر سکتا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

باب ۱۰

جب (ملکیت میں) شرکاء ایک کنیز کے ساتھ ایک ہی طہر میں مباشرت کریں (اور بچہ پیدا ہو) تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے گی اور جس کے نام قرعہ نکلے گا بچہ اس سے ملحق کیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (جائز اور ناجائز سے قطع تعلق) جب ایک عورت کے ساتھ ایک ہی طہر میں مسلمان، یہودی اور نصرانی مباشرت کریں تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے گی پس جس کے نام قرعہ نکلے گا بچہ اسی کے ساتھ ملحق کیا جائے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب النکاح میں گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی نیز قرعہ اندازی کے حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس کے بعد کتاب القضا میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

جب کسی بچہ کا باپ مشہور موجود ہو اور کوئی اس بچے کا دعویٰ کرے تو وہ مدعی اس کا وارث نہیں بنے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق سبیعی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس بچے کا کوئی شخص دعویٰ کرے تو وہ نہ (اس مدعی) کا وارث ہوتا ہے اور نہ یہ اس کا وارث ہوتا ہے۔ اور اس کو اس کے اصلی باپ کی طرف منسوب کیا جائے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

جس شخص کا باپ جاہلیت کے دور میں قید کیا جائے اور پھر اسے آزاد کر دیا جائے اور اس کا قبیلہ معلوم ہو تو اس کا نسب ختم نہیں ہوگا بلکہ یہ ان کا اور وہ اس کے وارث ہوں گے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حارث بن مغیرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کا باپ جاہلی دور میں قیدی رہ چکا ہے مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا اسلام میں اس بچہ کے غلاموں کے گھر پیدا ہونے اور آزاد ہونے کے بعد وہ جاہلی دور میں قید ہوا تھا؟ (یا اس سے پہلے؟) فرمایا: اسے اس کے اسلام میں غلام آباء و اجداد کی طرف منسوب کیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ اسی قبیلہ کا فرد شمار ہوگا جس سے اس کا باپ قید کیا گیا تھا۔ جبکہ وہ قبیلہ مشہور و معروف ہو الغرض وہ ان کا وارث بنے گا اور وہ اس کے وارث بنیں گے۔ (الکافی، الروضہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) اس قسم کی بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

خنثی اور اس جیسے لوگوں کی وراثت کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل سات (۷) باب ہیں)

باب ۱

خنثی (مشکل) اس شرمگاہ کے لحاظ سے وارث بنے گا جس سے وہ پیشاب کرتا ہے (کہ وہ مرد کی مانند ہے یا عورت کی مانند؟) اور اگر دونوں سے کرتا ہے تو اس کی بنا پر وارث قرار پائے گا جس سے پہلے پیشاب خارج ہوتا ہے۔ اور اس میں دونوں برابر ہوں تو کس عضو سے زیادہ تیزی سے نکلتا ہے اس کے مطابق عمل ہوگا اور اس میں بھی برابر ہوں تو پھر یہ دیکھا جائے گا کہ کس آلہ سے آخر میں پیشاب قطع ہوتا ہے اس کے مطابق کاروائی کی جائے گی۔ نیز اس سلسلہ میں احتلام، حیض اور سینہ کے ابھار سے بھی اس کی جنس کو معلوم کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن فرقد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کے دونوں آلے ہیں۔ مرد والا بھی اور عورت والا بھی۔ اس کی وراثت کس طرح ہوگی؟ فرمایا: اگر وہ مرد والے آلہ سے پیشاب کرتا ہے تو اس کی میراث مرد والی ہوگی۔ اور اگر عورت والے آلہ سے پیشاب کرتا ہے تو اس کی وراثت عورت والی ہوگی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام خنثی کو مقام پیشاب کے لحاظ سے وارث قرار دیتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے یوں وارد ہے کہ جس بچہ کے دونوں آلے موجود ہوں اور پیشاب بھی دونوں سے کرتا ہو؟ فرمایا: اس کا پتہ اس طرح چلایا جائے گا کہ اس کا پیشاب پہلے کس آلہ سے نکلتا ہے؟ عرض کیا گیا کہ اگر دونوں سے یکبارگی نکلے تو؟ فرمایا: تو پھر دیکھا جائے گا کہ زیادہ تیزی کے ساتھ کس آلہ سے نکلتا ہے؟ عرض کیا گیا کہ اگر دونوں آلوں سے اسی

طرح نکلے تو؟ فرمایا: تو پھر یہ دیکھا جائے گا سب سے آخر میں کس آلہ سے پیشاب قطع ہوتا ہے۔ (الفروع)

۴۔ جناب ابراہیم بن محمد ثقفی اپنی کتاب الغارات میں باسناد خود حسن بن بکر بجلی سے اور وہ اپنے باپ بکر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم رحبہ کے مقام پر حضرت امیر علیہ السلام کے ہمراہ موجود تھے کہ چند آدمیوں کا ایک گروہ جناب کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ حضرتؑ نے ان کو اوپرا سمجھ کر پوچھا کہ تمہارا تعلق شام سے ہے یا جزیرہ سے؟ انہوں نے کہا کہ ہم شامی ہیں (اور اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ) ہمارا باپ بہت سارا مال اور بہت ساری ذکور و اناث اولاد چھوڑ کر مر گیا ہے۔ مگر اولاد میں ایک خنثی بھی ہے جس کے مردوں والے اور عورتوں والے دونوں آلات موجود ہیں۔ اور وہ مرد کی طرح میراث چاہتا ہے مگر ہم نے ایسا کرنے سے انکار کیا ہے..... (یہاں تک کہ آنجنابؑ نے) فرمایا: تم جاؤ اور دیکھو کہ وہ پیشاب کس آلہ سے کرتا ہے؟ پس اگر مرد والے آلہ سے کرتا ہے تو اسے مرد کی میراث دو اور اگر عورت والے آلہ سے کرتا ہے تو پھر اسے عورت والی میراث دو۔ پس جب اسے اس معیار پر پرکھا گیا تو اس نے مردی آلہ سے پیشاب کیا تو آپؑ نے اسے مرد والی میراث دلوائی۔ (کتاب الغارات)

۵۔ جناب علامہ حلیؒ فرماتے ہیں کہ ابن عقیل نے فرمایا ہے کہ آل رسول علیہم السلام کی نظر میں خنثی کا حکم یہ ہے کہ اس کی اصلیت معلوم کرنے کے کئی طریقے ہیں جن سے پتہ چل سکتا ہے کہ وہ مرد ہے یا عورت؟ (۱) پیشاب، (۲) حیض، (۳) احتلام، (۴) ڈاڑھی وغیرہ جیسے (سینہ کا ابھار وغیرہ)۔ تو اسی معیار کے مطابق اس کی وراثت کا فیصلہ کیا جائے گا۔ (المختلف)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲

اس خنثی مشکل کا حکم جو مذکورہ بالا علامات سے نہ پہچانا جا سکے کہ وہ کیا ہے؟؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک ایسا بچہ پیدا ہوتا ہے جس کے دونوں آلے ہیں (مردوں والا بھی اور عورتوں والا بھی)...... تو؟ فرمایا: پیشاب والے مقام سے جانچا جائے گا۔ اور اگر دونوں سے نکلے تو پھر دیکھا جائے گا کہ پہلے کس سے نکلتا ہے؟ اور اگر دونوں سے برابر نکلے تو پھر دیکھا جائے گا کہ زیادہ تیزی کے ساتھ کہاں سے نکلتا ہے؟ اور اس طرح بھی یکساں نکلے تو پھر اسے مردوں اور عورتوں والی وراثت (یعنی آدھی آدھی)

جائے گی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود میسرہ بن شریح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ شریح قاضی کی عدالت میں ایک عورت پیش ہوئی اور کہا کہ میں آپ کے پاس ایک جھگڑا لے کر آئی ہوں۔ قاضی نے پوچھا: تیرا خصم (مخالف) کہاں ہے؟ اس نے کہا: وہ تو ہے! قاضی نے خلوت کرائی۔ پھر اس عورت سے کہا: اب کھل کر بات کر کہ قضیہ کیا ہے؟ تب اس نے کہا کہ میں ایک ایسی عورت ہوں کہ جس کا ذکر بھی ہے اور فرج بھی۔ قاضی نے کہا کہ ایسا ہی ایک قضیہ حضرت امیر علیہ السلام کو پیش ہوا تھا۔ تو آپؑ نے پیشاب کے اعتبار سے فیصلہ کیا تھا (کہ پیشاب کس آلہ سے آتا ہے؟) اس عورت نے کہا: میرا پیشاب دونوں راستوں سے آتا ہے۔ قاضی نے پوچھا کہ کس راستہ سے پہلے آتا ہے؟ عورت نے کہا کہ دونوں سے ایک ہی وقت میں آتا ہے اور ایک ہی وقت میں بند ہوتا ہے۔ اس پر قاضی نے کہا کہ تو عجیب بات کی مجھے خبر دے رہی ہے! عورت نے کہا: میں تمہیں اس سے بھی زیادہ عجیب خبر سناتی ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ میرے ساتھ میرے چچازاد نے شادی کی۔ اور خدمت کے لئے مجھے ایک خادمہ دی جس کو میں نے مباشرت کر کے حاملہ کر دیا اور پھر اس نے ایک بچہ کو جنم دیا۔ اب میں اس لئے آئی ہوں کہ تو میں اور میرے شوہر کے درمیان جدائی کر دے (کیونکہ میں تو مرد ہوں)...... (یہ سن کر قاضی مبہوت ہو گیا۔ اور) مجلس قضا سے اٹھ کر سیدھا حضرت امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں گیا اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپؑ نے حکم دیا اور اس عورت کو آپؑ کی بارگاہ میں لایا گیا۔ آپؑ نے اس سے پوچھا کہ جو کچھ قاضی کہتا ہے کیا وہ صحیح ہے؟ عورت نے کہا: بالکل واقعہ اسی طرح ہے! جنابؑ نے حکم دیا کہ اس کے چچازاد شوہر کو بلاؤ۔ چنانچہ اسے حاضر کیا گیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ کیا یہ تیری بیوی ہے؟ اور چچازاد ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: کیا تجھے اس کا (خادمہ والا) واقعہ معلوم ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: کیا تو نے اس کے بعد بھی اس سے مباشرت کی ہے؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: پھر تو شیر کے سوار سے بھی زیادہ دلیر ہے۔ پھر حکم دیا کہ دینار نامی خصی آدمی کو جو کہ نیکوکار آدمی تھا اور دو عورتوں کو بلاؤ......... چنانچہ ان کو بلایا گیا۔ فرمایا: اس عورت کو (اگر یہ عورت ہے) لے جاؤ۔ اور اسے گھر میں داخل کرو۔ اسے نقاب اوڑھاؤ۔ اور اسے کپڑوں سے ننگا کر کے اس کی پسلیاں شمار کرو۔ (اور پھر مجھے اطلاع دو) چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔ اور بتایا کہ اس کی دائیں جانب کی پسلیاں بارہ ہیں اور بائیں جانب کی گیارہ۔ یہ سن کر حضرت امیر علیہ السلام نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اللہ اکبر۔ میرے پاس حجام لاؤ۔ چنانچہ حجام بلوایا گیا۔ آپؑ نے اسے حکم دیا کہ اس کے (سر کے) بال کاٹ دے۔ اور اسے (مردانہ) چادر اور جوتے دے۔ اور اسے مردوں کی صفت میں شامل کر دیا۔ (یہ ماجرا دیکھ کر) اس کا شوہر بولا: یا امیر المومنینؑ! آپ نے میرے بیوی

اور چچازاد کو مردوں میں شمار کر دیا؟ آپؑ نے یہ فیصلہ کہاں سے لیا ہے اور کس طرح کیا ہے؟ فرمایا: اپنے باپ آدم وحوا سے لیا ہے۔ چونکہ جناب حوا جناب آدم علیہ السلام کی پسلی (کی مٹی سے) پیدا ہوئی تھیں۔ اس لئے مردوں کی پسلیاں عورتوں کی پسلیوں سے ایک عدد کم ہوتی ہیں۔ اس لئے حکم دیا کہ ان کو یہاں سے نکال دو۔ لہٰذا ان کو نکال دیا گیا۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام اس خنثی مشکل کے بارے میں جس کے دونوں آلے موجود ہوں۔ فیصلہ کیا کہ اس کے پیشاب کے راستہ کو دیکھ کر معلوم کیا جائے تو وہ کیا ہے؟ اور اگر دونوں سے کرے تو پھر دیکھا جائے کہ کس سے پہلے کرتا ہے؟ اور اگر وہ پیشاب کرے ہی نہ اور مر جائے تو پھر اس کو مرد کی وراثت کا نصف اور عورت کی وراثت کا نصف دیا جائے (قرب الاسناد)

۴۔ جناب فتال نیشاپوری اپنی کتاب روضۃ الواعظین میں حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے خنثی مشکل کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو فرمایا: انتظار کیا جائے پس اگر وہ مرد ہے تو اسے احتلام آئے گا۔ اور اگر عورت ہے تو اسے حیض آئے گا۔ اور اس کے سینہ پر ابھار بھی نمودار ہوگا۔ اور اگر ان علامات کے ذریعہ سے بھی اس کی جنس معلوم نہ ہو سکے تو پھر اس سے کہا جائے گا کہ دیوار پر پیشاب کر۔ پس اگر اس کا پیشاب دیوار کو لگ جائے تو اسے مرد سمجھا جائے گا اور اگر اس کا پیشاب اونٹ کے پیشاب کی طرح پیچھے کی جانب ہٹ جائے تو پھر وہ عورت ہے۔ (روضۃ الواعظین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعد ازیں ایسی حدیثیں آئینگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ہر مشکل اور مشتبہ امر کے لئے قرعہ ہے اور یہاں بھی بعض علماء نے اس پر عمل کیا ہے مگر اس بات کی رکاکت اور کمزوری واضح ہے جبکہ وہ ان نصوصِ خاصہ کے معارض ہے اور پسلیوں کے شمار کرنے والا کوئی ضابطہ نہیں ہے بلکہ ایک واقعہ کا فیصلہ ہے ہاں البتہ اس کی وراثت کے نصف نصف والی نص اوضح اور ارجح ہے واللہ اعلم۔

باب ۳

خنثی مشکل کی کیفیت معلوم کرنے کے لئے اسے پیشاب کرتے وقت کون دیکھے؟ اور اس کی دونوں شرم گاہوں کو کون دیکھے؟ تا کہ حقیقت حال واضح ہو سکے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود موسیٰ بن محمد جو کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے بھائی سے روایت کرتے

بیں ان کا بیان ہے کہ کہ قاضی یحییٰ ابن اکثم نے منجملہ ان مسائل کے جو امام علی نقی علیہ السلام سے پوچھے ایک مسئلہ یہ تھا کہ کہا کہ خنثیٰ کے بارے میں جو حضرت امام علی علیہ السلام کا خنثیٰ کی وراثت کا فیصلہ اس کے پیشاب کرنے سے کیا تھا (کہ وہ کہاں سے پیشاب کرتا ہے) اب اسے پیشاب کرتے ہوئے دیکھے گا کون؟ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو کوئی ایسی گواہی دے جس میں اس کا ذاتی فائدہ ہو وہ قبول نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جب اس کی طرف مرد دیکھیں تو وہ عورت ہو اور اگر عورتیں دیکھیں تو وہ مرد ہو اور دونوں کا شرم گاہ پر نظر کرنا حرام ہے۔ تو امام علیہ السلام نے اس ایراد کا یہ جواب دیا کہ حضرت امام علی علیہ السلام کا قول یہ ہے کہ اسے ایک عادل گروہ دیکھے گا مگر آئینہ میں اور وہ اس طرح کہ ہر ایک شخص ایک آئینہ لے کر بیٹھ جائے اور دوسری طرف خنثیٰ کو ننگا کر کے اس طرح کھڑا کیا جائے گا کہ اس کا عکس آئینہ میں پڑے جسے دیکھ کر وہ فیصلہ کر سکیں کہ خنثیٰ کا تعلق کس قسم سے ہے؟ (الفروع، التہذیب، تحف العقول)

۲۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ نے بھی اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت امیر علیہ السلام سے بھی نقل کیا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے بھی اس قسم کے واقعہ میں ایک خالی مکان میں دو آئینے اس طرح نصب کرائے تھے کہ ایک اس خنثیٰ کی شرم گاہ کے برابر تھا اور دوسرا آئینہ اس آئینہ کے بالمقابل تھا اور پھر دو عادل آدمی بٹھائے اور پھر اس خنثیٰ کو حکم دیا کہ وہ آئینہ کے سامنے ننگا ہو کر اس طرح کھڑا ہو کہ اسے وہ عادل نہ دیکھیں مگر اس کا عکس آئینہ میں نظر آئے۔ اور وہ دونوں شخص آئینہ میں دیکھ کر فیصلہ کریں چنانچہ دیکھا گیا کہ واقعاً اس کی دو شرم گاہیں تھیں۔ بعد ازاں آنجناب علیہ السلام نے اس کی پسلیاں شمار کر کے اسے مردوں کے ساتھ شامل کیا۔ (ارشاد شیخ مفیدؒ)

باب ۴

جب کوئی بچہ ایسا پیدا ہو کہ نہ اس کا مردوں والا آلہ ہو اور نہ عورتوں والا۔ تو اس کی وراثت کے سلسلہ میں قرعہ اندازی کی جائے گی اور اس کی کیفیت کا بیان؟ اور یہ کہ یہ امامؑ سے مخصوص نہیں ہے (دوسرے لوگ بھی ایسا کر سکتے ہیں)۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق عزرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا کہ ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو نہ لڑکا ہے اور نہ لڑکی ہے۔ اس کی صرف دبر موجود ہے (باقی کچھ بھی نہیں ہے) اب اس کی وراثت کی کیا کیفیت ہوگی؟ فرمایا: امام بیٹھے گا اور اس کے ہمراہ کچھ اور لوگ بھی بیٹھیں گے اور خدا سے دعا کریں گے اور پھر قرعہ اندازی کرے گا کہ آیا

اسے لڑکے والی وراثت دی جائے یا لڑکی والی؟ پس جس طرح قرعہ نکلے گا اسی کے مطابق وہ عمل کرے گا۔ پھر فرمایا: اس قرعہ اندازی سے بڑھ کر اور کیا عادلانہ طریقہ ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ جناب یونس علیہ السلام کے بارے میں قرعہ اندازی کی گئی اور انہیں دریا میں پھینکا گیا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جس کا نہ آلہ ذکوریت ہے اور نہ آلہ انوثیت، تو؟ فرمایا: امام یا کوئی قرعہ اندازی کرنے والا اس طرح قرعہ اندازی کرے گا کہ ایک تیر (یا کاغذ وغیرہ) پر لکھے گا "عبداللہ" (اللہ کا بندہ)۔ اور دوسرے پر لکھے گا: "لمۃ اللہ" (اللہ کی کنیز)۔ پھر امام یا کوئی بھی قرعہ اندازی کرنے والا یہ دعا پڑھے گا: ﴿اللّٰھم انت اللّٰہ لا الٰہ الا انت عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون، بیّن لنا امر ھذا المولود کیف یورث ما فرضت لہ فی الکتاب﴾ (اے اللہ! تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے تو عالم الغیب والشہادہ ہے تو ہی لوگوں کے درمیان ان کی اختلافی باتوں میں فیصلہ کرے گا۔ ہمارے لئے اس بچہ کا معاملہ واضح فرما کہ اس کی وراثت کے سلسلہ میں تو نے اس کیلئے کیا حصہ مقرر کیا ہے؟) اس کے بعد ان دو تیروں کو دوسرے تیروں میں خلط ملط کر دیا جائے پھر ان کو ملا جلا دیا جائے اور ایک تیر نکالا جائے اور اسکے مطابق عمل درآمد کیا جائے اور اسکی وراثت کا انتظام کیا جائے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، المحاسن)

۳۔ نیز باسناد خود بعض اصحاب سے اور وہ بعض آئمہ علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس مولود کے بارے میں جس کا پیشاب کے ایک سوراخ کے سوا اور کوئی آلہ نہیں ہے۔ فرمایا: اس کو پیشاب کرتے دیکھا جائے پس اگر اس کا پیشاب ایک طرف جھک جائے اور الگ ہو جائے تو اس کے ساتھ لڑکے والا معاملہ کیا جائے گا اور اگر اس کا پیشاب ایک طرف نہ جھکے اور الگ نہ ہو تو پھر اس کے ساتھ لڑکی والا معاملہ کیا جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نے فرمایا ہے کہ مذکورہ بالا حدیثیں اس صورت کے ساتھ مخصوص ہیں کہ جب اس مولود کی ذکوریت یا انوثیت کے معلوم کرنے کا بالکل کوئی طریقہ کار نہ ہو۔ لیکن کوئی طریقہ موجود ہو۔ جیسے اس حدیث میں مذکور ہے تو ایسا کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے اگرچہ احوط یہ ہے کہ سابقہ حدیثوں کے مطابق کاروائی کی جائے۔

باب ۵

اس شخص کی وراثت کا بیان جس کے دو سر ہوں یا ایک کوکھ پر دو دھڑ ہوں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کے عہد میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا جس کے ایک کوکھ پر دو سر اور دو سینے تھے تو حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اسے ایک شخص کی وراثت دی جائے گی یا دو کی؟ فرمایا: اسے سونے تک چھوڑ دیا جائے۔ پس جب سو جائے تو چیخ ماری جائے۔ تو اگر دونوں سر اور دونوں دھڑ یکبارگی جاگ اٹھیں تو اسے ایک شخص کی میراث دی جائے اور ایک جاگے اور دوسرا سوتا رہے تو پھر اسے دو شخصوں کی وراثت دی جائے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۶

مفقود الخبر آدمی اور مجہول المالک مال کی وراثت کا بیان۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ خطاب اعور نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے والد کے پاس ایک مزدور تھا۔ جو کہ مزدوری پر کام کرتا تھا۔ وہ اچانک کہیں گم ہو گیا۔ اور اس کی کچھ مزدوری ہمارے پاس باقی رہ گئی۔ اور اس کے کسی وارث کا کوئی پتہ نہیں ہے تو؟ فرمایا: اسے تلاش کرو۔ عرض کیا کہ ہم نے اسے تلاش کیا ہے مگر اس کا کوئی سراغ نہیں ملا...... فرمایا: تا بامکان پھر بھی تلاش کرو۔ پس اگر مل جائے تو فبہا ورنہ وہ مال آپ کے مال کی طرح تمہارے لئے مباح ہے۔ یہاں تک کہ اس کا کوئی طلبگار (خود مفقود الخبر یا اس کا کوئی وارث) آجائے اور مطالبہ کرے تو پھر اسے دے دینا اور اگر تمہیں موت کا اندیشہ ہو تو وصیت کر جانا کہ کسی طلبگار کے آنے پر اس کا حق اسے دے دینا۔ (کتب اربعہ)

۲۔ نیز باسناد خود معاویہ بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کا ایک آدمی کے ذمہ کچھ حق تھا مگر وہ گم ہو گیا۔ اب معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے؟ اور یہ کہ آیا وہ زندہ بھی ہے یا مر گیا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ولی و وارث معلوم ہے تو کیا کیا جائے؟ فرمایا: اسے تلاش کرو...... عرض کیا: اسے بڑی مدت ہو گئی ہے کیا میں وہ مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا: تلاش کر۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود نصر بن حبیب صاحب الخان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ میں ہوٹل چلاتا ہوں میرے پاس ایک شخص کے دو سو چودہ درہم موجود ہیں جو مر گیا ہے اور مجھے اس کے وارثوں کا کوئی علم نہیں ہے تو میں یہ بتلا کر معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میں ان درہموں کے بارے میں کیا کروں کیونکہ میرا دل تنگ ہو گیا ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ تھوڑا تھوڑا کر کے صدقہ کرتا جا یہاں تک کہ ختم ہو جائے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز ایک ایسی ہی دوسری روایت میں امام علیہ السلام کا جواب یوں مروی ہے کہ اس رقم کو بحال خود باقی رکھ۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ مفقود الخبر کا چار سال تک انتظار کیا جائے گا۔ اسکے بعد اس کا مال تقسیم کر دیا جائے گا یعنی اسکے وارثوں میں۔ (الفروع، الفقیہ)

۶۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک آدمی کا بیٹا تھا جو غائب ہو گیا۔ اب معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے؟ اب اس کا باپ مر گیا تو اب اس کے مفقود الخبر بیٹے کی وراثت کا کیا کیا جائے؟ فرمایا: اس کا حصہ علیحدہ کر کے رکھ دیا جائے یہاں تک کہ آئے اور اپنا حصہ پائے! عرض کیا: آیا اس کے مال پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ۔ یہاں تک کہ آئے۔ عرض کیا: اور جب آجائے تو فوراً زکوٰۃ دے؟ فرمایا: نہ۔ یہاں تک کہ اس کے قبضہ میں ایک سال گزر جائے۔ پھر عرض کیا کہ اگر کوئی شخص غائب ہو جائے اور نہ آئے تو؟ فرمایا: اگر اس کے وارث مالدار ہیں تو بے شک اس کی وراثت باہم تقسیم کر لیں لیکن اگر وہ آ گیا تو پھر ان کو وہ مال واپس کرنا پڑے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں یوں وارد ہے کہ اگر مفقود الخبر آدمی کا کوئی وارث نہ مل سکے اور خدا جانتا ہو کہ تم نے تلاش کرنے کی پوری کوشش کی ہے تو پھر اس کا مال صدقہ کر دو۔ (الفقیہ)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قاسم بن فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک مرنے والے کا کچھ مال ایک شخص کے پاس موجود ہے اور اسے کچھ معلوم نہیں ہے کہ اس کا وارث کوئی ہے وہ کیا کرے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: تو بہت اچھی طرح جانتا ہے کہ وہ کس کا مال ہے؟ (یعنی وہ امام علیہ السلام کا مال ہے۔ کیونکہ جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا امام علیہ السلام وارث ہوتا ہے۔ کما تقدم)۔ (الفروع، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے ولاء امامت اور لقطہ کے باب میں گزر چکی ہیں۔ نیز واضح رہے کہ ان حدیثوں میں جو صدقہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے یہ امام علیہ السلام کی طرف سے رخصت ہے ورنہ یہ مال ان کا ہے۔

باب ۷

حمل خود بھی وارث ہوتا ہے اور اس کے بھی وارث ہوتے ہیں بشرطیکہ زندہ پیدا ہو۔ اور اس کی زندگی اس کے چیخنے چلانے یا کوئی اختیاری حرکت کرنے سے معلوم ہوتی ہے اور اس کے بغیر وارث نہیں ہوتا اور دیت کی وراثت کا حکم؟

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امامؑ سے پوچھا کہ آیا

پیدا ہونے والا دیت سے وراثت پاتا ہے؟ فرمایا: اس وقت تک نہیں پاتا جب تک چیخ و پکار نہ کرے اور اس کی آواز سنی نہ جائے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود ربعی بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ پیدا ہونے والا بچہ یا سقط ہونے والے بچے کے بارے میں فرمارہے تھے کہ جب وہ کوئی کھلی ہوئی حرکت کرے تو وارث بھی ہوگا اور موروث بھی کیونکہ بعض بچے گونگے بھی ہوتے ہیں۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ بچہ جو شکم مادر سے باہر آئے مگر نہ آواز بلند کرے اور نہ چیخ مارے تو اس پر نہ نماز پڑھی جائے گی اور نہ ہی دیہ وغیرہ سے وارث بنایا جائے گا۔ ہاں البتہ جب آواز بلند کرے تو پھر اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی اور اسے وراثت بھی دی جائے گی۔ (التہذیب)

۴۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ آیت مبارکہ ﴿وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جاہلی دور میں لوگ چھوٹے لڑکوں اور لڑکیوں کو میراث نہیں دیتے تھے۔ اور وہ صرف اسے میراث دیتے تھے جو دشمن سے لڑنے کے قابل ہوتا تھا۔ اور وہ اپنے ذہن میں اسے بہت اچھا کام خیال کرتے تھے۔ پس جب خدائے تعالیٰ نے قرآن میں میراث کے حصص مقرر کئے تو ان کو اس سے سخت صدمہ ہوا اور ایک دوسرے سے کہا: چلو رسول خداؐ کے پاس جائیں اور اس معاملہ میں ان سے بات کریں۔ شاید کہ وہ اسے ترک کردیں یا اس میں کچھ تغیر و تبدل کردیں......
چنانچہ وہ آئے اور کہا: یا رسول اللہؐ! لڑکی کو باپ اور بھائی کی وراثت سے نصف حصہ، اور چھوٹے بچہ کو پوری میراث حالانکہ ان دونوں میں سے کوئی بھی ہنوز (لڑنا تو کجا) گھوڑے پر چڑھ بھی نہیں سکتا۔ اور نہ ہی مال غنیمت حاصل کرسکتا ہے! اور نہ ہی دشمن سے لڑسکتا ہے۔ اس پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اتنا فرمایا کہ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے! (تفسیر قمیؒ)

۵۔ قبل ازیں علاء بن فضیل کی حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وارث صرف وہی بچہ قرار پاتا ہے جو (پیدائش کے بعد) چیخ و پکار کرتا ہے اور جسے ہنوز پیٹ نے چھپا رکھا ہے وہ وارث نہیں بنتا۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب الشہادات میں بیان کی جائیںگی۔ اور اس قسم کی کچھ حدیثیں یہاں اور نماز جنازہ کے بیان میں گزر چکی ہیں۔

پانی میں ڈوب کر اور دیوار یا چھت کے نیچے دب کر مرنے والوں کی میراث کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چھ (۶) باب ہیں)

باب ۱

جب مرنے والے ایک دوسرے سے رشتہ داری رکھتے ہوں تو وہ ایک دوسرے کے وارث قرار پائیں گے جبکہ تقدم و تأخر میں اشتباہ ہو اور ان سے زیادہ کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو پھر ان سب کی میراث انکے وارثوں کی طرف منتقل ہوگی۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کچھ لوگ تھے جو کشتی کے ڈوبنے سے غرق ہو گئے یا ان پر دیوار گری اور وہ لقمۂ اجل بن گئے اور مر گئے۔ اب معلوم نہیں ہے کہ ان میں سے کون اپنے ساتھی سے پہلے فوت ہوا ہے؟ فرمایا: وہ سب ایک دوسرے کے وارث قرار پائیں گے۔ حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب میں یونہی لکھا ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام اس زن و شوہر کی وراثت کا فیصلہ جو مکان کے گرنے سے مر گئے تھے اور معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ ان میں سے پہلے کون مرا ہے؟ یوں کیا تھا کہ ان میں سے ہر ایک اپنے مقررہ حصہ کا وارث قرار پائے گا۔ (التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود ابان سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کچھ لوگوں پر مکان کی چھت گری اور وہ سب مر گئے۔ اب ان کی میراث کس طرح تقسیم

ہوگی؟ فرمایا: وہ سب ایک دوسرے کے وارث بنیں گے (اور بعد ازاں ان کے جو وارث ہوں وہ اپنی قرابت کے مطابق حصہ پائیں گے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب۲

جب دو غرق ہونے والوں یا چھت کے نیچے آ کر مرنے والوں میں سے صرف ایک شخص کا مال ہو۔ دوسرے کا نہ ہو تو وہ مال دوسرے کی طرف منتقل ہو جائے گا اور پھر اس کے وارثوں کو ملے گا۔ مال والے وارث کو نہیں ملے گا۔

(اس باب میں صرف دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ چند لوگ اکھٹے موجود تھے کہ ان پر مکان گر پڑا اور وہ سب کے سب مر گئے۔ اب معلوم نہیں ہے کہ کون پہلے مرا؟ فرمایا: وہ سب ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔ راوی نے عرض کیا کہ ابوحنیفہ نے تو اس پر ایک نئی چیز داخل کی ہے؟ فرمایا: اس نے کیا داخل کیا ہے؟ عرض کیا کہ دو شخص باہم بھائی تھے ایک کسی کا غلام تھا اور دوسرا کسی اور کا۔ چنانچہ ایک کے پاس ایک لاکھ درہم تھے اور دوسرے کے پاس کچھ نہیں تھا۔ وہ دونوں کشتی پر سوار ہوئے اور کشتی ڈوب گئی۔ اور وہ دونوں غرق ہو گئے۔ اب معلوم نہیں ہے کہ کون پہلے مرا؟ وہ کہتا ہے کہ وہ اس شخص کے وارثوں کو ملے گا جس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ اور جس کا مال تھا اس کے وارثوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ مسئلہ اسی طرح ہے!!

باب۳

غرق ہونے والا اور چھت کے نیچے دب کر مرنے والا ایک دوسرے کے اصلی مال کے وارث ہوں گے۔ نہ اس کے جو ایک دوسرے سے پائیں گے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس مرد اور اس کی بیوی کے بارے میں جن پر مکان گرا (اور وہ مر گئے) فرمایا: عورت کو مرد کا اور مرد کو عورت کا وارث بنایا جائے گا یعنی ان کو ان کے اصلی مال کا باہمی وارث بنایا جائے گا نہ اس کا جو اب ان کو ایک دوسرے سے ملے گا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

جب ایک آزاد اور غلام بچ جائیں اور اس طرح مشتبہ ہو جائیں کہ پتہ نہ چلے کہ آزاد کون ہے اور غلام کون؟ تو قرعہ اندازی سے فیصلہ کر کے کہ آزاد وارث قرار پائے گا اور قیافہ شناسوں کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے یمن میں اس گروہ کے بارے میں جن پر ان کا مکان گرا تھا اور وہ ہلاک ہو گئے تھے اور صرف دو بچے بچے تھے جن میں سے ایک آزاد تھا اور دوسرا غلام۔ اس طرح فیصلہ فرمایا تھا کہ آپؑ نے قرعہ اندازی کی تھی پس ان میں سے ایک کے نام قرعہ نکلا اور اسے وارث قرار دیا اور دوسرے کو آزاد کر دیا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود حسین بن مختار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ابو حنیفہ سے فرمایا: اے ابوحنیفہ! آپ اس قوم کے بارے میں کیا کہتے ہیں جن پر مکان گرا اور وہ مر گئے اور صرف دو بچے باقی بچے جن میں سے ایک آزاد ہے اور دوسرا غلام۔ مگر معلوم نہیں کہ وہ کون ہے اور یہ کون؟ ابوحنیفہ نے کہا: آدھا یہ آزاد کیا جائے اور آدھا وہ! امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ مسئلہ اس طرح نہیں ہے بلکہ قرعہ اندازی کر کے آزاد کا پتہ چلایا جائے گا اور دوسرے کو آزاد کیا جائے گا۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک آزاد عورت اور ایک کنیز اپنے اپنے بچوں کو دودھ پلا رہی تھیں ان پر مکان گر پڑا اور دونوں مائیں مر گئیں اور بچے زندہ۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ آزاد بچہ کون ہے اور غلام کون؟ فرمایا: قرعہ اندازی کی جائے گی پس جس کا نام قرعہ اندازی میں نکلے وہ آزاد متصور ہوگا اور وہ دوسرے کا وارث قرار پائے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قرعہ اندازی پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (میراث خنثیٰ باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

اگر دو شخص غرق ہونے یا چھت گرنے کے علاوہ ویسے مر جائیں اور اکھٹے مریں یا پہلے مرنے والا مشتبہ ہو جائے تو کوئی بھی کسی کا وارث قرار نہیں پائے گا۔ مگر یہ کہ کسی قرینہ سے سابق کا پتہ چل جائے اور سفر کی حالت میں کسی مرنے والے کی موت کو چھپانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن القداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ام کلثوم بنت[1] علی اور ان کے بیٹے زید بن عمر کا ایک ہی وقت میں انتقال ہوا اور پتہ نہ چل سکا کہ پہلے کون فوت ہوا ہے۔ لہٰذا آپ نے کسی کو کسی کا وارث قرار نہ دیا اور دونوں پر اکھٹی نماز (جنازہ) پڑھی۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ جناب ابوذرؓ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جب کوئی شخص سفر کی حالت میں وفات پا جائے تو اس کے اہل خانہ کو اس کی موت چھپانی نہیں چاہیے تاکہ اس کی بیوی عدت رکھ سکے اور اس کی وراثت اس کے وارثوں میں کسی وارث کی موت سے پہلے تقسیم ہو سکے تاکہ کوئی اپنے حصہ سے محروم نہ رہ جائے (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ نیز باسناد خود قابوس سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک میاں بیوی جو بیک وقت طاعون کی بیماری میں ایک بستر پر اس طرح اکھٹے مر گئے تھے کہ مرد کا ہاتھ اور اس کا پاؤں عورت کے اوپر تھا۔ تو حضرت امام علی علیہ السلام نے مرد کو عورت کا وارث قرار دیا تھا اور اس کی موت کو مؤخر قرار دیا تھا۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب میراث الدیہ (باب ۹و۸) میں گزر چکی ہیں۔

---

[1] ہم نے اپنی کتاب تجلیات صداقت میں بڑی تفصیل جمیل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ جناب ام کلثوم بنت علیؑ جو کہ جناب مخدومۂ کائنات کے بطن اقدس سے تھیں ان کا عقد نکاح ان کے ابن عم عون بن جعفر طیارؓ سے ہوا تھا اور ان کی وفات کے بعد محمد بن جعفر طیارؓ سے ہوا تھا اور یہاں زید بن عمر بن خطاب کی ماں جس ام کلثوم کا تذکرہ کیا گیا وہ اسماء بنت عمیس کے بطن سے جناب ابوبکر کی بیٹی ہیں اور چونکہ جب حضرت علی علیہ السلام نے اسماء سے نکاح کیا تھا تو محمد اور ام کلثوم دونوں بہن بھائی اپنی ماں کے ساتھ حضرت امیر علیہ السلام کے زیر کفالت رہے تھے اور انہی کی نگرانی میں پلے بڑھے تھے تو من باب المجاز محمد بن ابوبکر کو ابن علی اور ام کلثوم بنت ابوبکر کو بنت علیؑ کہہ دیا جاتا تھا۔ فتدبّر و تشکّر۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۶

جن میاں بیوی پر مکان گرا ہو اور دونوں مر گئے ہوں تو عورت کو وراثت میں مرد پر مقدم سمجھا جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن عبد الملک سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان میاں بیوی کے بارے میں جن پر چھت گری تھی اور وہ مر گئے تھے یہ فیصلہ کیا کہ پہلے عورت کو مرد کا وارث بنایا جائے گا اور بعد ازاں مرد کو عورت کا وارث قرار دیا جائے گا۔

(الفقیہ، التہذیب)

مجوسیوں کی میراث کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل تین (۳) باب ہیں)

باب ۱

اسلامی نقطۂ نگاہ سے ان کا سببی اور نسبی رشتہ صحیح ہو یا غلط وہ بہر حال ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ اس مجوسی کو جو اپنی ماں اور بیٹی سے شادی کرتا تھا اسے بدو وجہ وارث قرار دیتے تھے ایک یہ کہ وہ اس کی ماں ہے اور دوسرے اس لئے کہ وہ اس کی بیوی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں فی الجملہ اختلاف ہے کہ مجوسیوں کی میراث صحیح ہے یا غلط؟ میرے نزدیک صحیح یہ ہے (وهو المشهور بين الفقهاء) کہ وہ سبب اور نسب دونوں کے اعتبار سے ایک دوسرے کے وارث قرار پاتے ہیں۔ خواہ اسلامی شریعت کے لحاظ سے غلط ہو یا صحیح اور اس پر دوسری دلیلوں کے علاوہ سکونی کی مذکورہ بالا حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

۲۔ مروی ہے کہ ایک شخص نے ایک مجوسی کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی موجودگی میں (حرام زادہ ہونے کی) گالی دی۔ تو امام علیہ السلام نے اسے جھڑک دیا۔ اس نے کہا کہ اس شخص نے اپنی ماں سے نکاح کیا ہے؟ فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہ ان کے نزدیک نکاح ہے۔ (ولكل قوم نكاح)۔ (التہذیب)

۳۔ نیز مروی ہے کہ فرمایا: جب کوئی قوم کسی بھی دین سے وابستہ ہو تو اس پر اسی دین کا حکم نافذ ہوتا ہے۔ (التہذیبین)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام کا طریقۂ کار یہ تھا کہ جب مجوسی اسلام لاتے تھے تو ان کو نسبی رشتہ داری کی وجہ سے ایک دوسرے کا وارث قرار دیتے تھے۔ مگر نکاح کی وجہ سے وارث قرار نہیں دیتے تھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام لانے کے بعد یہ غلط نکاح باطل ہو جاتا ہے لہٰذا اس کی وجہ سے وراثت کا سلسلہ نہیں چل سکتا۔

باب ۲

مجوسیوں پر بھی زنا کی تہمت لگانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی موجودگی میں ایک آدمی نے ایک مجوسی پر زنا کاری کا الزام لگایا۔ امام علیہ السلام نے اسے روکا۔ اس نے کہا کہ وہ اپنی ماں اور بہن سے نکاح کرتا ہے (جو کہ زنا ہی ہے)...... فرمایا: ان کے دین و مذہب میں یہ نکاح ہے (اور حلال ہے)...... (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (سابقہ باب میں) اور کتاب النکاح میں گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد کتاب الحدود میں آئینگی جو اپنے عموم وخصوص سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳

جو شخص کسی چیز (دین و مذہب) کا عقیدہ رکھے اسے اس کا حکم لازم ہوگا۔ اور اسی کے مطابق اس کے برخلاف فیصلہ کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے احکام کے بارے میں سوال کیا؟ آپؑ نے فرمایا: ہر اہل دین و دیانت پر وہ احکام لاگو ہوں جو ان کے نزدیک حلال ہیں۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود علی بن ابی حمزہ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (مخالفین) کو انہی کے اصول واحکام کے مطابق الزام دو جن کا وہ اپنے آپ کو پابند سمجھتے ہیں۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۴ از میراث اخوہ واجداد میں) اور اس سے پہلے باب الایمان، باب الطلاق اور تعصیب وغیرہ میں گزر چکی ہیں۔

آج بتاریخ ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۲۹ جون ۲۰۰۷ء

بروز جمعہ بوقت چار بجے دن کتاب مستطاب وسائل الشیعہ کا ترجمہ وتحشیہ

بنام مسائل الشریعہ کی سترہویں جلد بخیر وخوبی اپنے اختتام کو پہنچی۔

والحمد للّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا و نبینا محمدؐ و آلہ الطاهرینؑ